بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً (الحدیث)

تنویر برکات

تصنیف

محامد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی

شیخ الحدیث و رئیس دار الافتاء دار العلوم احسن البرکات حیدرآباد

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ۔ پاکستان

Marfat.com

بلغوا عنی ولو آیۃ (الحدیث)

تنویرِ برکات

تصنیف

محامد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی

شیخ الحدیث و رئیس دارالافتاء دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ○ پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	تنویر برکات
مصنف	احمد میاں برکاتی، مفتی، علامہ
محرک	سید اشتیاق علی چشتی، صوفی، عبدالرحیم نقشبندی، مولانا محمد میاں نوری، مولانا
مؤید	انیس احمد شاہد، نعیم اللہ قریشی، شاہد عبدالحمید
موضوع	درس قرآن، درس حدیث، خاص معلومات
سال اشاعت	ستمبر 2006ء
کمپوزنگ	محمد عاطف نوری/محمد حسان رضا خان، نوری
پروف ریڈر	حماد رضا خان نوری، مفتی/نعمان رضا خان، برکاتی
بتعاون	مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، شاہراہ مفتی محمد خلیل خاں، حیدرآباد
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z 94
قیمت	125 [redacted] -/ روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-221201 1-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

Marfat.com

انتساب!

مقدس ماں..............روشن رفیقہء حیات..........اور پیاری بیٹی بنت احمد

کے نام:

اوّل الذکر نے..............مجھے۔ پروان چڑھایا، مجھ پر شامیانہ رحمت تانا،

اے اللہ، ان کا سایہ قائم رکھنا

ثانی الذکر نے..........مشکل لمحوں میں، میری بروقت ہمّت بندھائی

اے اللہ یہ ساتھ قائم رکھنا،

ثالث الذکر نے..........بحکم حدیث شریف میرے لئے رحمتوں کو جمع کیا

یارب، دین و دنیا میں اسے سرفراز فرمانا

آمین

آمین

آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید)

Marfat.com

ترتیب عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	انتساب	۳
۲	نعت شریف	۶
۳	قطعہ	۸
۴	جو پہلے نہ کہہ سکا (صاحبزادہ جواد رضا برکاتی)	۹
5	مصنف ایک نظر میں، (مولانا محمد شاہد برکاتی)	۱۴
۶	مصنف کا تذکرہ (مولانا نور الحسن قلندرانی)	۲۴
۷	مصنف کا خط ریڈیو پاکستان کے نام	۲۸
۸	اسٹیشن ڈائریکٹر ریڈیو کا اجازت نامہ	۲۹
۹	کیا میری زباں کیا میرا قلم	۳۱
۱۰	آمد مصطفٰے اور فضیلت قرآن	۳۵
۱۱	عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۴۶
۱۲	تحفہ رجب	۶۳
۱۳	انوار شعبان	۷۹
۱۴	مقدس رات دن	۹۱
۱۵	جشن نزول قرآن	۱۰۲
۱۶	ثواب کے تفرق راستے	۱۱۰
۱۷	نماز پڑھیے	۱۲۲
۱۸	اوقات نماز	۱۲۴

Marfat.com

ترتیب عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۹	نماز حاجت	۱۲۸
۲۰	نماز میں سلام اور درود شریف	۱۳۱
۲۱	روزہ اور تزکیہ نفس	۱۳۴
۲۲	روزہ اور تلاوت	۱۳۶
۲۳	روزہ اور تقویٰ	۱۳۹
۲۴	روزہ اور افطار و سحری	۱۴۱
۲۵	روزہ اور شکر نعمت	۱۴۴
۲۶	روزہ اور بخشش	۱۴۷
۲۷	اعتکاف	۱۵۰
۲۸	لیلۃ القدر	۱۵۳
۲۹	روزہ اور صدقۂ فطر	۱۵۸
۳۰	احکام زکوٰۃ	۱۶۲
۳۱	حج کی ضرورت	۱۷۸
۳۲	عید قرباں	۱۸۱
۳۳	اچھی زندگی، اچھی موت کی دعا اور حسن آخرت کی تمنا	۱۸۴
۳۴	مراجع وماآخذ	۱۸۷
۳۵	نعت شریف	۱۹۰

Marfat.com

نعت شریف

سید کونین سے جو لو لگاتے جائیں گے
وہ خدا کو باخدا نزدیک پاتے جائیں گے

ان کی یادوں سے دلوں کو جو بساتے جائیں گے
بس وہی جنت میں گھر اپنے بناتے جائیں گے

خود بخود چومیں گی آ کر منزلیں ان کے قدم
ان کے نقش پا پہ جو سر کو جھکاتے جائیں گے

روشنی پائی ہے جن ذرّوں نے ان کے نور سے
رہگزار زیست کو وہ جگمگاتے جائیں گے

دو جہاں میں وہ رہیں گے سرفراز و کامراں
آپ کی الفت میں جو خود کو مٹاتے جائیں گے

(گرہ) جان و دل ان کی شفاعت پر تصدق، حشر میں
"جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے"

عمر بھر ہجر نبی میں جو رہے ہیں اشکبار
باخدا وہ خُلد میں ہنستے ہنساتے جائیں گے

مصطفٰے کے نور سے روشن ہوئے ہیں جنکے دل
ظلمت باطل جہاں سے وہ مٹاتے جائیں گے

منکرینِ عظمت و شانِ حبیب کبریا
ٹھوکروں پر ٹھوکریں ہر گام کھاتے جائیں گے

عاشقانِ مصطفٰے کو ہی فرشتے قبر میں
دولہنوں کی طرح نَــــــــم کہہ کر سلاتے جائیں گے

ختم جب تک ہو نہ جائے گی ہماری تشنگی
جام کوثر ساقیٔ کوثر پلاتے جائیں گے

کوئی بھی ہوگا نہ پرساں حشر میں حافظ مگر
میرے آقا عاصیوں کو بخشواتے جائیں گے

(مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی)

۱۷/۱ اکتوبر ۱۹۸۷ء

۲۳/ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

Marfat.com

سرکار کی گلی

قطعہ نعتیہ

دنیائے رنگ و بو میں جلوہ طراز ہوجا
یعنی غبار راہِ شاہ حجاز ہوجا
سجدے جبیں کے وقف درگاہِ ناز کردے
سرکار کی گلی میں جانِ نیاز ہوجا

(حضرت مفتی محمد خلیل خاں خلیلؔ قدس سرہٗ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

جو پہلے نہ کہہ سکا

از: صاحبزادہ جواد رضا برکاتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

صاحب البرکات قدس سرہٗ العزیز، کی دعاؤں برکتوں اور خانقاہی رحمتوں نے، اپنے چاہنے والوں پر ایسا شامیانہ برکات ورحمت تان دیا ہے، جس کے سایہ میں بیٹھنے والا، ہر عاشق اور مُحبّ، برکتوں والا ہو گیا، بلکہ یوں کہیں کہ صاحب البرکات کے وسیلے سے خود کو بیچنے والے، انمول ہو گئے۔

جب تک بکے نہ تھے، کوئی پوچھتا نہ تھا

تم نے خرید کر ہمیں انمول کردیا

میرے دادا جان خلیل ملّت اور میرے آغا جان، دونوں کی مٹّی اور گُھٹی میں، مارہرہ مطہرہ کی خاک ہے، دونوں ہی خانقاہ برکاتیہ کے غلام ہیں۔ اور جو اس کے غلام ہیں، وہ اپنے اپنے زمانے میں قوم کے امام ہیں۔ مجھے بھی اپنی قسمت پر ناز ہے کہ مارہرہ مطہرہ حاضر ہو کر "عبادت خانہ آل احمد" برکاتی مسجد، کے کنویں کا شیریں پانی پیا ہے اور اس طرح میرے خون میں بھی، برکتوں والا "آب شیریں" موجود ہے۔

میرے آغا جان نے مجھے بھی، مجدد برکاتیت، مسند برکاتیت کے خزانوں کے امین حضرت احسن العلماء سید حسن میاں برکاتی علیہ الرحمۃ کی گود میں اس وقت ڈال دیا جب میں تین سال کا تھا حضرت کی غلامی میں آنے کے بعد یہ حضرت کے قدموں کی برکت ہے، کہ

سب در کھلتے چلے جارہے ہیں۔

تو نے برکاتیت کو جلا بخشدی

اے حسن تیری شوکت پہ لاکھوں سلام

اور یہ سب فیض ہے، میرے دادا حضور خلیلِ ملّت علیہ الرحمتہ والرضوان کا جن کی مقدس گود کا لمس، مجھے صرف تصوّر اور خیال میں محسوس ہوتا ہے، کہ وہ میری پیدائش سے پہلے، دنیا سے پردہ فرما چکے تھے۔

جس نے ہر گام سنّت کو جاری کیا

راھبرِ راہ سنّت پہ لاکھوں سلام

عاشق مصطفٰے وہ خلیلؔ جہاں

پیروِ اعلحضرت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

صاحب البرکات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہء عرش اشتباہ پر، پہلی حاضری ۲۰۰۰ء میں اس وقت ہوئی، جب میں آغا جان کے ساتھ عرس قاسمی میں، شرکت کی سعادت حاصل کرنے، مارہرہ مطہرہ پہنچا، پرنور فضاؤں کے وہ چند دن کبھی نہیں بھول سکتا جو، خانقاہ برکاتیہ میں گزارے، عرس کی محفلوں میں، ثناء خوانی کا موقعہ عظیم الشان محفلوں میں بھی حاصل ہوا اور خانقاہ کی حویلی کے اندر، میرے پیر خانہ کی دادیوں، نانیوں، ماؤں، اور پھوپھیوں نے، بھی خوب شفقت فرمائی۔ جس پیر خانہ کو دنیا کا سب سے زیادہ سخی پیر خانہ، ہونے کا اعزاز حاصل ہے، اور جس پیر خانہ کو امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے، اپنا پیر خانہ بنانے میں فخر محسوس کیا، جہاں حاضری کی لوگ تمنا کر کے رہ جاتے ہیں، میں نے وہ اپنے سر کی آنکھوں سے جی بھر کر دیکھا، اور وہاں سے خوب فیضیاب ہوا، وہاں کی حاضری کی برکت ہوئی کہ

۲۰۰۰ء میں، اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور سرکار ابد قرار ﷺ نے بیحد مہربانی فرمائی کہ دادی جان، والد گرامی آغا جان مدظلہٗ، والدہ ماجدہ اور ہمشیرہ کے ساتھ حج کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کا تصور بھی نہ تھا، مگر یہ ''شہنشاہ برکات'' کے ہاں حاضری کا ثمرہ نظر آتا تھا کہ وہاں کھڑے ہو کر عرض کیا تھا۔

دین و دنیا کی ہمیں برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقیٔ، عشق انتما کے واسطے

مارہرہ مطہرہ اور مدینہ منورہ میں جو نسبت ہے، وہ حضرت نظمی میاں مدظلہٗ یوں بیان فرماتے ہیں۔

میم مدینہ مارہرہ کی قسمت ہے
اِس گنبد کو اُس گنبد سے نسبت ہے

اور کیوں نہ ہو کہ۔

''ہم نے مارہرہ میں طیبہ کا اجالا دیکھا''

اسی نسبت سے آغا جان مدظلہٗ نے اس کتاب کا نام ''**تنویر برکات**'' رکھا ہے اور اس میں میری والدہ ماجدہ مدظلہا کا نام بھی شامل ہے۔ زیر نظر کتاب میں ان اہم راتوں کا بھی تذکرہ ہے، جو منور ہوتی ہیں، منور کرتی ہیں، اور ان دنوں کا بھی، جو پرنور ہوتے ہیں۔ اس میں ولادت کا تذکرہ بھی ہے اور زندگی کے راستوں کا بھی چرچا ہے، عبادت کی بات بھی ہے اور معاملات کی بھی، مضامین کتاب، میں میلاد بھی ہے، قرآن بھی، نماز بھی، روزہ بھی، افطار بھی ہے، سحری بھی، حج بھی ہے، عید و قرباں بھی، کتاب کا آغاز، میلاد ہے تو اختتام حسن آخرت کی تمنا کے ساتھ ہے۔

Marfat.com

زیر نظر کتاب میں مصنف کے پانچ مقالات ہیں، اور سترہ ۱۷ ریڈیائی مذاکرے اور تقاریر ہیں۔ ان میں سے مقالات تو ہزاروں کی تعداد میں، طبع ہو کر گزشتہ بیس سال پچیس سال سے مسلسل تقسیم ہو رہے ہیں، اور کثیر تعداد میں لوگوں نے اس سے استفادہ کر کے، اپنے معمولات درست کئے ہیں اور اصلاح کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو قبول فرمائے۔ میرے والد گرامی محترم آغا جان حیدرآباد کی بلکہ سندھ و بلوچستان کی مشہور شخصیات میں سے ایک ہیں، اسی وجہ سے آپ کو علماء اہل سنت و معززین نے مفتی اعظم سندھ و بلوچستان کا لقب دیا۔ اس وقت حیدرآباد کے حوالے سے آپ اہلسنت کے لئے جو کام کر رہے ہیں، اس نے آپ کو صفِ اوّل میں کھڑا کر دیا ہے، آپ کے شاگردوں میں مفتیان کرام، علماء کرام، پیرانِ عظام، قُراء کرام، اور بہت سے معززین شہر بھی ہیں، یعنی یہ سب لوگ آپ کی شاگردی میں آ کر اس قابل ہوئے کہ کوئی مفتی بنا تو کوئی عالم، کوئی مقرر تو کوئی مناظر، غرض آپ کے شاگرد سندھ کے علاوہ بلوچستان تک پھیلے ہوئے ہیں اور بہت سے دوسرے صوبوں میں بھی ہیں، آپ کو سندھ، بلوچستان اور دوسرے صوبوں کے علماء و معززین نے جو القاب دیئے ہیں وہ یہ ہیں رہبر شریعت، شیخ طریقت، محامد العلماء، استاد العلماء، شیخ الحدیث، مفتی اہلسنت، سرمایہ اہلسنت، آبروئے رضویت' یہ سب خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے دادا پیر حضور صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہٗ (جن کی نسبت سے ہم **برکاتی** کہلاتے ہیں) آغا جان کے پیر و مرشد حضور تاج العلماء، احسن العلماء، اور خاص طور پر میرے دادا جان مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ خواجہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہم کا فیض ہے کہ، دادا جان نے جو پودا ۱۹۵۲ء میں احسن البرکات کی شکل میں لگایا تھا آج وہ ایک مضبوط اور تناور درخت کی شکل میں سب کو سایہ دے رہا ہے۔ اور آغا جان نے اس درخت کی اتنی شاخیں

پھیلا دی ہیں کہ اس کی گنتی محال ہے۔ دادا جان اور آغا جان کے کاموں کی مقبولیت کی نشانی ہے کہ میں بعض دفعہ پاکستان کے مختلف شہروں میں اکیلا گیا اور میں نے اپنا تعارف جب کرایا کہ میں فلاں کا پوتا اور فلاں کا بیٹا ہوں تو یقین کریں کہ ان لوگوں نے مجھ کمترین کو اتنی عزت دی کہ ایسا معلوم ہوا کہ ان بزرگوں اور دوستوں سے پرانی شناسائی ہے۔ اور اب جب کہ آغا جان نے دار العلوم اور شعبہ تبلیغ واشاعت کے حوالے سے مجھے بہت سی ذمہ داریاں سونپیں تو میں نے بحمد اللہ تعالیٰ ان کو پورا کیا اور کوئی کام میں نے کبھی آغا کے مشورے اور ان کے حکم کے بغیر نہیں کیا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ اس نے ہر کام میں مجھے عزت دی۔ میں تو اب بھی یہی کہوں گا کہ یہ سب کرم اور فیضان خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کا ہے۔ خصوصاً میرے پیر و مرشد حضور احسن العلماء کا، حضور خلیل العلماء کا اور حضور محامد العلماء کا۔ اب آغا جان (محامد العلماء) نے عرصہ کے بعد دوبارہ قلم اٹھایا ہے اور میلادِ خلیل، برکاتِ حدیث، تنویرِ برکات اور رسول اور نائبینِ رسول سمیت کئی کتابیں لکھ ڈالی ہیں۔ آغا جان آج کل خصوصاً دادا جان کے فتاویٰ پر کام کر رہے ہیں، جو کہ آخری مراحل میں ہے، اور فتاویٰ خلیلیہ جلد از جلد منظرِ عام پر لانے کی پوری سعی جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمت واستقامت عطا فرمائے۔

آمین

محمد جواد رضا خاں برکاتی

مرکزی ناظم اعلیٰ دائرۂ برکات اسلامی، پاکستان (حیدر آباد)

۲۳ ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ

۲۲ مئی ۲۰۰۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصنف کی حیات، ایک نظر میں

مرتب: مولانا محمد شاہد برکاتی

نام: غلام محی الدین خان لودھی عرف احمد میاں برکاتی، مفتی

کنیت: ابوحماد (تمام شاگرد و مریدین اور خاندان کے سب بچے "آغا جان" کے نام سے پکارتے ہیں)

عرفیت: احمد میاں برکاتی (تمام حلقوں میں اسی نام سے پہچانے جاتے ہیں)

تخلص: حافظؔ، شاعری سے بھی رغبت ہے اور حضرت سید اختر الحامدی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل ہے

ولدیت: محمد خلیل خاں قادری برکاتی، مفتی، علامہ، خلیل العلماء، خلیلِ ملّت

ولادت: ۲۹ ستمبر ۱۹۵۱ء / ۲۷ ذوالحجہ ۱۳۷۰ھ میر پور خاص (سندھ)

تعلیمی قابلیت:

قاری، حافظ قرآن، دارالعلوم احسن البرکات، حیدر آباد ۱۹۶۳ء

فاضل السنہ شرقیہ، فاضل عربی (پوزیشن ہولڈر) ۱۹۷۲ء

(بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کراچی)

Marfat.com

فاضل علوم شرعیہ درس نظامی پوزیشن ہولڈر، دارالعلوم امجدیہ کراچی ۱۹۷۳ء

فاضل تنظیم المدارس، الشہادۃ العالمیہ، (ایم اے عربی/ اسلامیات)

(پوزیشن ہولڈر) ۱۹۷۳ء

میٹرک، کراچی تعلیمی بورڈ (جامعہ کراچی) ۱۹۷۳ء

تخصص فی الفقہ والقضاء (پوزیشن ہولڈر) امجدیہ کراچی ۱۹۸۲ء

قاضی کورس جامعہ نعیمیہ لاہور ۱۹۸۲ء

(۵۵ فضلاء میں سے واحد کامیاب ''قاضی'' قرار دیئے گئے)

انگریزی زبان کورس، پاک امریکن سینٹر، حیدرآباد ۱۹۸۳ء

ابتدائی تعلیم:

والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ سے دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد، میں حصولِ علم کا آغاز کیا۔ نیز حفظ قرآن سے فراغت گیارہ سال کی عمر میں اسی مدرسہ میں ہوئی۔ قرآن کریم شیخ القرآ، حضرت قاری عبداللطیف صاحب ملتانی اور حضرت قاری سید منظور حسین شاہ صاحب (مدینہ مسجد سرے گھاٹ حیدرآباد) سے مکمل کیا۔ یہ دونوں اساتذہ احسن البرکات میں مدرس تھے۔

اردو، حساب اور خوشخطی والد گرامی سے سیکھے۔ درس نظامی میں کنزالدقائق تک کتب، احسن البرکات میں پڑھیں، جہاں والد گرامی کے علاوہ مولانا محمد عبدالحفیظ قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا فضل سُبحان آف مردان سے استفاضہ کیا۔

تکمیل علومِ دینیہ:

۱۹۶۶ء میں دارالعلوم امجدیہ کراچی میں داخلہ لیا اور حضرت علامہ محمد حسن حقانی

مدظلہ، مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمتہ، حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمتہ، حضرت علامہ مفتی محمد وقارالدین قادری رحمتہ اللہ علیہ اور ممتاز المحدثین حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازھری رحمتہ اللہ علیہ سے کتب درس نظامی اور کتب حدیث پڑھیں۔ دورۂ حدیث حضرت علامہ ازھری صاحب اور حضرت مفتی وقارالدین صاحب علیہم الرضوان سے کیا۔

سند فراغت و دستار بندی:

۱۹۷۳ء میں دارالعلوم امجدیہ کراچی سے سند الفراغ عطا ہوئی۔ ۱۹۷۴ء میں حضرت خلیل العلماء والد گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد سے خصوصی طور پر سند حدیث اور سند قرآن عطا فرمائی۔

اسناد اعتراف خدمات دینیہ و ملیہ:

(۱) دارالعلوم امجدیہ کراچی ۱۹۸۳ء

(۲) ضلعی انتظامیہ حیدرآباد ۱۹۸۳ء

تدریسی خدمات:

(۱) مدرس و نائب مفتی دارالعلوم امجدیہ کراچی ۱۹۷۴ء تا ۱۹۷۶ء

(۲) مدرس و ناظم تعلیمات و مفتی احسن البرکات، حیدرآباد ۱۹۷۶ء تا ۱۹۸۵ء

(۳) شیخ الحدیث و پرنسپل و مفتی اعلیٰ، دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد ۱۹۸۵ء تا حال

(۴) پرنسپل احسن البرکات اورینٹل کالج، ۱۹۸۹ء تا حال

(۵) پرنسپل جامعہ خلیلیہ برکاتیہ، حیدرآباد، ۱۹۸۸ء تا حال

صحافتی خدمات:

Marfat.com

مُعاون مدیر، ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی ۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۶ء

مدیر، پندرہ روزہ الرضا والماجد کراچی (اخبار طلبہ) ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۲ء

مدیر، سالانہ مجلّہ رفیق علم کراچی ۱۹۷۷ء

مدیر، سالانہ مجلّہ، احسن البرکات، خلیل علم، حیدرآباد ۲۰۰۱ء

تبلیغی و تقریری خدمات :

خطابت (۱) کراچی میں کئی جگہ (۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۶ء)

(۲) جامع مسجد اقصٰی لطیف آباد نمبر ۶ حیدرآباد (۱۹۷۶ء سے تا حال ۲۰۰۶)

طالب علمی کے آخری سال میں، جامع مسجد امجدی کراچی میں دس ماہ تک امامت کے فرائض انجام دیے ۱۹۷۶ء میں والدِ گرامی نے واپس حیدرآباد بلالیا، اس وقت جامع مسجد اقصٰی لطیف آباد نمبر ۶ میں امامت و خطابت شروع کی۔ خطابت تا حال جاری ہے۔ جمعہ و عیدین میں بڑا اجتماع ہوتا ہے اور نماز عموماً بغیر لاؤڈ اسپیکر کے ہوتی ہے۔

تفصیل تدریس:

۱۹۷۴ء سے ۱۹۷۶ء کے وسط تک دارالعلوم امجدیہ کراچی میں ہی متوسط کتب کی تدریس فرمائی۔ دارالعلوم احسن البرکات میں ابتداء تا موقوف علیہ مکمل تدریس کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ صحاح ستہ سے بخاری، مسلم، ترمذی شریف کئی مرتبہ پڑھائی۔

والدگرامی کے وصال کے بعد شیخ الحدیث کے منصب پر تقرر ہوا۔ اور تمام فتاویٰ کی تصدیق کی ذمہ داری بھی آپ پر ڈالی گئی۔

اساتذہ:

قرآن کریم، قرأت و تجوید، فارسی:

۱۔ قاری عبداللطیف ملتانی مدظلہٗ ۲۔ قاری حافظ سید منظور حسین شاہ صاحب علیہ الرحمتہ
۳۔ قاری محمد رمضان انصاری علیہ الرحمتہ ۴۔ حضرت قاری رضا المصطفٰے اعظمی مدظلہٗ
۵۔ قاری خیر محمد چشتی مدظلہٗ ۶۔ قاری حاجی احمد مدظلہٗ ۷۔ منشی خلیل احمد، مرحوم

درس نظامی:

(۱) علامہ مفتی محمد خلیل خاں القادری قدس سرہٗ (۲) مفتی محمد عبدالحفیظ قادری علیہ الرحمتہ
(۳) حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین صاحب قدس سرہٗ
(۴) علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری صاحب علیہ الرحمتہ
(۵) حضرت علامہ مفتی محمد تقدس علی خانصاحب رضوی قدس سرہ (ان حضرت سے شرح جامی کا خطبہ، جامعہ نظامیہ لاہور میں ایک مجلس میں پڑھا اور انھوں نے براہ راست امام اہلسنت اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ سے پڑھا)
(۶) قاری محمد مصلح الدین صدیقی قدس سرہٗ (۷) علامہ محمد نصر اللہ خان افغانی مدظلہٗ
(۸) مولانا فضل سبحان صاحب آف مردان مدظلہٗ
(۹) حضرت علامہ مولانا محمد حسن صاحب حقانی مدظلہٗ (۱۰) مولانا غلام دستگیر افغانی مدظلہٗ
(۱۱) علامہ قاضی عبدالرحمٰن صاحب مدظلہٗ

حدیث شریف:

۱۔ حضرت علامہ عبدالمصطفٰے الازہری قدس سرہٗ،
۲۔ حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین قدس سرہٗ

Marfat.com

۳۔ حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی قدس سرہ؛

انگریزی:

جناب شمس الدین اعجاز، پروفیسر انور مشہود، پروفیسر نعیم اللہ قریشی

نامور تلامذہ:

مولانا عبدالرشید نوری حیدرآباد، مولانا سید محمد عظمت علی شاہ نوری حیدرآباد، مولانا محمد میاں نوری حیدرآباد، مولانا محمد عالم بروہی خضدار (مہتمم دارالعلوم رضویہ خلیلیہ)، مولانا عبدالرحیم کشمیری شہداد پور، مولانا سعداللہ بروہی کوئٹہ، مولانا غلام رسول نقشبندی میانوالی، مولانا سید اشرف علی شاہ رضوی حیدرآباد

بیعت و خلافت:

حضرت والدگرامی رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں ہی پیرخانۂ امام احمد رضا، خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ (انڈیا) میں حضرت تاج العلماء اولادرسول مفتی سید محمد میاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ کے دست مبارک پر بیعت کرایا تھا۔ اس وقت عمر تقریباً ایک سال یا کم ہوگی۔ ۲۲ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ/ مطابق ۱۹۷۹ء حضرت تاج العلماء کے ۲۴رویں سالانہ عرس کے موقع پر حیدرآباد میں علماء و مشائخ کے اجتماع میں حضرت والدگرامی نے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ اور چاروں سلاسل کی خلافت واجازت سے نوازا اور وہ تمام اعمال واوراد جو انہیں حضرت ''تاج العلماء'' اور حضرت ''مفتی اعظم'' ہند رحمۃ اللہ علیہما، سے عطا ہوئے مرحمت فرمائے۔

۳ر مارچ ۱۹۸٦ء/ ۲۱ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰٦ھ کو حضور احسن العلماء سید مصطفےٰ حیدر حسن میاں شاہ صاحب برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ

Marfat.com

مارہرہ مطہرہ نے جو پاکستان تشریف لائے تھے درگاہ حضرت سخی سید عبدالوہاب شاہ جیلانی علیہ الرحمتہ کے صحن میں، خلیل العلماء حضرت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی کے مزار مبارک کے پائنتی، علماء ومشائخ کے اجتماع میں مارہرہ مطہرہ کے خصوصی وظائف کے ساتھ خلافت، سلاسل اربعہ سے نوازا۔ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ/ ۹ رفروری ۱۹۸۶ء کو حضرت مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازھری مدظلہٗ، نے والد گرامی کے عطا کردہ خلافت نامہ پر ہدیہ تبریک رقم فرمایا۔

۳ ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ/ ۱۸ اگست ۱۹۹۶ء بروز پیر، فقیہہ الہند، شارح البخاری، ''برکاتی مفتی''، حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمتہ نے دارالعلوم احسن البرکات تشریف لاکر مجمع علماء میں، اپنی دستار اتار کر، ''آغا جان'' کے سر پر باندھی اور بعدہٗ سلسلہ عالیہ رضویہ نوریہ مصطفویہ کے اوراد ووظائف اور النور والبھاء کے سلاسل کی اجازت عطا فرمائی۔

خلفاء:

مفتی حماد رضا نوری مدظلہٗ، صاحبزادہ محمد جواد رضا خاں برکاتی سلمہٗ، مفتی عبدالحفیظ قادری علیہ الرحمتہ، مفتی عبدالرشید نقشبندی، مفتی عبدالرحیم نقشبندی، مولانا عبدالمجید نوری، مولانا سید خضر احمد شاہ، مولانا سید جمال ہاشمی، مولانا امان اللہ خان برکاتی کراچی، مولانا محمد میاں نوری حیدرآباد، مولانا قاری عبدالستار معصومی ودیگر۔

حج و زیارت:

۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء میں پہلی مرتبہ حج وزیارت سے مشرف ہوئے اس سال حج

Marfat.com

اکبر تھا۔اور ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۴ء میں دوسرا حج کیا۔دوسرے حج میں والدہ محترمہ، اھلیہ، صاحبزادی اور صاحبزادہ جواد رضا ہمراہ تھے۔ 21

بغداد مقدس حاضری:

۲۰۰۲ء میں، بیس علماء کے ہمراہ عراق کا دورہ کیا، ایک ماہ، بغداد شریف حاضر رہے اور وہاں جامعہ مستنصریہ کے معہد میں عربی کورس اور دورہ مکثفہ کیا، مدرسہ قادریہ میں، شیخ القرا،عبدالوھاب شافعی سے قرأت میں استفادہ کیا۔اور بہت سے علماء سے ملاقاتیں کیں۔ ۲۰۰۳ء میں، مدینہ منورہ ایک ماہ، گزارا اور وہاں کے مشائخ سے فیوض وبرکات حاصل کئے، خصوصی طور پر قطب مدینہ شیخ محمد ذکریا علیہ الرحمتہ سے کسب فیض کیا۔

شادی ، اولاد:

اکتوبر ۱۹۷۵ء میں، حقیقی ماموں رئیس احمد خاں مرحوم کی بڑی صاحبزادی رقیہ خانم عرف تنویر خانم کے ہمراہ شادی ہوئی۔جن سے چار لڑکے، ۱۔محمد حماد رضا خان، ۲۔محمد حسان رضا خان، ۳۔محمد نعمان رضا خان، ۴۔محمد جواد رضا خان اور دو لڑکیاں ناعمہ خانم نوری اور مدیحہ خانم برکاتی تولد ہوئے۔اوّل الذکر بچی نے ۱۹۸۴ء میں دس ماہ کی عمر میں وفات پائی۔

خاندانی حالات:

آغا جان کا تعلق خاندانی طور پر لودھی قبیلہ سے ہے اور آباؤ اجداد سب زمیندار تھے۔والد محترم خلیل العلماء مفتی اعظم سندھ و بلوچستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی رحمتہ اللہ علیہ کو رب العزت نے علم دین کی خدمت کے

لئے منتخب کیا اور وہ صدر الشریعہ کے ارشد تلامذہ میں ہوئے، جن کا ذکر خود صدر الشریعہ نے بہارِ شریعت میں فرمایا ہے۔

آغا جان کی والدہ ماجدہ منشی حبیب احمد خان لاحول آلِ علی گڑھی کی دوسری صاحبزادی ہیں۔ یوسف زئی خاندان سے تعلق ہے۔ اور منشی حبیب احمد خان کا شمار اپنے زمانے کے مشہور شعراء میں ہوتا ہے۔ جو تحصیلدار تھے۔ آغا جان کی والدہ محترمہ اِس زمانے میں تقویٰ کی مثال ہیں۔

تصانیف:

۱۔ اسلام اور عصری ایجادات (عربی سے ترجمہ) ۱۹۷۲ء میں مکمل کیا یہ ترجمہ قسط وار ماہنامہ ''ترجمان اہلسنت'' کراچی میں مکمل شائع ہوا، ۲۔ ادب پارے (عربی ترجمہ) یہ رسالہ کراچی یونیورسٹی میں ایم-اے عربی کے نصاب میں شامل ہے۔ ۳۔ شرح منہاج العربیہ برائے بی اے، ۴۔ ملفوظات مشائخ مارہرہ، علاوہ ازیں مختلف موضوعات پر تقریباً دس ۱۰ رسائل ترتیب دیئے جو سب چھپ چکے ہیں، ۵۔ موت سے لحد تک، ۶۔ ثواب زیارت فاتحہ، ۷۔ نعتیہ دیوان ''برکات محل''، ۸۔ ''رسول اور نائبین رسول'' شخصیات پر مشتمل ہے، ۹۔ ''برکات حدیث'' چالیس سے زائد احادیث کی شرح اور ریڈیائی تقاریر، ۱۰۔ ''تنویر برکات'' مضامین متفرق اور ریڈیائی تقاریر، ۱۱۔ تذکرہ سید حسن میاں۔

تحاریک میں کردار:

تحریک نظام مصطفٰی، جمعیت علماء پاکستان، سنّی تحریک اور جماعت اہلسنت

Marfat.com

پاکستان کے جلسے جلوسوں میں بحیثیت ایک سنی خادم بارہا شرکت کی ہے لیکن عملی طور پر سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی جماعت کے ممبر ہیں۔

زیرِ قلم تصانیف:

۱۲۔طب مصطفٰی، ۱۳۔مسائل عروسی، ۱۴۔تذکرہ مشائخ مارہرہ شریف،

آپ کے بڑے صاحبزادے مفتی حماد رضا نوری کی ایک کتاب ''درود شریف سے مسائل کا حل'' منظر عام پر آ چکی ہے اور بہت مقبول ہے۔

چھوٹے صاحبزادے محمد جواد رضا خاں برکاتی، نے حال ہی میں، ''میلادِ خلیل'' کی ترتیب نو کی ہے۔ جس کو ضیاء القرآن پبلی کیشنز، کراچی، لاہور نے طبع کیا ہے۔

متفرق مناصب:

(۱) رکن رویت ہلال کمیٹی، ضلع حیدرآباد

(۲) رکن امن کمیٹی ضلع حیدرآباد

(۳) کنوینر پاکستان سنی رائٹرز گلڈ۔ سندھ

(۴) رکن مجلس شوریٰ، تنظیم المدارس پاکستان

(۵) چیئرمین مفتی خلیل اکیڈمی۔ حیدرآباد

(۶) خلیفہ مجاز از خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف

(۷) ممبر زکوٰۃ وعشر کمیٹی ضلع حیدرآباد

(۹) مرکزی چیئرمین دائرہ برکات اسلامی، پاکستان

(۱۰) نائب صدر برکاتی فاؤنڈیشن کراچی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصنف کا تذکرہ

از: مولانا نور الحسن قلندرانی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

اما بعد

وادیٔ سندھ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار مشائخ وعلماء کے فیض سے مشرف فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک حضرت مخدومی مفتیٔ اہلسنت ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہٗ ہیں، آپ کی شخصیت بظاہر ایک صاحب جاہ وجلال، شان وشوکت والی کی سی ہے لیکن بباطن آپ صوفی منش انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مختلف علوم وفنون میں انفرادیت سے نوازا ہے، بہت پختہ علمی لیاقت اور علوم وفنون پر مہارت تامہ ورسوخ کلی کی وجہ سے جو کچھ کسی مسئلہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں اسی پر جمے رہتے ہیں اور بعد تحقیق وہی حقیقت بن کر آشکار ہوتی ہے۔ اور یہ کیوں نہ ہو کہ آپ ایسے عظیم علماء ومشائخ سے شرف تلمذ رکھتے ہیں جنکے علم وفن تقویٰ وللہیت کا زمانہ معترف ہے اور جو حضرت صدر الشریعۃ علیہ الرحمۃ کے مایہ ناز تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ کے اساتذہ گرامی میں آپ کے والد ماجد خلیلِ ملّت حضرت مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی نور اللہ مرقدہٗ ہیں جو افتاء وقضاء میں بے انتہاء مہارت کے ساتھ ساتھ فن تحریر وتصنیف، شاعری وکتابت میں اپنا جواب نہیں رکھتے جس پر آپ کی تصانیف سنّی بہشتی زیور،

ہمارا اسلام، ہماری نماز، وغیرہ شاھد ہیں۔ آپ کے اساتذہ گرامی میں جامع المنقول و المعقول حضرت شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ ازھری علیہ الرحمتہ بھی ہیں جو علوم حدیث میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور ایک زمانہ آپ کی حدیث دانی کا معترف ہے۔ اس کے علاوہ حضرت علامہ مفتی محمد وقارالدین علیہ الرحمتہ، جیسے علماء، ماہرین افتاء شامل ہیں۔ عربی ادب میں آپ کو حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمتہ جیسے ماہر عربی ادیب اور، اردو ادب میں حضرت سید اختر الحامدی جیسے ادیب وشاعر سے آپ کو شرف تلمذ حاصل ہے۔ آپ اپنے والدِ گرامی حضرت خلیل ملّت اور مشہور شاعر وادیب حضرت اختر الحامدی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے مجھے انگلی پکڑ کر چلنا پھرنا سکھایا اور جن کی تربیت نے بہت اثر دکھایا۔ علامہ مفتی محمد ظفر نعمانی علیہ الرحمتہ کی زیرِ نگرانی، امجدیہ میں آپ کے ایام تدریس گزرے۔

خود ان مشاہیر علماء کو اپنے اس مایہ ناز شاگرد پر فخر ہے اور وہ ان کی صلاحیتوں کا اعتراف فرماتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف نے دارالعلوم احسن البرکات کے ایک سالانہ جلسہء دستار فضیلت میں حضرت مفتی محمد ظفر علی نعمانی علیہ الرحمتہ سے سنا کہ علامہ الازھری رحمتہ اللہ علیہ کے بعد کسی وقت میں جب دارالعلوم امجدیہ کو شیخ الحدیث کے منصب کے لئے کسی جید عالم دین کی ضرورت محسوس ہوئی تو مجھے ''احمد میاں'' ایسی شخصیت نظر آئے جو اس منصب کے لئے موزوں تھے۔

کراچی جیسے شہر میں آپ کو ایسے مختلف مواقع ملے کہ آپ کراچی میں رہ کر دین کی خدمت سرانجام دیں لیکن اپنے والدِ ماجد حضرت خلیل ملّت کے فرمان پر آپ نے اندرونِ سندھ کے مرکز حیدرآباد کو ہی زینت بخشی اور آج اس علاقے کے چمکتے ہوئے تارے ہیں۔

Marfat.com

ان مشاہیر اساتذہ اور علماء ہی کا فیض ہے کہ آپ اعلیٰ پائے کے فقیہہ و مفتی، بہترین مدرس و مصنف، شگفتہ بیان خطیب، عربی و اردو ادب کے ماہر استاد اور اچھے شاعر و کاتب و خطاط اور اعلیٰ قسم کے منتظم ہیں، شاعری و کتابت کا فن اپنے والد گرامی سے حاصل کیا جو بہترین شاعر و کاتب تھے۔ اس کے علاوہ آپ کے مشاغل میں صحافت بھی شامل ہے آپ کئی سال شعبۂ صحافت سے بھی منسلک رہے۔ علامہ سید محمد مرغوب اختر الحامدی علیہ الرحمتہ سے آپ کو شاعری میں باقاعدہ شرف تلمذ حاصل ہے۔

تصانیف:

آپ کی تصانیف میں، ۱۔ اسلام اور عصری ایجادات، ۲۔ ملفوظات مشائخ مارہرہ، ۳۔ تذکرۂ مشائخ مارہرہ (زیرِ قلم)، ۴۔ ادب پارے، ۵۔ اسلامی آداب، ۶۔ عید میلاد النبی ﷺ، ۷۔ رفیق رسول اکرم، ۸۔ سیدنا فاروق اعظم، ۹۔ تحفۂ برکات، ۱۰۔ تحفۂ رجب، ۱۱۔ انوار شعبان، ۱۲۔ مقدس رات دن، ۱۳۔ مفتیء اعظم سندھ، ۱۴۔ امیر اہلسنت علامہ سردار احمد علیہ الرحمتہ، ۱۵۔ شادی کے مسائل (زیرِ قلم)، ۱۶۔ ثواب و زیارت فاتحہ، ۱۷۔ ثواب ہی ثواب، ۱۸۔ موت سے لحد تک، ۱۹۔ کندہ نقوش کے خواص، ۲۰۔ حمد و نعت، غزل و منقبت و قطعات پر مشتمل دیوان بنام ''برکات محل''، ۲۱۔ طب مصطفیٰ (زیرِ قلم)، ۲۲۔ شرح منہاج العربیہ (غیر مطبوعہ)، شامل ہیں۔

تبلیغی اسفار:

تدریس و تصنیف و افتاء اور دار العلوم اور اس کی ۱۲ شاخوں کے انتظامی امور میں بے پناہ مصروفیت کے باوجود آپ نے تبلیغ دین کے لئے ہمیشہ وقت نکالا۔

Marfat.com

حیدرآباد اور اس کے گرد و نواح ٹنڈو الہیار، ٹنڈو جام، ٹنڈو محمد خان، کوٹری، جھوک شریف، ٹنڈو آدم، ماتلی، ٹھٹہ، بدین، کھوسکی اور بے شمار شہروں میں سال بھر آپ کے دورے رہتے ہیں، جن میں آپ تقاریر فرماتے ہیں۔ اسی طرح کراچی سکھر تو اکثر و بیشتر محافل میں آپ کی شرکت ضروری ہوتی ہے۔ بیرونِ صوبہ، لاہور، راولپنڈی و فیصل آباد میں موجود و مریدین و معتقدین کے اصرار اور حکومت کی طرف سے منعقدہ مختلف کانفرنسوں میں دعوت پر آپ صوبہء پنجاب کا دورہ فرماتے ہیں۔

بالخصوص اپنے والد گرامی حضرت خلیل ملت علیہ الرحمتہ کے فاضل تلامذہ کے مدعو کرنے پر آپ صوبہء بلوچستان کا خصوصی دورہ فرماتے ہیں اور لاڑکانہ، کوئٹہ، مستونگ، قلات، خضدار اور لسبیلہ میں قائم مختلف مدارس کا دورہ فرماتے اور مختلف محافل میں وعظ و نصیحت فرماتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دینی مشاغل و خدمات کو قبول فرمائے۔ آپ کو صحت و تندرستی عطا فرمائے اور آپ کا سایہ تادیر عوام اہلسنت پر قائم و دائم فرمائے۔

اللھم آمین ثم آمین

فقط محمد نور الحسن قلندرانی

ناظم درسیات

دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد

۲۱ رمئی ۲۰۰۶ء

۲۲ رربیع الآخر ۱۴۲۷ھ

بروز اتوار،

Marfat.com

مصنف کا خط، اسٹیشن ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان کے نام

مکرم ومحترم اسٹیشن ڈائریکٹر صاحب

پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن، حیدرآباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

گزارش یہ کہ فقیر احمد میاں برکاتی، کی تقاریر اور درس حدیث، متفرق اوقات میں، آپ کی وساطت سے، حیدرآباد اسٹیشن سے نشر ہوتے رہتے ہیں، احباب کی خواہش ہے کہ، ان کو طبع کرایا جائے تاکہ مزید لوگ ان سے مستفیض و مستفید و مستنیر ہوں۔

اگر آپ اجازت عطا فرمادیں تو دیگر مضامین کے ساتھ، یہ مضامین، آپ کے شکریہ کے ساتھ شاملِ کتاب ہو جائیں۔ براہِ کرم تحریری اجازت نامہ عنایت فرمائیں، آپ کا ممنون و متشکر ہوں گا۔

والسلام مع الاکرام

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید

۱۷ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ

۱۵ ستمبر ۲۰۰۳ء

Marfat.com

Ref No S,D(5)-2003 Date 22-9-2003

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

عالی مرتبت مکرمی جناب ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی صاحب

زاداللہ تعالیٰ فیوضہم وبرکاتہم ومدظلہم العالی

مہتمم وشیخ الحدیث

دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

آپ کی جانب سے ۱۵ر ستمبر ۲۰۰۳ء کو ارسال کردہ مراسلہ بسلسلہ ریڈیو پاکستان، حیدرآباد سے نشر ہونے والی تقاریر برائے اجازت طباعت موصول ہوا۔

عالی مرتبت آپ جیسے جید عالمِ دین کی تحریریں جو کہ ریڈیو پاکستان کی وساطت سے نشر ہوئیں ان سے عوام الناس مستفیض ومستفید ومُستنیر ہوئے اور طباعت کے بعد مزید ہوں گے تو یہ ہمارے لئے بھی باعثِ افتخار ہوگا، ان سب کا حاصل یہی ہے کہ اُمت ہر شعبہء زندگی کے متعلق دین کی روشنی میں واقف ہو اور ان کو اپنا مقصد زندگی بنائے۔ اور عوام الناس کو فائدہ پہنچے۔

بندۂ احقر طباعت میں ریڈیو پاکستان، حیدرآباد سے نشر ہونے والی تقاریر وتحریروں کو شامل کرنے کی اجازت کے ساتھ ساتھ بارگاہِ رب العزّت میں دست بہ دعا ہے کہ وہ کارِ خیر کو شرفِ قبولیت بخشے اور اپنے فیض وکرم سے لوگوں کو اس سے زیادہ فیض پہنچائے اور حضرت مؤلف کے لئے اس کو صدقہء جاریہ بنائے۔ آمین ثم آمین

انہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔

نیازمند

دستخط (فخرالدین بلوچ)

اسٹیشن ڈائریکٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Telegram: "BROCAST"
Hyderabad
Tel:
Fax:
Res:

Pakistan Broadcasting Corporation

Broadcasting House,
Hyderabad.

Date 22/9/2003

Ref No. S.D (5)/2003

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

عالی مرتبت مکرمی جناب ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی صاحب
زاد اللہ تعالیٰ فیوضہم و برکاتہم و مدظلہم العالی۔
مہتمم و شیخ الحدیث
دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

آپکی جانب سے ۱۵ ستمبر ۲۰۰۳ء کو ارسال کردہ مراسلہ بسلسلہ ریڈیو پاکستان، حیدرآباد سے نشر ہونے والی تقاریر برائے اجازت طباعت موصول ہوا۔

عالی مرتبت! آپ جیسے جید عالم دین کی تحریریں جو کہ ریڈیو پاکستان کی وساطت سے نشر ہوئیں اُن سے عوام الناس مستفیض و مستفید و متاثر ہوئے اور طباعت کے بعد مزید ہوں گے تو یہ ہمارے لئے بھی باعث افتخار ہوگا۔ اِن سب کا حاصل یہی ہے کہ اُمت ہر شعبۂ زندگی کے متعلق دین کی روشنی میں واقف ہو اور ان کو اپنا مقصد زندگی بنائے۔ اور عوام الناس کو فائدہ پہنچے۔

بندۂ احقر طباعت میں ریڈیو پاکستان، حیدرآباد سے نشر ہونے والی تقاریر، تحریروں کو شامل کرنے کی اجازت کے ساتھ ساتھ بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہے کہ وہ کارِ خیر کو قبولیت بخشے اور اپنے فیض و کرم سے لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ فیض پہنچائے اور حضرت موصوف کے لئے اس کو صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔
انہ علیٰ کل شیء قدیر۔

نیاز مند:

(معز الدین منصور)
اسٹیشن ڈائریکٹر۔

کیا میری زباں کیا میرا قلم

از: احمد میاں برکاتی، مؤلفِ کتاب

نحمد اللہ تعالیٰ ونستعینہ و نستغفرہ الکریم

ونصلی ونسلم علی رسولہ رؤف رحیم

لکھنا، تحریر کرنا، کم از کم میرے لئے تو بہت ہی مشکل و دشوار کام ہے، لکھنا ایک خاص ماحول مانگتا ہے، وقت مانگتا ہے اور شوق مانگتا ہے۔ تحریر وہی اچھی ہوتی ہے جو اپنے آداب و شرائط کے ساتھ لکھی جائے ورنہ لکھنا نہ لکھنا برابر ہوتا ہے۔ شاعری بھی قید کی پابند ہے اور نثر میں لکھنا بھی، جس طرح شاعری کو خون دل کی ضرورت ہے، اسی طرح نثر نگاری کو بھی ۔

کھیل سمجھو نہ تم اِسے حافظؔ
شاعری خون دل سے پلتی ہے

راقم الحروف نے اب تک جو کچھ لکھا ہے وہ محض اساتذہ کی شفقت، توجہ اور فضل و کرم الٰہی سے لکھا ہے، ہر موضوع پر طبع آزمائی کی ہے۔ تقریظات، تقدیمات، تجزیے، تبصرے، شخصیات، کتابیات، درس قرآن، درس حدیث ۔ جو کچھ لکھا ہے، اسے بہت سمجھتا ہوں، اگر اتنا ہی قبول بارگاہ رسالت ﷺ ہو جائے تو بیڑا پار ہو جائے۔

سب سے پہلی کتاب ''اسلام اور عصری ایجادات'' ہے، جو ایک مصری عالم کی عربی کتاب کا اردو ترجمہ ہے، جو زمانہ، طالب علمی ۱۹۷۲ء میں مکمل کیا۔ اور قسط وار ماہنامہ ''ترجمان اہلسنت کراچی'' میں چھپتا رہا اور جب سے اب تک ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر فروخت ہوا اور ہو رہا ہے۔ کئی رسائل مرتب کئے اور ہر سال طبع ہوتے رہے، سب سے زیادہ

Marfat.com

تیز رفتاری سے، دو رسالے لکھے نمبر ایک ''کندہ نقوش'' کے خواص وفوائد، اور دوم ''تذکرہ سید حسن میاں'' اوّل الذکر، کرفیو کے زمانے میں لکھا، دو دن میں رسالہ مکمل کیا، اور ثانی الذکر، ایک دن میں مکمل کیا، اس میں بارہ گھنٹے لگے، اپنا لکھا ہوا۔ والدگرامی خلیلِ ملّت کو بھی دکھایا، استاذی المحترم حضرت اختر الحامدی کو بھی دکھایا، علماء کو دکھایا، اسکول، کالج اور جامعات کے اساتذہ کو بھی، اور ان سے رہنمائی لی۔ اس وقت احباب اور بزرگوں میں سے، کوئی تفسیر پر اصرار کر رہا ہے کوئی شرح حدیث پر، انشاءاللہ زندگی نے ساتھ دیا تو ضرور یہ خواب پورا کروں گا، مگر میری ترجیح، والدگرامی کے فتاویٰ ہیں ان کی طباعت ہو تو میرا ایک مشن مکمل ہو جائے گا۔

کام میں کبھی پیچھے نہ رہا، محنت سے کبھی جی نہ چرایا۔ وقت کی قدر کی، مگر لوگوں سے وقت کی قدر کا صلہ نہ پایا، اکثر جلسوں میں حاضری ہوتی ہے، مگر منتظمین میرا وقت ضائع کر دیتے ہیں، اور کبھی طے شدہ وقت پر مجھے رخصت نہیں دیتے۔ والدگرامی علیہ الرحمۃ نے میرا وقت کبھی ضائع نہ ہونے دیا، چار سال کی عمر میں آغاز تعلیم کرا دیا گیارہ سال کی عمر میں حفظ قرآن مکمل کرلیا، عمر کے بائیسویں سال میں درس نظامی سے فراغت حاصل کرلی۔ ۱۹۷۳ء میں ''شہادۃ العالمیہ فی العربیہ والاسلامیہ'' کی سند حاصل کی، اس امتحان میں پورے ملک میں دوسری پوزیشن رہی۔

۱۹۸۲ء میں لاہور سے قاضی کورس کا امتحان دیا، جس میں کراچی سینٹر سے ۵۵ پچپن علماء نے شرکت کی اور صرف ایک نے قاضی کورس کا امتحان پاس کیا۔ اور وہ ایک تھا راقم الحروف احمد میاں برکاتی، آٹھ ماہ میں ''انگلشیا'' کورس مکمل کیا۔ اور زبان انگلش سے ٹھیک ٹھاک شناسائی ہوگئی۔ اس وقت ۱۹۷۳ء سے اب تک درس وتدریس، افتاء، انتظام، تحریر و تقریر میں، وقت گزرتا ہے۔ ان تیس سالوں میں مسلسل چھ گھنٹے تک بیٹھتا تھا، نشست ایک سی

Marfat.com

رہتی تھی، جس کے نتیجے میں گھٹنوں کے درد کا مرض ہوگیا، اب اطباء نے تجویز کردیا کہ ایک طرح کی نشست ترک کرکے، پیروں کو مسلسل حرکت میں رکھنا ہے، چنانچہ بادل نخواستہ، میز کرسی کا سہارا لینا پڑا، احباب نے دارالعلوم میں میز کرسی کو دیکھا تو مبارک باد دی کہ ترقی ہوگئی، مگر ان سے اپنا عذر بیان کرکے، سب سے دعائیں لینا شروع کردیں۔

والد گرامی علیہ الرحمۃ والرضوان نے عمر کے آخری پانچ سالوں میں نہایت تیزی کے ساتھ قلمی کام شروع کیا تھا، بالآخر واصل باللہ ہوئے، اور ان کی تمام کتب زندگی میں نہ چھپ سکیں، وصال کے بعد حضرت کی اکثر کتب طبع ہوئیں اور ان کے تراجم ہندی، انگریزی، اور سندھی میں ہوئے۔ فقیر راقم الحروف اس کوشش میں رہا کہ، حضرت کی تمام کتب چھپ جائیں اور بحمد اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں سے کامیاب ہوا، اور ان کاموں کو عملی جامہ پہنانے میں، لاہور کے احباب نے خصوصی دلچسپی لی، اگرچہ پہلے کراچی کے بہت سے معتقدین و احباب اس میں شریک رہے، مگر اس تازہ لہر میں ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کے محترم جناب سید حفیظ البرکات شاہ قبلہ پیش پیش ہیں اور بھرپور معاونت فرما رہے ہیں۔

پیش نظر کتاب کا نام ''تنویر برکات'' اس لئے رکھا ہے کہ جو کچھ ملا ہے وہ سب صاحب البرکات، اور میرے مرشد گرامی حضرت تاج العلماء اور والد گرامی خلیل ملّت سے ملا ہے۔ اور یہ سب ''برکاتی'' ہیں اور اس سفر میں میری رفیقہ حیات، ''امّ حسان تنویر برکاتی'' کا بڑا حصہ ہے، انہوں نے نہایت صبر وضبط کے ساتھ، مجھے تحریر کے معاملہ میں آزاد رکھا۔ یہ ان کی خاموش خدمت ہے۔ تو میں نے ان کا حق جانا کہ ایک کتاب ایسی بھی ہو، جس سے ان کا نام بھی ''روشن'' اور منوّر ہوجائے۔ والد گرامی علیہ الرحمۃ نے، شادی پر ان کو ''روشن'' کا لقب دیا، چنانچہ سارا خاندان ان کو ''روشن'' سے یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ اور شفائے

عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

یہ جو کچھ لکھا ہے سب مرشدانِ مارہرہ مطہرہ اور میرے آقا ﷺ کی شفقت کا نتیجہ ہے۔

کیا میری زباں کیا میرا قلم، سب ان کا کرم ہے اے حافظؔ
ہوں بزم سخن میں نغمہ سرا، اللہ رے قسمت کیا کہیئے

حیدر آباد شہر میں، فقیر راقم الحروف کو فیوض و برکات حضرت سیدنا شیخ عبدالوہاب شاہ جیلانی علیہ الرحمتہ کے توسط سے ملتے ہیں۔ جن کے قُرب میں، والدِ گرامی خلیلِ ملّت علیہ الرحمتہ والرضوان کی آخری آرام گاہ ہونے کا شرف ملا۔

حافظؔ یہ جن کے فیض سے روشن ہے میرا دل
شمعِ علی ہیں آلِ شہِ ذی وقار ہیں
ہیں یہ امینِ دینِ رسالت پناہ کے
اقلیمِ معرفت کے یہی تاجدار ہیں
حافظؔ نہیں ہے ثانی زمانہ میں ان کا اور
یہ گنجِ شاہِ دین کے دُرِ شہوار ہیں

اے اللہ! یہ کاوش قبول فرما۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقیر قادری احمد میاں برکاتی

خادم حدیث و افتاء، دارالعلوم احسن البرکات

۲۴ ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ

۲۳ مئی ۲۰۰۶ء

Marfat.com

یہ مذاکرہ ریڈیو پاکستان حیدر آباد سے ۲۰ رمضان ۱۴۲۳ھ میں نشر ہوا۔

آمد مصطفیٰ اور فضیلت قرآن

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

محترم سامعین وحاضرین! رمضان المبارک کا مقدس مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کا نزول ہوا اسی وجہ سے اسے ماہ قرآن بھی کہا جاتا ہے، بلکہ یوں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ نزول قرآن کی وجہ سے یہ مہینہ تعظیم و تکریم کا زیادہ مستحق قرار پایا اور نزول قرآن کریم کی وجہ سے ''شب قدر'' یعنی مرتبہ والی رات قرار پائی۔

اہل ایمان بھی محبت قرآن کی وجہ سے اس ماہ میں جشن نزول قرآن مناتے ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید، اللہ عزوجل کا کلام ہے، جو اللہ نور السموات والارض نے، نوری فرشتے کے ذریعہ، نوری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نور فرما کر نازل فرمایا، چنانچہ سورۃ النساء کی آیت ۱۷۵ میں ارشاد فرمایا:

یا ایھا الناس قد جاء کم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا٥ (النساء ۱۷۵) اے لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک (روشن) دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا ہے۔

لغت میں برھان مضبوط کرنیوالی چیز کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں قوی دلیل کو کہتے ہیں۔ جس سے دعویٰ پختہ و مضبوط کیا جائے۔ جسے مخالف توڑ نہ سکے۔ مطلب یہ ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک بہت

Marfat.com

مضبوط اور مدلل و واضح دلیل آئی ہے۔ مفسرین کے اقوال حسنات میں، برہان سے مراد حجت قاطعہ ہے اور اس سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں اور ابن عساکر، سفیان ثوری سے راوی ہیں کہ ان المراد بالبرهان هو النبی صلی الله علیه وسلم ، برہان سے مراد ذات اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جس کے صدق پر ان کے معجزے شاہد ہیں اور منکرین کی عقلوں کو حیران کر دیتے ہیں۔ چنانچہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے و عبر عنه علیه الصلوة والسلام بذلک لِمَا معه من المعجزات التی تشهد بصدقه صلی الله علیه وسلم کہ یہاں برہان سے ذات اقدس واکرم صلی اللہ علیہ وسلم مع معجزات مراد ہے، کہ معجزات، صداقت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر شہادت دیتے ہیں، خلاصہ یہ کہ برہان حجت سے مراد، ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، بزم ہستی میں، سراپا معجزہ اور مجسم کمال و خوبی بن کر، جلوہ افروز ہوئے، عہد طفولیت سے لیکر، حیات دینوی کے آخری لمحوں تک آپ کی ہر ادا معجزہ تھی، جو شعور وادراک بشر سے ماورا ہے اور اس کا زبان وقلم سے احاطہ کرنا ناممکن ہے۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

فرشِ زمین سے عرش بریں تک، مکان سے لامکاں تک، آپ کے حسن و جمال کی شعاعیں بادلوں کی طرح چھائی ہوئی ہیں۔ آپ کی رسالت کے اقتدار، اور نبوت کے اختیار کا پرچم، رفعت و عظمت کی بلندیوں پر لہرا رہا ہے اور

ہمیشہ پورے جاہ وجلال کیساتھ لہراتا رہیگا۔

آپ کے حسن و جمال کے درخشاں آفتاب و ماہتاب کو دیکھ کر جلیل القدر صحابہ کرام نے گواہی دی۔

مار ایت احسن منک

یعنی اے اللہ کے رسول! میں نے آپ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی۔ اگر آپ کے چند مشہور اور ایمان افروز معجزات پر ہی نگاہ ڈال لی جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح آشکار ہو جائے گی کہ آپ مالک کونین اور سلطان دارین ہیں۔ دنیا کی ہر شے آپ کی تابع فرمان، زمین و آسمان، عرش و کرسی، لوح و قلم بحکم الٰہی آپ کے زیر نگیں اور عناصر اربعہ آگ، پانی، ہوا اور مٹی آپ کے تحت تصرف ہیں۔ ان ہی میں سے ایک بڑا معجزہ، کلام الٰہی ہے۔ کلام الٰہی کا اعجاز دو طریقوں سے ہے۔ اول فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اُمی تھے اور عرب کے لوگ ایسے فصیح و بلیغ کہ فی البدیہ بڑے بڑے قصیدے کہنا اور خطبے تحریر کرنا ان کا روز مرہ کا مسئلہ، ایسے میں حضور علیہ السلام نے انا افصح العرب کا اعلان کرتے ہوئے عرب کے بڑے بڑے فصحاء کو مجمع عام میں چیلنج فرمایا۔ فاتُوا بسورة من مثله، اسکی مثل کوئی سورت پیش کرو مگر فصاحت و بلاغت کا کوئی مدعی زبان داں، شاعر و ادیب سورۃ کوثر کے مثل بھی اپنا کلام نہ پیش کر سکا۔

پیغمبر اسلام روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ اب تک زندہ و تابندہ ہے اور صبح قیامت تک اسی شان و شوکت کیساتھ تاباں و درخشاں رہیگا۔ اللہ کریم جل وعلا نے، اسی مناسبت کی وجہ سے آمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو، نزول قرآن

Marfat.com

کے بیان کے ساتھ ایک ہی آیت میں بیان فرمایا۔ حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفی میں تحریر فرمایا ہے کہ "کلام اللہ میں بہ اعتبار بلاغت سات ہزار سے کچھ زیادہ معجزے ہیں"۔

کلام الٰہی کا دوسرا اعجاز، غیبی خبروں اور پیش گوئیوں کی حیثیت سے ہے کہ واقعات وحالات کے مطابق ظہور پذیر ہوئے، یعنی کلام اللہ نے جو بیان کیا ویسا ہی واقع ہوا، اہل کتاب اس کو پیش گوئی کہتے ہیں اور اس کو انبیائے کرام کے اعلیٰ ترین معجزات میں شمار کیا جاتا ہے۔

اس آیت مقدسہ میں نور مبین سے مراد قرآن کریم ہے جو بواسطہ سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہوا۔ نور مبین پر مفسرین فرماتے ہیں۔ وھو القرآن کما قالہ قتادۃ و مجاھد والسدی، کہ وہ قرآن کریم ہے جیسا کہ قتادہ اور مجاہد اور سدی نے کہا، جس طرح اشیاء کا انکشاف روشنی سے ہوتا ہے اسی طرح حق کا انکشاف قرآن سے ہوتا ہے۔

قرآن مجید روشنی ہے، نور ہے، سامان نجات ہے، دلوں کے زنگ کا علاج ہے، اللہ کی مضبوط رسی ہے، نور مبین ہے، ذکر حکیم اور صراط مستقیم ہے، کم زیادہ، چھوٹی بڑی، ہر چیز کو حاوی اور محیط ہے، اولین وآخرین کا رہنما اور راہبر ہے۔ اس کے عجائب ختم نہیں ہو سکتے اور اسکے غرائب کی کوئی انتہا نہیں، اس کے فضائل بے شمار ہیں، اس کی تلاوت کا اجر وثواب بیحد و بے حساب ہے۔ تلاوت قرآن کی نسبت رب تعالیٰ نے خود اپنی طرف اور انبیاء کرام کی طرف فرمائی ہے۔ ایک جگہ فرمایا تلک آیات اللہ نتلوھا علیک بالحق وانک لمن المرسلین (البقرہ ۲۵۲)

ترجمہ: یہ اللہ کی آیتیں ہیں، انہیں ہم آپ پر حق کیساتھ پڑھتے ہیں اور آپ بلاشبہ رسولوں میں سے ہیں۔

سورۃ آل عمران اور سورۃ جاثیہ میں بھی ایسی ہی آیات ہیں، جن میں تلاوت کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی ہے، بلکہ بعض جگہ اپنا تعارف یوں کرایا ہے کہ "اللہ وہی ہے جس نے، ان پڑھوں میں، ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو اُن پر اسکی آیتیں پڑھتے ہیں" (سورۃ جمعہ ۲)

اہل ایمان جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، ان میں خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے اور جب ان کے سامنے آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے، ان کا ایمان طاقتور اور مضبوط و مستحکم ہو جاتا ہے۔

انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذاتلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا (الانفال ۲)

ایمان والے وہی ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے، ان کا ایمان ترقی پاتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوت کا حکم دیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وامرت ان اکون من المسلمین وان اتلوا القرآن (النمل ۹۱۔۹۲)

اور مجھے حکم ہوا کہ فرمانبرداروں میں ہوؤں اور یہ کہ قرآن کی تلاوت کروں۔

یہ تلاوت قرآن کریم کی اس اہمیت وفضیلت کا ذکر تھا جو خود قرآن

Marfat.com

نے بیان کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن عظیم کا تعارف اور فضائل دنیا کے سامنے جس موثر انداز میں پیش کیا ہے۔ وہ صرف زبان نبوت ہی کا حصہ ہے، اور وہ اسلوب اتنا دل نشیں ہے کہ پڑھنے اور سننے والا بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے کہ قرآن بھی معجزہ ہے اور صاحب قرآن بھی معجزہ ہے۔ قرآن میں کیا ہے؟ مقصد نزول کیا ہے؟ قرآن سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ قرآن کی تعلیمات کیا ہیں؟ ان سب کو سمجھنے کیلئے یہ چارٹ ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن منبع نور ہے۔ منور و مستنیر ہے۔ ڈھال اور سامان نجات ہے۔ بحر بسیط ہے۔ باحکمت ذکر ہے۔ سراپا شفا و سراپا رحمت ہے۔ ہادی و رہبر ہے۔ اپنے قاری کا محافظ ہے۔ ایمان بڑھنے کا باعث ہے۔ دخول جنت کا ضامن ہے۔ کلام باری تعالیٰ ہے۔ نطق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہر زمانے اور ہر ملک و ملت کی رہنمائی کیلئے زندۂ جاوید الہامی کتاب ہے۔ تمام دنیا کے لٹریچر میں اپنے طرز کی منفرد کتاب ہے۔ کتاب انقلاب ہے۔ مکمل نظام اور کامل دستور پیش کرتا ہے۔ دنیاوی اور اخروی فلاح کا ضامن ہے۔ فارق حق و باطل ہے۔ مومنوں کیلئے ذکر و نصیحت ہے۔ پڑھنے والے کیلئے شفیع ہے۔ افضل الکتب ہے۔ دیگر کتب سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ قرآن کا پڑھنے والا در حقیقت اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار ہے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: قرآن اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے افضل ہے، قرآن کو دیگر کلام پر اسی طرح برتری ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو مخلوق پر، جو شخص قرآن کی تعظیم کرتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن سننے

Marfat.com

والے سے دنیا کی برائی دور فرماتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرنے والے سے آخرت کی مصیبت دفع فرماتا ہے اور یقیناً کتاب اللہ کی ایک آیت سننے والے کی جزا، ایک پہاڑ سونے سے بھی بہتر ہے۔ اور کتاب اللہ کی ایک آیت تلاوت کرنے کا اجر، آسمان کے نیچے کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ محدث ابونصر نے یہ حدیث الابانہ میں تحریر فرمائی ہے۔ محدث حاکم نے اپنی تاریخ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث لکھی ہے، اس حدیث میں قرآن کریم کے حسب ذیل فضائل ومناقب بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ جتنی چیزیں ہوئی اور ہو سکتی ہیں، قرآن ان سب پر فائق اور سب سے افضل ہے۔

۲۔ قرآن کریم کی تعظیم، اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔

۳۔ جو قرآن کریم کی تعظیم نہیں کرتا وہ حق اللہ کو گھٹاتا ہے۔

۴۔ قرآن شافع ہے اور اسکی شفاعت قبول کی جائے گی۔

۵۔ جو قرآن کو پیشوا بنائے گا وہ اسے جنت میں لے جائیگا۔

۶۔ جو اسے پس پشت ڈالے گا وہ اسے جہنم میں داخل کریگا۔

۷۔ حاملین قرآن کو، اللہ تعالیٰ کی رحمت گھیرے ہوئے ہوتی ہے۔

جس امت کو قرآن عطا کیا گیا، وہ امت قرآن کی وجہ سے اتنا عظیم شرف اور اعزاز حاصل کر چکی ہے کہ آسمان وزمین کی تخلیق سے پہلے فرشتوں نے امت محمدیہ کو اسی قرآن کے حامل ہونے کی وجہ سے مبارکباد پیش کی، جیسا کہ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم میں بیان کیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا، جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر قرآن

پڑھتا ہے اس کیلئے ہر حرف پر سو نیکیاں ہیں، جو شخص نماز میں بیٹھ کر پڑھتا ہے اس کیلئے ہر حرف پر پچاس نیکیاں ہیں اور جو شخص نماز کے باہر باوضو پڑھتا ہے اس کیلئے پچیس نیکیاں ہیں۔ اور جو شخص بغیر وضو نماز کے باہر قرآن کریم پڑھتا ہے اس کیلئے دس نیکیاں ہیں۔ قرآن دیکھ کر تلاوت کرنا، بغیر دیکھے تلاوت سے افضل ہے۔ اس لئے کہ قرآن کا اٹھانا، چھونا اور اسکا دیکھنا، یہ سب عبادت ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت کے کچھ آداب ظاہری اور باطنی بھی ہیں، جن کا لحاظ نہایت ضروری ہے۔ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی مقدار بھی مقرر فرمادی ہے۔ جس کے مطابق عام لوگ تین دن سے کم میں ختم قرآن نہ کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

لم یفقه من قرأ القرآن فی اقل من ثلث (ابن ماجہ ابوداؤد)

جس نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کیا اس نے اس کو سمجھا ہی نہیں۔

بغرا کتاہٹ اور بغیر تکان، حضور قلب کیساتھ، زیادہ سے زیادہ، یا کم سے کم جتنا بھی قرآن کریم پڑھا جائے وہ بہر حال باعث ثواب ہے اور ختم قرآن کے وقت دعا مقبول ہوتی ہے۔ آیئے سب مل کر دعا کریں۔

اے اللہ ہم سب کو حقوق و آداب کی رعایت کیساتھ تلاوت قرآن کی توفیق عطا فرما (آمین)۔

تقریر کے بعد سامعین نے مختلف سوالات کئے جو یہ ہیں۔

سوال ۱: مفتی صاحب میرا نام محمد جواد رضا ہے اور میں ایک دینی طالب علم ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قرآن پاک "لوح محفوظ" میں محفوظ ہے۔ آپ

Marfat.com

یہ بتائیں کہ لوح محفوظ سے کیا مراد ہے؟

جواب: لوح کے معنی عربی میں تختی کے ہیں، اس کی جمعہ الواح ہے۔ لوح محفوظ سے مراد ایسی تختی ہے جو شیطانوں کی رسائی اور دسترس سے محفوظ ہے۔ لوح محفوظ مشہور ہے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ لوح محفوظ سفید موتی سے بنی ہے اور اس کی لمبائی آسمان وزمین کے درمیانی فاصلے کے برابر ہے اور اس کی چوڑائی مشرق ومغرب کے درمیانی فاصلے جتنی ہے۔ اس کے دونوں کنارے موتی اور یاقوت کے ہیں اور اسکے اول وآخر کے حصے سرخ یاقوت کے ہیں اور اس کا قلم نوری ہے اور وہ عرش سے بندھا ہے اور اسکی جڑ ایک فرشتے کی گود میں ہے جسے "ساطریون" کہتے ہیں۔ حضرت مقاتل فرماتے ہیں ان اللوح المحفوظ عن یمین العرش: کہ بلاشبہ لوحِ محفوظِ عرش کے دائیں جانب ہے۔ اگر اسے لوح محفوظِ پڑھیں تو معنی یہ ہے کہ وہ لوح شیاطین کی رسائی سے محفوظ ہے اور حضرت نافع کی قرات میں لوح محفوظٌ ہے، پھر معنی ہوں گے کہ قرآن محفوظ ہے جیسا کہ رب تعالیٰ نے فرمایا، وانا لہ لحفظون، کہ ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں تو اس میں الحاق، ردبدل، حذف واضافہ ناممکن ہے (تفسیر الحسنات ص ۱۲۰ ج ۷)

سوال: میرا نام انصار احمد ہے میں نویں جماعت کا طالب علم ہوں یہ بتایئے کہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی ایک کامل کتاب ہے کیا قرآن کریم کے احکامات کو سمجھنے کیلیئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت ہے؟

جواب: قرآن کریم کے احکام کو سمجھنے کیلیئے کسی مخصوص کتاب کی ضرورت نہیں ہے بلکہ احادیث مبارکہ کو سمجھ کر ہی، احکام قرآنی کو جانا اور سمجھا جاسکتا ہے، اس

Marfat.com

اعتبار سے کتب احادیث کے وسیلے سے معانی واحکام قرآن کو بخوبی جانا جاسکتا ہے اور احادیث کی تشریح وہی قابل قبول ہوتی ہے جو خیر القرون کے لوگوں یعنی صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین نے فرمادی ہے اور ان میں فقہائے کرام بھی شامل ہیں۔

سوال ۳: میرا نام محمد شاہد برکاتی ہے میں دارالعلوم میں الصف السابع کا طالب علم ہوں۔ ابھی آپ نے فرمایا کہ تلاوت قران حکیم سننے سے ایمان ترقی پاتا ہے؟ ایمان کی ترقی سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایمان کی ترقی سے مراد، ایمان کا بڑھنا ہے اور آیت قرآنی میں یہ لفظ زادتھم ایمانا سے بیان کیا گیا ہے، یعنی ایمان کی کیفیت کا زیادہ ہونا، ایمان کی ترقی کہلاتا ہے۔ ایمان کو نہ ناپا جاسکتا ہے اور نہ تولا جاسکتا ہے کہ اس کو گھٹنا بڑھنا کہا جائے بلکہ یہ صرف کیفیت کی زیادتی کا نام ہے۔ مقدار کا نہیں، جیسے کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایاولکن لیطمئن قلبی اردو زبان، عربی کی طرح وسیع نہیں ہے کہ اس میں مقدار اور کیفیت کے بڑھنے گھٹنے کیلئے الگ الگ لفظ ہوں، اس لئے اردو میں کم یا زیادہ، ایمان کیلئے بولنے میں حرج نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ تصدیق کی قوت ایمان کی ترقی ہے۔ (نزھۃ القاری ص ۲۳۸ ج ۱)

سوال ۴: میرا نام محمد نعمان رضا ہے میں سندھ یونیورسٹی جام شورو کا طالب علم ہوں یہ بتائیے کہ قرآن کے مفسر کیلئے کن خوبیوں کا ہونا لازمی ہے؟

جواب: قرآن کریم کی تفسیر کرنے کا اہل وہی شخص ہوتا ہے جس کی نگاہ تمام علوم قرآن پر ہونے کیساتھ ساتھ، عربی زبان اور اس کے محاورات پر بھی ہو،

Marfat.com

جسے تمام مکی مدنی آیات کا علم ہو جو تمام آیات کا شان نزول جانتا ہو، ترتیب قرآن اور عہد رسالت میں سورتوں کی ترتیب سے واقف ہو، آیات احکام کی ترتیب سے واقف ہو، آیات اور سورتوں میں باہم ربط سے واقف ہو۔ تفسیر، حدیث، فقہ، صرف، نحو، علم بلاغت، علم لسان، علم ادب، سیرت، غزوات، علم الرجال، لغت وادب، معانی و بیان سے کما حقہ واقف ہو جس کی نگاہ اصول فقہ، اصول حدیث اور اصول تفسیر پر ہونے کیساتھ ساتھ علم کلام پر بھی ہو۔ سلطان عالمگیر اورنگزیب کے استاد، علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ نے اصول فقہ کی مشہور کتاب نورالانوار میں اسی (۸۰) علوم وفنون میں ماہر ہونا مفسر کیلئے شرط قرار دیا ہے، اوران اسی (۸۰) علوم کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔ وماعلینا الا البلاغ۔

۱۰ نومبر ۲۰۰۲ء

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے دو حصہ ہیں ایک وہ جس کا تعلق آپ کے ذاتی کمالات سے ہے، مثلاً آپ کی جسمانی خوبیاں اور آپ کے معجزات وغیرہ، سیرت کے اس حصہ کا مطالعہ اور اس کی اشاعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کو پختہ کرنے اور اہل اسلام کے دلوں میں آپ کی محبت پیدا کرنے کیلئے بہت ضروری اور لازمی ہے۔

سیرت طیبہ کا دوسرا حصہ سرور کائنات کی عادات واطوار اور تعلیمات پر مشتمل ہے، جو امت مسلمہ کیلئے ضابطۂ حیات ہے، ان دونوں موضوعات پر بہت کچھ لکھا گیا، لکھا جا رہا ہے اور قیامت تک لکھا جاتا رہیگا۔ ہم نے اپنے اس مختصر مقالہ میں حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ایک عظیم پہلو ''ولادت نبی کی خوشی'' پر کچھ گفتگو کی ہے، اس لئے کہ آج کل عوام کو ایسے لوگوں کے جال میں پھنسانے کی کوشش کی جارہی ہے جو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کو بدعت بلکہ شرک قرار دیتے ہیں، آیئے ذرا قرآن وحدیث اور اقوال علماء کی روشنی میں یہ دیکھیں کہ کیا واقعی عید میلاد النبی منانا ناجائز فعل ہے یا محض بغض رسول کی بناء پر گستاخان رسول اسے بُرا کہتے ہیں۔

نبی کی ولادت کا دن

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دن کو'' عید میلاد النبی'' کہا

جاتا ہے کیونکہ ہر وہ دن جس میں بندوں کو خدا کی کوئی نعمت نصیب ہو، عید یعنی خوشی و مسرت کے اظہار کا دن ہے، قرآن کریم میں ہے

ربنا انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عیدا لا ولنا و آخرنا
(القرآن)

اے رب ہم پر آسمان سے خوان نعمت نازل فرما جو ہمارے لئے اور ہمارے اگلوں پچھلوں کیلئے عید ہو جائے۔

بنی اسرائیل کیلئے آسمان سے تیار شدہ کھانا من وسلوا اترنے کا دن عید ہو سکتا ہے کیونکہ یہ خدا کی ایک نعمت ہے تو پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن مسلمانوں کیلئے عید کیوں نہ ہو جب کہ وہ تمام نعمتوں کی جان اور سب سے بڑی نعمت ہیں، اسی لئے علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب جواہر البحار میں فرمایا:۔

"اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جسنے حضور علیہ السلام کے مولد کے مہینے کی راتوں کو عید کے طور پر منایا"۔ دیگر علمائے اسلاف نے بھی میلاد النبی کے شب و روز کو عید قرار دیا ہے اور یہی عقیدہ اہلسنت و جماعت کا ہے، انسانی عقل بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ یہ دن منانا جائز ہونا چاہئے۔

شکر رحمت

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین فرمایا اور پھر دوسری آیت میں رحمت کے پانے پر خوشی منانے کا حکم فرمایا۔

قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت پر چاہئے کہ خوشی کریں (القرآن)

Marfat.com

اور یقیناً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سب سے بڑی رحمت ہے لہذا اس کی خوشی بھی زیادہ منانا چاہیے۔

شکر نعمت

ہر وہ چیز جو کسی کو فائدہ پہنچائے نعمت ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مخلوق کیلئے کسی نہ کسی اعتبار سے نعمت ہیں اس لئے کہ آپ کی ذات سے سب کو فائدہ پہنچا اور اللہ تعالیٰ نے مختلف آیات میں مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ نعمت پانے کا اظہار کرو۔

(۱) واما بنعمة ربک فحدث (القرآن)

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو

(۲) واشكروا نعمة الله (القرآن)

اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو

(۳) ولئن شکرتم لازیدنکم (القرآن)

اور اگر تم شکر کرو گے تو ہم تم پر اپنی نعمت زائد کریں گے۔

دنیاوی دستور بھی یہی ہے کہ آدمی کسی طرف سے نعمت ملنے کے بعد اس کا شکریہ ادا کرتا ہے اور ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ نعمت ملنے پر بندے اس کا شکریہ ادا کریں اور اظہار مسرت کریں، یہ تو عام نعمتوں کی بات ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو سب سے عظیم نعمت ہیں تو اگر اللہ کے بندے اس نعمت کی پیدائش کے دن کو عید کی طرح منائیں اور اس نعمت کا چرچا و ذکر کریں تو یقیناً یہ عمل خدا کی رضا کے حصول اور نجات پانے کا ذریعہ ہوگا۔

Marfat.com

جشن مبارک کے فائدے

امام ابواُسامہ شیخ نووی محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہمارے دور کا نیا مگر بہترین اختراع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کا جشن منانے کا عمل ہے جس سے چند فائدے حاصل ہوتے ہیں۔(۱) خوشی کی مناسبت سے صدقہ خیرات کیا جاتا ہے جس سے فقرا، مساکین کا بھلا ہوتا ہے۔(۲) محفلوں کی زیبائش اور آرائش اور اظہار مسرت کیا جاتا ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کا پتہ چلتا ہے۔(۳) ان مبارک تقریبات سے امتیوں کی سرور کائنات سے والہانہ عقیدت ومحبت کا پتہ چلتا ہے۔(۴) اس طرح خدا کی سب سے عظیم نعمت کا شکریہ ادا ہوتا ہے اور اہل محفل کے دل میں آپ کی فضیلت وعظمت پختہ ہو جاتی ہے۔(۵) عاشق عید میلاد النبی مناتے ہیں اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کفار ومشرکین جلتے بھنتے اور **لیغیظ بھم الکفار** کا مصداق بنتے ہیں۔

اس آخری جملہ میں حضرت علامہ نے فیصلہ فرمایا کہ عید میلاد النبی منانا کمال محبت وایمان کی نشانی ہے اور اس سے روکنا، اس کو حرام وناجائز کہنا اسلام دشمنی کی علامت ہے۔

امام سخاوی

امام سخاوی فرماتے ہیں کہ "عید میلاد النبی کی مجالس منعقد کرنے سے لوگوں پر حق تعالیٰ کا عام فضل وکرم ہوتا ہے"۔

Marfat.com

ابن جوزی

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ ''میلاد شریف کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سے سال بھر تک امن و عافیت رہتی ہے اور یہ مبارک عمل ہر نیک مقصد میں فوری کامیابی کا سبب بنتا ہے''۔ معلوم ہوا کہ نیک مقاصد میں کامیابی کیلئے میلاد شریف کرانا علماء متقدمین کا پسندیدہ عمل رہا ہے۔

علامہ عابدین

علامہ سید احمد عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ کے واقعات سننے کیلئے جمع ہونا بڑی نیکی ہے کیونکہ یہ محفل نیکیوں اور درود شریف پر مشتمل ہے۔ اور ان پر درود وسلام کی کثرت ان کی محبت کا سبب ہے اور یہ ان کے قرب کا ذریعہ ہے''۔

ابولہب کے عذاب میں تخفیف

حافظ الحدیث ابوالخیر علامہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

''ابولہب (کہ جس کی مذمت میں قرآن میں سورہ اللھب نازل ہوئی) کو جشن عید میلاد النبی منانے کا جہنم میں یہ بدلہ ملا کہ اس کی انگلیوں سے پانی نکلتا ہے جس سے وہ تسکین پاتا ہے اور ہر پیر کو اس کا عذاب کم ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا، تو اس مسلم موحد کا کیا عالم ہوگا جو نبی کریم علیہ السلام کی ولادت پر خوشی مناتا اور حسب طاقت خرچ کرتا ہے، میری جان کی قسم خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کی جزا یہ ہوگی کہ وہ اس کو اپنے فضل سے جنت میں داخل فرمائیگا۔

Marfat.com

محدث دہلوی

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''ابولہب کافر تھا جب اسے میلاد کی خوشی منانے اور اپنی باندی کے دودھ کو حضور علیہ السلام کیلئے خرچ کرنے کی وجہ سے جزادی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو محبت وخوشی سے میلاد النبی میں خرچ کرتا ہے''۔

ولادت باسعادت سرور کائنات

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ بتاریخ ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اگست ۵۷۰ء صبح کے وقت بروز پیر ہوئی، اہل مکہ کا معمول چلا آ رہا ہے کہ وہ آج تک آپ کی ولادت کے وقت آپ کے مقام ولادت کی زیارت کرتے ہیں، (علامہ محمد رضا مصری ''محمد رسول اللہ'' مطبوعہ تاج کمپنی)

امام بخاری کے استاذ سید عبدالرزاق نے اپنی مسند میں نقل فرمایا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے کس کو پیدا فرمایا؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا

یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ

(مسند عبدالرزاق)

اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔

اس حدیث کو امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ، امام ابن حجر مکی نے افضل القری، امام بیہقی نے دلائل النبوۃ، اور شیخ عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوۃ میں ذکر فرمایا ہے۔

Marfat.com

معلوم ہوا کہ تخلیق نور محمدی ساری کائنات سے پہلے ہوئی اور ولادت محمدی عام الفیل میں ہوئی۔

میلاد شریف کی ابتداء

پہلی محفل میلاد خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے عالم ارواح میں منعقد کی، قرآن کریم فرماتا ہے۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین (القرآن)

''اور جب اللہ نے نبیوں سے پکا وعدہ لیا''۔

وعدہ یہ تھا کہ ''میں تمہیں کتاب وحکمت دوں اور پھر تمہارے پاس بڑی عظمت والا رسول تمہاری تصدیق کرتا ہوا آجائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی امداد کرنا، سب بولے ہم نے اقرار کیا، اللہ نے فرمایا ایک دوسرے کے گواہ بن جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں''۔ (ترجمہ آیت قرآنی)

اس آیت سے پتہ چلا کہ حضور سرور کائنات کی تشریف آوری کے سلسلہ میں پہلی محفل میلاد جو منعقد کی گئی اس کا اہتمام کرنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے اور سامعین انبیاء علیہم السلام ہیں، معلوم ہوا کہ حضور کی آمد کے سلسلہ میں محفل قائم کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے، جس جلسہ میں حضور کی ولادت کا ذکر ہوا سے جلسۂ میلاد کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد پڑھا اور میلاد پڑھنا اللہ کی سنت، میلاد سننا انبیاء و رسل علیہم السلام کی سنت ہے۔

ہر زمانہ میں حضور کا ذکر ولادت شریفہ ہوتا رہا، آدم علیہ السلام سے لیکر

Marfat.com

ابراہیم، موسیٰ، داؤد، سلیمان، ذکریا علیہم السلام اپنے اپنے زمانہ میں مجلس ذکر حضور ترتیب دیتے رہے حتی کہ آخر میں عیسیٰ علیہ السلام نے قرآنی الفاظ میں اس طرح ذکر ولادت فرمایا۔

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (القرآن)

میں ایسے رسول کی بشارت دیتا ہوں کہ جو میرے بعد تشریف لانے والے ہیں جن کا نام پاک احمد ہے۔

حضور نے خود اپنی میلاد کی خوشی منائی

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر کو روزہ رکھتے تھے، جب آپ سے اس روزے کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا:

فیہ ولدت وفیہ انزل علی (الحدیث)

کہ اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا، حضور علیہ السلام یہ روزہ رکھ کر خود اپنا یوم ولادت ہر ہفتہ مناتے تھے تو کیا ہم ان کے غلام سال میں ایک مرتبہ بھی نہیں منا سکتے۔

صحابہ نے میلاد منایا

ابوالحسنات مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''حقیقت میں میلاد شریف نبی کریم علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں موجود تھا اگرچہ یہ نام نہ تھا، فن حدیث کے ماہرین پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مجالس وعظ اور تعلیم علم میں فضائل نبویہ اور

Marfat.com

حالات احمد یہ کا ذکر کرتے تھے اور یہی میلاد شریف کی حقیقت ہے۔

میلاد النبی کا رواج

امام سخاوی فرماتے ہیں کہ "میلاد شریف کا باقاعدہ رواج (میلاد النبی کے نام سے) تین صدی بعد ہوا اس کے بعد سے تمام ممالک اور شہروں میں مسلمانان عالم عید میلاد النبی مناتے چلے آرہے ہیں"۔

سلطان مظفر ابوسعید

سلاطین اسلام میں اس طریقہ کو رائج کرنے والے سب سے پہلے شاہ اربل سلطان مظفر ابوسعید تھے، جن کی فرمائش پر حافظ ابن دحیہ نے ایک کتاب اسی موضوع پر "التنویر فی مولد البشیر النذیر" تالیف کی تھی۔ اسی سلطان نے سب سے پہلے جشن میلاد النبی منعقد فرمایا تھا، وہ ہر سال ماہ ربیع الاول میں یہ جشن انتہائی اہتمام کیساتھ بہت اعلیٰ پیمانے پر منایا کرتے تھے، کہا گیا ہے کہ ہر سال جشن میلاد منانے پر تین لاکھ دینار خرچ کیا کرتے تھے۔

سلطان ابوحمو موسیٰ

سلطان ابوحمو موسیٰ، شاہ تلمسان بھی عید میلاد النبی کا عظیم الشان جشن منایا کرتے تھے، اس جشن کی تفصیل حافظ سید ابوعبداللہ تونسی ثم تلمسانی نے اپنی ایک کتاب میں لکھی ہے۔ ان کے زمانہ میں اور ان سے قبل مغرب اقصیٰ اور اندلس کے سلاطین بھی یہ جشن منایا کرتے تھے۔

تبرک اور لنگر کا اہتمام

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد کا معمول ان ہی

کے الفاظ میں بیان فرمایا:۔

''میں میلاد شریف کے ایام میں ولادت باسعادت کی خوشی میں کھانا تیار کراتا تھا ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے علاوہ کچھ میسر نہ ہوا تو میں نے لوگوں میں وہی تقسیم کر دیئے، میں نے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی اور دیکھا کہ وہی چنے آپ کے سامنے موجود ہیں اور آپ بے حد خوش نظر آ رہے ہیں''۔(مقالات قادری اول)

شہنشاہ مظفر

علامہ ابن کثیر نے اپنی مشہور کتاب البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے:۔

''مظفر ابو سعید ساتویں ہجری صدی کے شروع میں گزرا ہے، جو لوگ اس کی مجلسوں میں شریک ہوئے ان کا بیان ہے کہ ہم نے محفل میلاد کے موقع پر اس کے دستر خوان پر پانچ ہزار بکروں کے بھنے ہوئے سر، دس ہزار مرغ اور تیس ہزار طباق حلوہ دیکھا، اسکے علاوہ قسم قسم کے کھانے تھے، اس محفل میں علماء و صوفیاء کو قیمتی جوڑے پیش کیے جاتے تھے''۔

شاہ تلمسان

مورخین نے لکھا ہے کہ ''سلطان ابو حمو، تلمسان کے صاحب رائے معززین کے مشورہ سے شب میلاد النبی میں ایک عام دعوت کا اہتمام کرتے تھے جس میں بلا استثناء ہر خاص و عام کو شرکت کی اجازت تھی، اس محفل میں اعلیٰ قسم کے قالینوں کا فرش بچھایا جاتا، سنہرے کار چوبی غلافوں والے گاؤ تکیے لگائے جاتے تھے، بڑے بڑے دستر خوان بچھائے جاتے تھے، بڑے بڑے گول خوش

Marfat.com

نما نصب شدہ بخوردانوں میں بخور سلگایا جاتا تھا جو دیکھنے والوں کو پگھلا ہوا سونا معلوم ہوتا تھا پھر تمام حاضرین کے سامنے انواع واقسام کے کھانے چنے جاتے تھے، معلوم ہوتا تھا کہ موسم بہار میں رنگا رنگ پھول کھلے ہوئے ہیں ایسے کھانے جن کی طرف دل کو رغبت ہو اور جنہیں دیکھ کر آنکھیں لذت اندوز ہوں۔

محافل میلاد میں کیا ہوتا ہے

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''محافل میلاد اور اذکار جو ہمارے یہاں بیان کئے جاتے ہیں ان میں اکثر بھلائی پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ، ذکر، صلوۃ وسلام بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی مدح اور وصف اور یہ کافی سنت ہے''۔

علامہ حلبی

علامہ برہان حلبی نے فرمایا:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن میں بھلائی کرنے والوں، فرحت ومسرت کا اظہار کرنے والوں، اور ان سے محبت کرنے والوں کو کافی ہے کہ وہ اصحاب خیر اور فقراء ومساکین کو جمع کریں اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ان کو کھانا کھلائیں اور ان پر صدقہ کریں اور اس سے بھی زائد اگر چاہیں تو ایسے اشعار پڑھوائیں جن میں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور اچھے اخلاق کی طرف رغبت دلانا، دلوں کو بھلائیوں کی طرف لانا اور بدعات ومنکرات کو روکنا ہو''۔

Marfat.com

انوار رحمت

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنا ایک واقعہ خود بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میں میلاد النبی کے موقع پر حضور علیہ السلام کی جائے پیدائش مکہ معظمہ میں محفل میلاد میں حاضر تھا وہاں لوگ آپ کی ولادت ومعجزات کا تذکرہ کر رہے تھے، میں نے اس محفل میں انوار و برکات نازل ہوتے دیکھے، جب میں نے ان انوار پر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ انوار اُن فرشتوں کے تھے جو ان محافل میں شرکت کرتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ یہ مجلس فرشتوں اور رحمت کے انوار سے معمور و منور تھی"۔

خلاصۂ اقوال

قرآن کریم، اقوال صحابہ، عمل نبی اکرم علیہ السلام اور علمائے کرام کے جو چند اقوال وعقائد نقل کیے گئے انکا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن کو منانا اور اس دن اظہار مسرت وشکر کرنا اور ان کے کمالات و معجزات بیان کرنا نہ تو حرام ہے اور نہ کوئی بری رسم، اس کے برعکس یہ ایک ایسی عظیم نعمت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل، نبی رحمت علیہ السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پیروی اور بزرگوں کے طریقہ پر عمل بھی ہے جس کے بدلے دنیا میں عافیت وطمانیت نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں یہ ذریعہ نجات ہے جو لوگ یہ نیکی کرتے ہیں وہ اپنے کمال ایمان کا ثبوت فراہم کرتے ہیں اور جو اسے منع کرتے ہیں وہ کفار ومنافقین کا طریقہ اختیار کر کے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔

Marfat.com

عید کس طرح منائیں

عید الفطر اور عید الاضحیٰ منانے کا طریقہ اور اس کا پروگرام تو ہمیں نبی مکرم علیہ السلام نے عطا فرمایا لیکن اپنے یوم ولادت منانے کا پروگرام مقرر نہیں فرمایا بلکہ یہ ہم پر چھوڑ دیا کہ ہم نبی کریم کی پیدائش پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ایسے راستے اختیار کریں جن سے حضور علیہ السلام کی مرضی و خوشنودی حاصل ہو۔ اس سلسلہ میں جلسے، جلوس، محافل نعت، سیرت طیبہ پر تقریری مقابلے، وغیرہ منعقد کیے جانے چاہئیں۔

شب ولادت

12 ربیع الاول کی رات، مسلمانوں کی مسجدیں، گھر، بازار اور گلی کوچے منور ہوں، چمک رہے ہوں اور یہ روشنی اس نیت سے ہو کہ کل اسی رسول کے صدقہ میں خدا ہماری قبروں کو جگمگائے گا۔ تمام رات عبادت، درود خوانی اور میلاد النبی کا ذکر خیر جاری رہے۔

صبح ولادت

نماز فجر سے قبل عین وقت ولادت فرشتوں کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہر مسجد اور ہر گھر میں صلوۃ وسلام کی صدائیں بلند ہوں کہ درحقیقت یہ صبح، صبح بہار ہے۔

یوم ولادت

نماز فجر کے بعد غسل وغیرہ کرنا اور صفائی سے متعلق وہ تمام کرنا جو عیدین میں مستحب ہیں وہ اس دن کیلئے بطریق اولیٰ موزوں و مناسب ہیں۔

Marfat.com

تمام دن درود خوانی کرتے ہوئے اسلامی شان وشوکت کو ظاہر کرنے اور باہمی اتحاد کا مظاہرہ کرنے کیلئے جلوس کی صورت میں، شاہراہوں اور بازاروں سے گذرنا نعت خوانی کرنا اور سننا، ایک دوسرے کو مبارکباد دینا، ہار پھول پہننا، تحائف دینا، مٹھائیاں تقسیم کرنا اور ایسی ہی دوسری نیکیاں کرنا جب اور دنوں میں مستحب ہیں۔ صاحب شریعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت مقدسہ کے مبارک موقع پر ان سب امور کو اختیار کرنا بہت زیادہ ثواب اور نجات کا ذریعہ ہے۔

آداب جلوس

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا مومن کی پہچان ہے اور اس موقعہ پر خوشی کے اظہار کا ایک ذریعہ جلوس بھی ہیں اس موقع پر جلوسوں میں مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر یا گشت کر کے درودوں کے نذرانے سرور کائنات کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں جو قابل تحسین ہیں اور مقبول بارگاہ رسالت ہوتے ہیں لیکن جب ان میں ڈھول تاشے اور رقص کی ملاوٹ دی کر دی جاتی ہے تو وہ قبولیت کے قابل نہیں رہتے اس لئے کہ ہم جن کے میلاد کی خوشی میں یہ نیکیاں کر رہے ہیں انہوں نے ڈھول تاشے اور باجوں کو شیطانی کھیل قرار دیا ہے۔ پھر اگر ان کے میلاد میں ہم یہ آلات استعمال کریں گے تو کیا وہ خوش ہونگے۔ عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ سلم سوچیں اگر بجائے ان لغویات کے ہم جلوس میں مندرجہ ذیل کام کریں تو اس سے مقصد بھی پورا ہوگا اور یہ حقیقی عید بھی ہوگی، جلوس میں شامل ہر فرد ان آداب جلوس کا خیال رکھے۔

(1) جلوس میں شامل ہر شخص پاک وصاف باوضو ہو۔

Marfat.com

(2) لباس ہو سکے تو نیا ورنہ دھلا ہوا اور اُجلا ہو۔

(3) چلنے میں وقار اور اطمینان ظاہر ہو بدنظمی یا عجلت نہ کی جائے۔

(4) کیونکہ سب کا مقصد اجتماعی طور پر شکر کا اظہار ہے لہذا آگے اور پیچھے ہونے میں اختلاف نہ کیا جائے۔

(5) بیڑی سگریٹ وغیرہ سے پرہیز کیا جائے۔

(6) نعت خوانی، درود وسلام کا ورد رکھا جائے، خوش الحانی سے ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

(7) ڈھول باجے قطعاً استعمال نہ کئے جائیں، رقص اور کرتبوں سے پرہیز کیا جائے۔

(8) خوشبو اور عطریات کا ستعمال کیا جائے، گلے میں گلاب کے ہار پہنے جائیں۔

(9) علماء اور بزرگوں کو آگے رکھا جائے۔

(10) سبز جھنڈے اور بینر استعمال کئے جائیں جن پر حضور کی تعریف نمایاں لکھی ہو۔

(11) ایک دوسرے کو مبارکباد دی جائے اور معانقہ ومصافحہ کیا جائے۔

(12) مٹھائی اور دیگر اشیاء طعام اس طرح تقسیم کی جائیں کہ رزق کی بے حرمتی نہ ہو اور پیروں میں نہ آئے۔

(13) جلوس یا محافل کی وجہ سے نماز کو ہرگز نہ چھوڑا جائے۔

(14) عورت اور مرد اس طرح جمع نہ ہوں کہ پردہ ہی نہ رہے۔

(15) اس نیک کام کے دوران کسی کی غیبت اور برائی کا خیال تک دل میں

Marfat.com

نہ آنے پائے۔

جلوس کا رواج

جلوس کی ابتداء تو اسی وقت سے ہے کہ جب بنونجار کی بچیاں اور بچے نعت مصطفیٰ کے گیت گاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کو مدینہ کے راستہ میں چل رہے تھے لیکن آج کل جلوس پاک و ہند کے علاوہ اکثر مسلم ممالک میں جاری ہیں۔ علامہ محمد رضا مصری اپنی کتاب ''محمد رسول اللہ'' میں رقم طراز ہیں:

''خاص شہر قاہرہ میں اس روز ایک جلوس بعد ظہر با پیادہ ہوتا ہے جو پولیس کے حفاظتی دستوں کے ساتھ سڑکوں سے گذرتا ہے، دونوں طرف فوج کے افسر ہوتے ہیں وزراء اور حکام کیلئے شامیانے نصب کئے جاتے ہیں، فوج سلامی دیتی ہے، شیرینی تقسیم کی جاتی ہے، شربت پلایا جاتا ہے، پھر توپوں کی گونج میں شاہانہ سواری واپس جاتی ہے''۔اس کے علاوہ راقم نے خود ۲۰۰۲ء میں بغداد شریف میں اس موقعہ پر کثیر جلوس دیکھے۔ (برکاتی)

نعرہ رسالت کا ثبوت

جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام مدینہ تشریف لا رہے تے تو بنونجار کے بچے نعرہ رسالت یا محمد یا رسول اللہ کہہ کر حضور کا استقبال کر رہے تھے، امام مسلم نے اپنی کتاب الصحیح لمسلم میں ایک روایت حضرت عثمان بن عمر رضی اللہ عنہ کی زبانی روایت کیا ہے: قال

وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یا محمد یا رسول اللہ، یا

Marfat.com

محمد یا رسول اللہ (مسلم شریف ص ۴۱۹ ج ۲)

اور بچے اور غلام راستے میں پھیل گئے اور بلند آواز سے یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ کے نعرے لگاتے رہے۔

اس حدیث سے صاف اور واضح طریقہ پر ثابت ہوا کہ مسلمان جو نعرۂ رسالت یا رسول اللہ لگاتے ہیں وہ جائز ہے اور حضور علیہ السلام کو پسند ہے جو لوگ اس سے منع کرتے ہیں، بدبختی ان کے لئے مقدر ہو چکی ہے اور وہ اپنے اس قول سے حضور کی ناراضگی مول لیتے ہیں۔

تحفۂ رجب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ النبی الامین الکریم

معراج النبی صلی اللہ علیہ سلم کی تقریب ہر سال ۲۷ رجب المرجب کومنائی جاتی ہے۔ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ذرغفاری رضی اللہ عنہ نے تصریح کی ہے کہ انہوں نے معراج کے واقعہ کولفظ بہ لفظ اور حرف بہ حرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ اس روایت کے مطابق جو تفصیل کے ساتھ احادیث اوران کی شروح میں موجود ہے، سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا حطیم کعبہ سے مسجد اقصیٰ، ساتوں آسمانوں اور سدرۂ منتہی سے گذرتے ہوئے بیت المعمور تک جانا ثابت ہے۔ (بخاری ج ا ص ۵۴۸)

بخاری کی دوسری روایت میں سدرۃ المنتہی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ اللہ تعالیٰ کا ایسا قرب مذکور ہے جسے قرآن نے قاب قوسین او ادنیٰ سے تعبیر فرمایا اور حدیث میں بھی یہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۱۲) پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کا جمال مبارک سر اقدس کی آنکھوں سے دیکھا، عینی، نبراس، شرح عقائد اور فتح الباری نے اس کی تصریح کی ہے۔

حضور کی یہ معراج جسمانی ہے اور اس کا انکار کرنا گویا حقیقت سے منہ چڑانا ہے اور علماء کے اقوال کے مطابق یہ جسمانی معراج سدرۃ المنتہیٰ، جنت الماوی، عرش فوق العرش بلکہ عالم کے دوسرے کنارے تک ہوئی یعنی عالم

Marfat.com

اجسام کی وہ انتہا جس کے پیچھے کچھ نہیں، نہ زمان اور نہ مکان (شرح عقائد نسفی، نبراس)

معراج کے بارے میں اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک تشریف لے جانا قطعی اور یقینی ہے جس کا منکر مسلمان نہیں ہے اور زمین سے آسمان کی طرف جانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے، اس کا منکر فاسق اور ضال و مضل ہے۔ پھر آسمان سے جنت کی طرف اور عرش یا عرش کے اوپر یا لامکاں تک تشریف لے جانا اخبار آحاد (خبر واحد) سے ثابت ہے۔ جس کا منکر سخت آثم اور گنہگار ہے۔ (شرح عقائد نبراس ص ۴۷۴)

معراج کا سنہ مہینہ تاریخ

سنہ معراج کے بارے میں محدثین کے کئی اقوال ہیں لیکن اس بارے میں قول مشہور یہ ہے معراج شریف ۲۷ رجب سن ہجرت ایک یا ڈیڑھ یا پانچ سال قبل، شب دوشنبہ کو ہوئی (ماثبت من السنہ ص ۳۴۱ روح البیان ص ۱۰۶ ج ۵)

شب معراج کی فضیلت

امت کے حق میں شب اسریٰ سے لیلۃ القدر زیادہ افضل ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں شب معراج لیلۃ القدر سے زیادہ افضل ہے (مواہب اللدنیہ ص ۴۴ ج ۲)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ شب معراج میں کسی بھی عمل کے بارے

میں خاص طور پر کوئی حدیث نہیں آئی، اس لئے شب معراج منانا اور اس میں ذکر معراج کرنا بدعت ہے، دلیل یہ دیتے ہیں کہ اگر یہ شب منانا جائز ہوتا تو حضور علیہ السلام صحابہ کیلئے اس رات کو مقرر فرماتے اور صحابہ اسے عبادت کیلئے متعین کرتے، نیز شب معراج کے مہینہ اور تاریخ میں مختلف اقوال ہونے سے بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ بزرگان سلف کے نزدیک شب معراج کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ جواباً عرض ہے کہ اگرچہ شب معراج میں خصوصیت کیساتھ نیکی اور عبادت کا ثبوت کسی حدیث میں نہیں، لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ شب معراج میں معراج کا اہتمام بھی ناجائز اور بدعت ہے۔ اس کے برعکس ارشاد خداوندی و ذکرھم بایام اللہ اور و اما بنعمة ربک فحدث اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ جن دنوں میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے خاص اور اہم واقعات رونما ہوئے ہوں ان کا یاد دلانا قرآنی منشاء کے عین مطابق ہے اور اللہ کی نعمتوں کا ذکر اور ان کا اظہار ارشاد باری کی تعمیل ہے۔ اور ظاہر ہے کہ واقعہ معراج سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی شان قدرت کے ظہور کا اور کون سا واقعہ ہوگا پھر جو نعمتیں حضور اکرم کیواسطہ سے آپ کی امت کو اللہ نے عطا فرمائیں ان کا انکار کون کرسکتا ہے۔ لہذا اس رات کا یاد دلانا قرآن کی روشنی میں بدعت کیسے ہو سکتا ہے۔ رہی یہ بات کہ سلف سے اس کا رواج ثابت نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ محض منقول نہ ہونے سے کسی چیز کا نہ ماننا ثابت نہیں ہوتا، ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی ممانعت کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں اور اس میں کوئی کام ایسا شامل نہیں جس پر شرع مطہر میں نہی آئی ہو، اور اس مسئلہ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک جملہ میں حل فرما

Marfat.com

دیا جب کہ جمع قرآن کے مسئلہ پر صحابہ نے ان دونوں سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ ''آپ وہ کام کیسے کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا'' تو ان دونوں حضرات نے یہی جواب دیا کہ ''ھو واللہ خیر'' بے شک حضور نے نہیں کیا لیکن ''خدا کی قسم وہ خیر ہے'' (بخاری ص ۷۴۵ ج ۲)

معلوم ہوا کہ جس کام سے حضور علیہ السلام نے منع نہ فرمایا ہو اور اسمیں خیر کا پہلو پایا جائے تو بظاہر بدعت معلوم ہوتا ہے لیکن بباطن حسن اور خیر ہے۔ لہذا شب معراج کا منانا اور اس میں واقعات معراج بیان کرنا جائز، مستحب اور باعث رحمت و برکت ہے، اس کا انکار وہی شخص کرسکتا ہے جس کے دل میں صاحبِ معراج صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی وعداوت ہو۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

اب رہی یہ بات کہ سلف کے اقوال میں اختلاف ہے تو وہ اس لئے نہیں کہ اس دور میں اس کا رواج نہ تھا یا لوگ معراج منانے کا اہتمام نہ کرتے تھے بلکہ وہ اختلاف تو اختلاف روایات کی وجہ سے ہے، اختلاف اقوال کے باوجود سلف میں اس کے منانے کا تذکرہ ملتا ہے، چنانچہ روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں شب معراج رجب کی ۲۷ تاریخ ہے اور اسی پر لوگوں کا عمل ہے۔ (روح البیان ص ۱۰۳ ج ۵)۔ شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ''دیار عرب میں لوگوں کے درمیان مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف ۲۷ رجب کو ہوئی اور ''رجبی'' کا موسم عرب میں اہل عرب کے درمیان مشہور و متعارف ہے۔

(ماثبت بالسنۃ ص ۲۵۲ عربی)

سلف صالحین کا عقیدہ

اس بارے میں سلف صالحین کے عقیدے کو ابن اسحاق نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے: ''حضور کے اس سفرِ شبانہ اور جو کچھ اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔اس میں آزمائش اور کافر و مومن کی تمیز ہے'' (یعنی ماننے والا مومن ہے اور اس کا منکر کافر ہے) (سیرۃ النبی ص۴۵۲ ج ۲)

تحفہ معراجیہ

دیگر واقعات کے علاوہ معراج کی اہمیت اس بات میں بھی ہے کہ اسی شاندار تقریب میں امت محمدیہ کو ''نماز'' کا تحفہ ملا، یہ انسانی زندگی میں اس فریضہ کی تکمیل ہے جو انقلاب پیدا کرسکتا ہے، نماز گویا کہ صحیح معنی میں معراج انسانیت ہے۔

اب تحفہ معراج کا عملی شکرانہ یہ ہے کہ ہم اس فرض کو پابندی سے ادا کریں اور ان تبلیغی فرائض کو بھی اہل بن کر کماحقہ ادا کریں جو حضور نے اپنی امت کو بطور امانت سپرد فرمائے ہیں۔

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق دوسرے تحفوں کے علاوہ سورۃ البقرۃ کی آخری ۲ آیات بھی تحفۂ معراج ہیں۔

فضائل رجب

واقعہ معراج شریف کے علاوہ، خود ماہ رجب المرجب کے فضائل بھی احادیث میں وارد ہوئے ہیں، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

"رجب خدا کا مہینہ ہے، شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے"۔

(بروایت ابن عباس وابوسعید خدری رضی اللہ عنہما)

اور فرمایا: رجب کا مہینہ برائی کو ترک کرنے کیلئے ہے اور شعبان نیک عمل کرنے کیلئے ہے اور رمضان صدق اور باطن کی صفائی کیلئے۔ رجب حرمت کا مہینہ ہے، شعبان خدمت کا اور رمضان نعمت حاصل کرنیکا مہینہ ہے۔ رجب توبہ کرنے کا ، شعبان محبت کرنیکا اور رمضان قربت حاصل کرنیکا مہینہ ہے (الحدیث)

ماہ رجب کھیت ہے، شعبان پانی دینے کا مہینہ اور رمضان کھیتی کاٹ لینے کا مہینہ ہے، (ذوالنون مصری)۔

بعض صالحین نے فرمایا: سال ایک درخت ہے رجب اسکے پتے آنے کے دن، شعبان پھل آنے کے دن ہیں اور رمضان پھل توڑنے کے دن ہیں۔ (غنیۃ الطالبین)۔ رجب اللہ تعالیٰ کی جانب سے مغفرت کیلئے، شعبان شفاعت کیلئے اور رمضان نیکیاں دوگنی کرنے کیلئے خاص کیا گیا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

رجب کے روزے

رجب کے مہینہ میں ایک سے تیس تک روزے رکھنے کی فضیلت آئی ہے جن میں بعض یہ ہیں:۔ جس شخص نے اس ماہ میں ایک روزہ رکھا اور اس میں اللہ کی اطاعت ثواب ورضامندی کی نیت کی تو اس کا روزہ غضب خداوندی کو کم کرتا ہے اور اس کیلئے ایک دروازہ دوزخ کا بند کردیا جاتا ہے اور اس کا اجر دنیا

Marfat.com

کی کل چیزوں کے برابر نہیں ہو سکتا اور یہ شخص رات میں اگر دس دعائیں مانگتا ہے تو وہ ضرور قبول کی جاتی ہیں اور جس نے دو روزے رکھے اس کیلئے ایسے دس صدیقوں کا ثواب ہے۔ جنہوں نے عمر بھر نیک کام کئے اور جس نے تین روزے رکھے اس کیلئے اس ثواب کے علاوہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ افطار کے وقت فرشتوں کو گواہ کر کے فرماتا ہے اس بندے کا حق مجھ پر واجب ہوا اور میں نے اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے۔ (غنیۃ الطالبین)

جس نے سات روزے رکھے اس کیلئے مذکورہ ثواب کے علاوہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کو حرام فرما دیتا ہے اور جنت میں جانا اس کیلئے واجب ہو جاتا ہے جس جگہ چاہے رہے۔ اور جس نے بیس روزے رکھے اس کو بھی ان جیسا بدلہ ہے اور وہ ان لوگوں میں ہے جو حضرت ابراہیم کے قبہ میں ہیں اور اس کی شفاعت قبول کی جائیگی (غنیۃ)۔

جس نے تیس روزے رکھے تو اسے تیس حصہ زیادہ ان تمام چیزوں کا ثواب ملتا ہے جو مذکور ہوئیں اور ایک منادی آسمان سے پکارتا ہے: اے اللہ کے دوست تیرے لئے خوشخبری ہو اللہ نے تجھے بزرگی عطا فرمائی۔

رجب میں صدقہ

حضور صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی ماہ رجب میں کسی مسلمان کی مشکل حل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اسے جنت میں محل عطا فرمائیگا جس کی لمبائی چوڑائی اس کی نظر کی انتہا تک ہوگی۔ (راوی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ)

اور فرمایا: جس نے ماہ رجب میں صدقہ دیا، اللہ اسے دوزخ کی آگ

Marfat.com

سے، اس کوے کے بچے کی طرح دور رکھے گا جو اپنے گھونسلے سے اڑا اور عمر بھر اڑتا رہا (کہا جاتا ہے کہ کوا پانچ سو سال زندہ رہتا ہے)۔ (عقبہ بن سلامہ بن قیس رضی اللہ عنہ)

مخصوص روزے

رجب کی پہلی تاریخ کا روزہ تین سال کے گناہوں کا کفارہ ہے، دوسری تاریخ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ اور تیسری تاریخ کا روزہ ایک سال کا کفارہ ہے۔ (شعب الایمان) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رجب میں ایک رات ایسی ہے جس نے اس میں عبادت کی اور پھر دن میں روزہ رکھا تو ایسے شخص کیلئے سو برس کے روزوں کا ثواب ہے اور وہ ستائیسویں تاریخ ہے۔ (ماثبت بالسنہ)

نوافل رجب

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث مروی ہے فرماتے ہیں "کہ جس نے رجب کی پہلی رات میں مغرب کی نماز کے بعد بیس رکعتیں پڑھیں وہ پل صراط میں بجلی کی طرح بغیر حساب وعذاب کے گذر جائیگا۔ (ماثبت بالسنہ)۔

☆ جس نے رجب میں کسی دن کا روزہ رکھا اور اسی دن چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سو مرتبہ آیۃ الکرسی اور دوسری میں سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے وہ اس وقت تک نہیں مریگا جب تک کہ وہ اپنا مقام جنت میں نہ دیکھ لے، ہر چار رکعت دو سلام سے پڑھی جائیں۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد

Marfat.com

گرامی ہے کہ جب ماہ رجب کا چاند دیکھو تو پہلے ایک مرتبہ یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَ شَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا اِلٰی شَھْرِ رَمَضَانَ ○

☆ ماہ رجب کی پہلی شب بعد نماز عشاء دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پانچ مرتبہ پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد ایک سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ ہر بیماری کی صحت کیلئے یہ نماز بہت افضل ہے۔ انشاءاللہ صحت عطا ہوگی۔

☆ رجب کی پہلی شبِ جمعہ بعد نماز عشاء دو رکعت اس طرح پڑھے کہ پہلی میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں آمن الرسول سے کافرین تک سات مرتبہ پڑھے دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ حشر (پارہ ۲۸) کی آخری آیات ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو ط عٰلِمُ الْغَیْبِ سے آخر تک سات مرتبہ پڑھے۔ بعد سلام کے بارگاہ الٰہی میں اپنی جو حاجت ہو پیش کرے، انشاءاللہ پوری ہوگی، ہر مراد کیلئے یہ نماز بہت افضل ہے۔

☆ ماہ رجب کے پہلے جمعہ کو ظہر اور عصر کے درمیان چار رکعت ایک سلام سے پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد، آیۃ الکرسی سات مرتبہ اور سورۂ اخلاص پانچ مرتبہ پڑھے، بعد سلام کے پچیس مرتبہ یہ پڑھے۔ اَسْتَغْفِرُ اللہَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ○ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ○ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ○ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ○

اس کے بعد ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر جو دعا مانگے دنیاوی یا دینی انشاءاللہ ضرور قبول ہوگی۔

نوافلِ شبِ معراج

رجب میں ایک رات ہے کہ اس رات میں عمل کرنے والے کیلئے ایک سو سال کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں وہ رجب کی ۲۷ ویں تاریخ ہے۔ اس شب میں بارہ رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ ملائے اور سب سے آخر میں سلام پھیرے۔ پھر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ سو مرتبہ، استغفار سو مرتبہ اور درود شریف سو مرتبہ پڑھے۔ پھر صبح کو روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی تمام دعائیں (سوائے دعائے معصیت کے) قبول فرمائیگا۔ (بیہقی و ابن حجر بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ)

ضروری نوٹ: وہ تمام نفل نمازیں جو دو رکعت سے زائد ایک سلام میں پڑھی جائیں ان میں ہر دو رکعت کے بعد تشہد، کے بعد درود شریف اور دعا بھی پڑھی جائے گی، یوں ہی جب کھڑا ہو تو ہاتھ باندھنے کے بعد ثناء بھی پڑھی جائیگی۔ اکثر لوگ اس سے غافل ہیں، سنت غیر موکدہ کا بھی یہی طریقہ ہوتا ہے۔

۵۔ بارہ رکعت نماز تین سلام سے پڑھے، پہلی چار رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر (انا انزلنا) تین تین مرتبہ پڑھے، پھر سلام کے بعد ستر مرتبہ بیٹھ کر لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ پڑھے۔ دوسری چار رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ نصر (اذا جاء) تین مرتبہ پڑھے پھر بعد سلام کے ستر مرتبہ اِنَّکَ قَوِیٌّ مُعِیْنٌ وَاحِدٌ دَلِیْلٌ بِحَقِّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پڑھے تیسری چار رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص (قل ھو اللہ احد) تین مرتبہ پڑھے، بعد سلام کے ستر مرتبہ سورۂ انشراح (الم نشرح لک) پڑھے، جو دعا مانگے

Marfat.com

انشاء اللہ پوری ہوگی۔

o بیس رکعت نماز دس سلام سے پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایک مرتبہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کی جان و مال کی حفاظت فرمائیگا۔

o چار رکعت دو سلام سے پڑھے، ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص ۲۷ مرتبہ پڑھے، سلام کے بعد ستر مرتبہ درود شریف پڑھے اور گناہوں کی مغفرت چاہے۔

o صلوۃ التسبیح پڑھے۔ درود شریف، تلاوت قرآن، نعت خوانی، کلمہ طیبہ کے ورد میں کثرت کرے۔

o ماہ رجب کی کسی تاریخ کو ظہر کی نماز کے بعد یا مغرب یا عشاء کے بعد، سورہ کھف، ایک بار سورۂ یسین، ایک بار سورۂ حٰم ایک بار، سورہ دخان ایک بار۔ سورۂ قارعہ، ایک بار پڑھے، پھر سورۂ اخلاص ایک ہزار مرتبہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ ان سورتوں کے پڑھنے والے پر خاص رحمت و برکت نازل فرمائیگا۔

۲۲ رجب کے کونڈے

رجب شریف کے مہینے میں بہت سے لوگ ۲۲ رجب کو حضرت جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ایصال ثواب کرنے کیلئے کھیر پوری پکا کر کونڈے بھرتے ہیں اور فاتحہ دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں۔ کچھ لوگ اسے ناجائز اور حرام بتاتے ہیں اور ایک بڑا گروہ ایسا کرنے کو بہت ثواب جانتا ہے۔ امت مسلمہ کو اس افتراق و انتشار سے بچانے کیلئے مناسب یہ ہے کہ اصل مسئلہ کا جائزہ، قرآن کریم، احادیث نبوی اور فقہ کی

روشنی میں لیا جائے تا کہ جو جائز ہے اسے کرنے میں باہمی تعاون کیا جائے اور جو ناجائز ہے اسے چھوڑ دیا جائے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اسے دونوں طرف کے لوگ خوب ڈٹ کر کھاتے ہیں۔ جائز کہنے والے تو برسر عام ہی کھاتے ہیں لیکن جو ناجائز کہتے ہیں وہ بھی چھپ کر اور حیلہ بہانہ سے کھا ہی لیتے ہیں بہتر ہوگا کہ فاتحہ کی حقیقت کا جائزہ لیکر ہی جائز یا ناجائز کہا جائے۔ قرآن کریم فرماتا ہے ''نیکی اور پرہیزگاری میں آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو'' حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

'' تم میں سے جس سے ہو سکے اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچائے''۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا زندوں کے عمل سے مردوں کو، یا ایصال ثواب کرنے نے کرنے والوں کو فائدہ ہوتا ہے یا نہیں۔ تو شریعت اسلامیہ اس کا جواب اثبات میں دیتی ہے۔ مثلاً احادیث مبارک میں آیا جو گیارہ بار قل ھواللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو پہنچائے تو مردوں کی گنتی کے برابر اُسے ثواب ملے گا (درمختار)

اور زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچنے کا ذکر اس حدیث میں ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو انکی والدہ مرحومہ کے ایصال ثواب کیلئے، افضل صدقہ پانی، ارشاد فرمایا۔ اور پھر حضرت سعد نے کنواں کھودا اور اعلان کرا دیا کہ ھذہ لام سعد یہ کنواں سعد کی ماں کیلئے ہے۔ (ابوداؤد)

ان آیات واحادیث اور اقوال فقہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں ایصال ثواب کا واضح اور جائز تصور موجود ہے۔ پھر عام عقل انسانی بھی یہ فیصلہ

Marfat.com

دیتی ہے کہ جب فاتحہ میں نہ تو کوئی بُرا فعل ہے اور نہ کوئی غیر شرعی کلمات ہیں اور نہ اس میں کسی حرام چیز کو شامل کیا جاتا ہے تو اسے حرام کہنا تو در کنار مکروہ تنزیہی بھی نہیں کہہ سکتے۔ ایصال ثواب کا طریقہ جو مروج ہے اور جسے اسلاف نے بتایا ہے وہ یہ ہے کہ اول ۳ یا زائد بار درود شریف پڑھیں۔ پھر سورۂ فاتحہ و آیت الکرسی اور تین یا پانچ بار سات یا گیارہ بار قل ھواللہ شریف پڑھیں پھر درود شریف۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر اولیاء کرام کی نذر کریں اور ان کے توسط سے اپنے مردوں کو بخش دیں یہ ہے فاتحہ کی ہیئت اور طریقہ اب ظاہر ہے درود شریف سورۂ فاتحہ، قل ھواللہ پڑھنا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا وہ چیزیں ہیں جو نہ صرف جائز بلکہ کثیر ثواب کا باعث ہیں۔ ہاں ایک بات رہ گئی کہ ناجائز کہنے والے یہ کہتے ہیں کہ کھانا سامنے رکھ کر قرآن کریم وغیرہ پڑھ کر ثواب بخشنا ہندوؤں کا طریقہ ہے۔ یہ صرف مہمل ولایعنی بات ہی نہیں بلکہ بے ہودگی اور گمراہی کا ایک نمونہ ہے ورنہ ہندوؤں میں نہ قیامت کا عقیدہ ہے نہ وہ ثواب و عذاب کے قائل ہیں۔ تو ان کے یہاں ایصال ثواب کہاں؟ پھر کہاں قرآنِ عظیم کی تلاوت اور کہاں دیدوں کی پڑھنت۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ، فیصلہ ہفت مسئلہ میں بڑی اچھی بات لکھی۔ فرماتے ہیں سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل میں ایصال ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین نے یہ سوچ کر اگرچہ صرف نیت کافی ہے لیکن زبان سے بھی کہہ لیا جائے کہ دل اور زبان میں موافقت ہو جائے تو یہ مستحسن ہے۔ زبان سے بھی کہنا شروع کر دیا پھر کسی کو خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھ لیا جائے تو قبولیت دعا کی امید ہے۔ لہذا قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی

Marfat.com

جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائیگا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے۔ اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا بس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہو گئی، یہ ہے فاتحہ کی حقیقت جسے لوگ خواہ مخواہ حرام بدعت اور گناہ بتا کر سارے مسلمان کو بدعتی ٹھہراتے ہیں۔ یہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ ناجائز کہنے والوں کے پیرو مرشد ہیں۔ وہ اتنا صاف اور صریح ارشاد فرمارہے ہیں کہ فاتحہ وایصال ثواب جائز ہے۔ اب اگر کوئی بد بخت اپنے پیر کی بھی نہ مانے تو اسے ملعون و مردود ہی کہا جاسکتا ہے۔ ان لوگوں کو ایک اور خرابی نظر آئی کہنے لگے کہ یہ فاتحہ کرنے والے مخصوص دنوں کے سوا دوسرے دنوں میں ایصال ثواب کو ناجائز مانتے ہیں۔ یہ بھی مسلمانوں پر افترا اور تہمت جڑنا ہے۔ ایصال ثواب جس دن چاہے کرلو یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے کہ لوگوں نے مثلاً ۲۲ رجب کو کونڈوں کیلئے رکھ لیا ایسا کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ پھر بہت سے لوگ ۲۲ کے علاوہ ۱۷، ۲۳، ۲۵، ۲۷ وغیرہ کو بھی فاتحہ دلاتے ہیں اور کوئی اسے بُرا نہیں سمجھتا لہذا کونڈوں کی اور دیگر فاتحہ میں ہمیں تو کوئی خرابی اور برائی نظر نہیں آتی۔ ان کے برخلاف مسلمان میں ایک قدیم گمراہ فرقہ معتزلہ کا عقیدہ ضرور ملتا ہے اگرچہ اس فرقہ کا آج کہیں نام ونشان نہیں ہے لیکن اس گروہ کے بہت سے عقائد کو بعد میں پیدا ہونے والے گمراہ فرقوں نے آپس میں تقسیم کرلیا ان کا ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا آج جو لوگ ایصال ثواب کو ناجائز بتاتے ہیں وہ دراصل اسی گمراہ فرقے کی پیروی کرتے ہیں۔ جس کو ان ناجائز کہنے والوں کے بڑوں نے بھی صراحۃً گمراہ

قرار دیا ہے ایسے لوگوں سے مسلمانوں کو بہت دور رہنا چاہئے نہ ان کے وعظ و نصیحت پر کان دھریں اور نہ ان سے تعلقات رکھیں اسی میں سلامتی اور ایمان کا بچاؤ ہے چنانچہ ثابت ہوا کہ حق پر وہی لوگ ہیں جو فاتحہ کو جائز کہتے ہیں۔ اب چند باتیں وہ ہیں جو فاتحہ دلانے والوں میں بری رواج پا گئی ہیں۔ ان سے بچنا چاہئے اور یہ وہ ہیں کہ جہاں کونڈے بھرے جاتے ہیں وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے اور نہ اس تبرک کو باہر لے جانے دیتے ہیں۔

یہ بے جا پابندی اور ایک لغو حرکت ہے مگر یہ جاہلوں میں رائج ہے پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں۔ یو ہیں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کے موقع پر ایک کتاب بھی پڑھی جاتی ہے جس کا نام داستان عجیب ہے اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثواب نہیں لہذا نہ پڑھی جائے۔ (بہار شریعت) اگر چہ اولیاء اللہ کی کرامتیں برحق ہیں۔ (سنی بہشتی زیور) یو ہیں خاتون جنت کی فاتحہ پر کپڑا ڈال کر فاتحہ دلانا اور اس میں یہ قیدیں لگانا کہ سوائے شوہر والی عورت کے، بیوہ یا عقد ثانی والی عورت یا مرد یہ کھانا نہ کھائیں یہ سب عورتوں کی جہالتیں ہیں جن کو مٹانا چاہئے۔ کسی نیاز پر پردہ ڈالنے کا کہیں حکم نہیں یہ محض بے ثبوت اور نری اختراعی باتیں ہیں۔ (فتاوی رضویہ) لہذا کونڈوں کی فاتحہ ضرور دلائی جائے تاکہ ان بزرگوں کے فیوض و برکات حاصل ہو جائیں جن کا رتبہ اور مقام اللہ کے ہاں بہت بلند ہے اور خیال رکھا جائے کہ فاتحہ کا کھانا ان مردودوں کے پیٹوں میں ہرگز نہ جانے پائے جو اسے حرام اور بدعت بتاتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ کا یوم وصال

ایک قول کے مطابق ۲۲ رجب امیر المومنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ

Marfat.com

عنہ کا یوم وصال ہے (بحوالہ البدایۃ والنہایۃ ص ۱۴۳ بیروت، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ ص ۳۸۷/۴ الکامل لابن کثیر ص ۶/۴، تاریخ طبری ص ۱۶۳/۴، نفیس کراچی، طبری نے صرف ۲۲ رجب کا ذکر کیا ہے۔ کسی معتبر شیعہ یا سنی نے ۲۲ رجب کو حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یوم ولادت یا یوم وصال ذکر نہیں کیا۔ ہاں بعض کتب میں آپکا یوم وصال ۱۷ رجب مذکور ہے۔ لہذا کونڈوں کی فاتحہ کے دن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ کاتب وحی اور مسلمانوں کے ماموں رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کرام کی بھی فاتحہ وعرس منا کر دشمنان صحابہ کی چال کو الٹ دیں۔

فقیر ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی ۱۵ رجب ۱۴۰۴ھ

Marfat.com

انوار شعبان

مسلمانوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں شب برات جیسی مقدس اور با برکت شب سے نوازا اور ہماری آخرت کو سنوارنے کیلئے خود ہی اسباب فراہم فرمائے۔ لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ جہاں مسلمان عبادات واعمال میں کوتاہیاں کرنے لگے ہیں وہیں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ایام مخصوصہ سے بھی لاپرواہی برتنے لگے ہیں، ان ہی ایام وشہور میں ایک مہینہ شعبان المعظم ہے جسے شہر حبیب الرحمٰن بھی کہا جاتا ہے اور پھر اس مہینہ میں ایک خاص شب لیلۃ المبارکہ ہے جسے عرف عام میں شب براءۃ کہا جاتا ہے۔ سورہ دخان پ ۲۸ کی آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ اس برکت والی رات میں ہر حکمت والا کام تقسیم فرماتا ہے۔ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر خاص رحمتوں اور برکتوں کی بارش فرماتا ہے۔ انواع واقسام کے انعام واکرام سے نوازتا ہے اور وہ تمام کام جو آئندہ سال میں ہونے والے ہیں، ہر محکمہ سے تعلق رکھنے والے فرشتوں کو سونپتا ہے۔

فضائل شعبان

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شعبان نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس ماہ میں روزہ دار کیلئے بہت زیادہ بھلائی رکھی جاتی ہے جو بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (تاریخ رافعی بحوالہ ماثبت من السنہ)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

۱۔ ماہ شعبان، رجب اور رمضان کے درمیان میں ہے، لوگ اس سے غافل ہیں، اس ماہ میں بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں۔ تو میں محبوب رکھتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں۔ (بیہقی فی شعب الایمان بہ روایت حضرت اُسامہ)۔

۲۔ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔ (دیلمی، فردوس الاخیار بہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا)

۳۔ اے خدا! رجب اور شعبان میں ہمارے لئے برکت فرما اور ہمیں رمضان میں پہنچا (فرمان نبی بہ روایت انس)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے نہ رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ طاقت کے مطابق عمل کیا کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہیں تھکتا مگر تم تھک جاتے ہو۔ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ کے علاوہ بہت سی کتب احادیث میں ایسی ہی روایات بکثرت موجود ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان میں اکثر روزے رکھتے تھے۔

پندرہویں شعبان کی فضیلتیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو اس رات کو قیام کرو (یعنی نماز پڑھو) اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت ہی سے آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ خبردار! کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دوں۔ خبردار! کوئی رزق

Marfat.com

لینے والا ہے کہ اسے رزق دوں۔ خبردار کوئی مصیبت زدہ ہے کہ اسے چھڑاؤں۔ خبردار کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے کہ اسے پورا کر دوں طلوع صبح صادق تک اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے بندوں کو آواز دیتا رہتا ہے۔ (ابن ماجہ بیہقی)

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی شب کو آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اس رات ہر گنہگار کی بخشش ہو جاتی ہے سوائے شرک کے یا اس کے جس کے دل میں کینہ ہو (بیہقی) حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایت ہے کہ کوئی رات لیلۃ القدر کے بعد پندرہویں شعبان کی شب سے زیادہ فضیلت والی نہیں (ابن ماجہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ پھر ناگہاں وہ بقیع (مدینہ منورہ کے قبرستان) میں پائے گئے تب آپ نے فرمایا اے عائشہ تحقیق اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے قبیلہ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے بھی زیادہ لوگوں کو بخشتا ہے (ترمذی)

ایک روایت میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ اس رات میں کیا ہے؟ حضرت عائشہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ہی فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ جو بچہ اس سال میں پیدا ہونا ہوتا ہے اس رات میں لکھا جاتا ہے اور جو بنی آدم اس سال میں ہلاک ہونے والا ہوتا ہے اس کا نام لکھا جاتا ہے۔ اس رات میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اس رات میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں

Marfat.com

(بیہقی)۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سورہ دخان کی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ پندرہویں شعبان کی رات کو پورے سال کا کام تمام ہو جاتا ہے اور بہت سے زندے مردوں کی فہرست میں لکھے جاتے ہیں اور حاجی قلمبند ہوتے ہیں پھر اس سے نہ کوئی بڑھتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے۔ (ابن جریر، ابن ابی حاتم بحوالہ ماثبت من السنہ)

حضرت عطار بن یسار سے مروی ہے کہ جب شعبان کی پہلی شب ہوتی ہے تو ملک الموت کیلئے صحیفہ لکھا جاتا ہے جس میں اس شخص کا نام ہوتا ہے جو اس سال میں آئندہ سال تک مرنے والا ہوتا ہے اور بیشک آدمی نکاح کرتا ہے اس سے اولاد ہوتی ہے۔ مکان بناتا ہے۔ باغ اگاتا ہے۔ مظالم کرتا ہے اور برائیاں کرتا ہے، حالانکہ اس کا نام زندوں میں نہیں ہوتا۔ (ابن زنجویہ ماثبت من السنہ)

حضرت کعب سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو پندرہویں شعبان کی شب میں جنت کی طرف بھیجتا ہے کہ وہ یہ حکم فرما دیں کہ جنت آراستہ ہو جائے اور کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں آسمانوں کے ستاروں کی گنتی، دنیا کے دن اور رات کی گنتی، درخت کے پتوں کی گنتی، پہاڑوں کے وزن اور ریت کے ذروں کی گنتی کے برابر بندوں کو آزاد کرے گا۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماثبت من السنۃ)

خلاصہ: ان احادیث کے مطالب پر غور کریں تو شب براءت کے متعلق تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

۱۔ شب برات کو رات کے وقت عبادت کی جائے۔

۲۔ رات کے بعد دن کو روزہ رکھا جائے۔

۳۔ اس رات کو سورج غروب ہونے سے لے کر صبح صادق تک رحمت الٰہی خود لوگوں کو پکارتی ہے۔

۴۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ مختلف حاجات انسانی کا نام لے کے ان کو پورا فرمانے کا ذمہ لیتا ہے۔

۵۔ اس مبارک رات کو بخشش کا دروازہ کھل جاتا ہے مشرک اور کینہ ور کے علاوہ ہر گنہگار کو بخشش نصیب ہوتی ہے۔

۶۔ اس رات کو حضور سرور کائنات قبرستان تشریف لے گئے۔

۷۔ اسی رات میں پیدا ہونے والوں اور مرنے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے اور انسانوں کے اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔

۸۔ اسی رات انسانوں کے رزق کا اندازہ نازل کیا جاتا ہے۔

اس رات کے محروم لوگ

آج کی رات کا فیض عام ہوتا ہے اور وہ وہاب سبھی کو عطا فرماتا ہے مگر چند ایسے لوگ بھی ہیں جو اس رات کی برکتوں اور رحمتوں سے بالکل محروم رہتے ہیں مختلف احادیث مبارکہ میں ان لوگوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ مشرک، کینہ پرور، بغض وعناد رکھنے والے، نفاق پھیلانے والے، والدین کی اطاعت نہ کرنے والے، شرابی، زانی، سود کھانے والے، جواری، جادوگر، کاہن، نجومی، فال نکالنے والے، گویّا، باجا بجانے والے، قاطع رحم، تکبر کرنیوالے، افعال بد کے عادی۔ یہ سب آج رات کی برکتوں سے محروم رہیں گے ان ہی میں یہ لوگ بھی

شامل ہیں۔ صلوۃ وسلام سے روکنے والے، ہر خیر اور نیکی کے کام کو بدعت کہہ کر اس سے روکنے والے، اذان سے قبل درود شریف کو منع کرنے، انگوٹھے چومنے سے روکنے والے، فاتحہ و نیاز کو شرک اور بدعت بتانے والے۔

کہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کینہ و بغض رکھتے ہوئے لوگوں کو خیر سے روکتے ہیں۔

نوافل واعمال شب برات

ماہ شعبان کے پہلے جمعہ کی شب بعد عشاء آٹھ رکعت نماز ایک سلام سے پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے اور اس کا ثواب خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بخشے، آپ فرماتی ہیں کہ میں ہرگز جنت میں قدم نہ رکھوں گی جب تک اس نماز کے پڑھنے والے کو اپنے ہمراہ داخل جنت نہ کرالوں۔

۲۔ ۱۴ شعبان کو بعد عصر غروب آفتاب کے وقت باوضو چالیس مرتبہ یہ کلمات پڑھے، رب تعالیٰ اس کے چالیس سال کے گناہ معاف فرمائے گا۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

۳۔ بعد مغرب چھ رکعت دو دو کر کے پڑھے۔ پہلی درازی عمر بالخیر، دوسری دفع بلا، تیسری مخلوق کا محتاج نہ ہونے کی نیت سے ہر دو رکعت کے بعد سورۂ یسین ایک مرتبہ یا سورۂ اخلاص اکیس بار، اس کے بعد دعائے نصف شعبان پڑھے (جو آگے مذکور ہے)۔

۴۔ پندرھویں شب یعنی شب برات میں یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْاَءُ لَكَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِي

الـدُّنْيَـا وَالْآخِـرَةِ. یہ دعالیلۃ القدر میں وارد ہے اور لیلۃ القدر کے بعد شب برات تمام راتوں میں افضل ہے۔اس لئے یہ دعا پڑھنی چاہئے (شیخ امام عارف باللہ ابوالحسن بکری)

۵۔ آج کی رات عمدہ کپڑے پہنے، سرمہ لگائے، عطر لگائے، مسجد میں رات بھر قیام کرے۔

۶۔ بعد عشاء چودہ رکعت نماز سات سلام سے پڑھے، بعد سلام چودہ مرتبہ سورہ فاتحہ، چودہ مرتبہ قل ھواللہ احدؔ چودہ مرتبہ سورہ فلقؔ چودہ مرتبہ سورہ ناسؔ ایک بار آیۃ الکرسیؔ اور آیت لقد جائکم رسول (پوری آیت پڑھے) ایسے شخص کیلئے ۲۰ حج مقبول اور ۲۰ سال کی مقبول عبادت وشب بیداری کا ثواب ہے۔

۷۔ سو رکعت نمازؔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد گیارہ بار قل ھواللہ احد ،حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ ایسی نماز پڑھنے والے کیلئے کاتبین کو حکم ہوگا، میرے اس بندے کے گناہ مت لکھو اور آئندہ سال تک اس کی نیکیاں لکھتے رہو۔

۸۔ دو رکعت نماز تحیۃ الوضو ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھے۔

۹۔ دو رکعتؔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بارؔ قل ھواللہ احد پندرہ مرتبہ، بعد سلام، درود شریف ایک سو مرتبہؔ ترقی رزق کیلئے بہت نافع ہے۔

۱۰۔ آٹھ رکعت چار سلام سے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ قدر

ایک بار قل ھو اللہ احد پچیس مرتبہ گناہوں سے بخشش کیلئے بہت افضل ہے۔

۱۱۔ سورہ بقرہ کا آخری حصہ آمن الرسول سے کافرین تک اکیس بار پڑھنا امن وسلامتی، حفاظت جان ومال کیلئے افضل ہے۔

۱۲۔ سورۃ الدخان سات مرتبہ پڑھے، اللہ تعالیٰ ستر حاجات دنیا کی اور ستر عقبیٰ کی پوری فرمائیگا۔

۱۳۔ رات کے کسی بھی حصہ میں قبرستان جائے اور تمام مومنین ومومنات کیلئے دعائے مغفرت وایصال ثواب کرے نیز اہل قبور کی زیارت کرے۔ غرضیکہ اس رات کو نہایت خلوص، عجز وانکساری سے عبادت کرتا ہو، نوافل، ذکر کلمہ، درود شریف، صلوۃ وسلام، استغفار صلوۃ التسبیح، تلاوت قرآن میں صرف کرے۔

۱۴۔ ۱۵-۱۴ شعبان کا روزہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس دن کا روزہ رکھنے والے کے پچاس سال کے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔

دن کے نوافل

پندرہویں شعبان کو بعد نماز ظہر چار رکعت "دو سلام" سے پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ زلزال "ایکبار" سورہ اخلاص دس بار۔ دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ التکاثر ایک بار، اخلاص دس بار۔ تیسری میں فاتحہ کے بعد کافرون تین بار، اخلاص دس مرتبہ۔ چوتھی میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی تین بار، اخلاص پچیس مرتبہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر قیامت کے دن خاص نظر رحمت فرمائیگا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کوئی مجھ پر ماہ شعبان میں

Marfat.com

تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے بروز حشر اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگی۔

روحوں کی آمد

احادیث سے ثابت ہے کہ آج کی رات مسلمانوں کی روحیں اپنے قریبی رشتہ داروں ہمسایوں کے گھروں پر آتی ہیں اور ان لوگوں سے صدقہ خیرات اور دعاؤں کی طالب ہوتی ہے۔ لہذا ان کے نام پر ایصال ثواب اور کھانا تقسیم کرنا چاہئے۔

حقیقت حلوہ

اسی وجہ سے مسلمان آج کے دن حلوے پکاتے ہیں اچھے کھانے تیار کراتے ہیں فاتحہ خوانی کراتے ہیں کہ آج بزرگوں اور عزیزوں کی روحیں تشریف لا کر اپنے عزیزوں کی مہمان ہوتی ہیں۔ لہذا میزبان اپنا فرض پورا کرنے کیلئے ان کے نام پر غریبوں اور دوستوں کو کھلاتے ہیں جو سب جائز اور باعث برکت و ثواب ہے۔ اس میں ناجائز اور بدعت کی کونسی بات ہے جب کہ سوجی، چینی، پانی، گھی سب پاک و حلال ہیں ان کو کھانا بھی کسی وقت ناجائز نہیں تو ملا کر پکانے سے کونسی چیز اس میں مل کر حرام اور شرک ہو گئیں، اور فاتحہ خوانی میں قرآن اور درود شریف پڑھا جاتا ہے جو سب جائز، مستحسن اور باعث اجر ہے۔ تو اسے حرام کہنے والے اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں پر اپنا حکم لگا رہے ہیں، اللہ ایسے لوگوں کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

آتشبازی

آج کے مسلمانوں نے شب برات کے موقعہ پر جو بری رسم ایجاد کی

Marfat.com

ہے وہ آتشبازی ہے جو سراسر بے ہودہ کھیل اور لغویات پر مشتمل ہے اور یہ فعل ہندوستان میں مشرکوں اور منکروں کی صحبت سے مسلمانوں میں رواج پا گیا۔ اس بے ہودہ اور حرام کام میں ایک طرف تو مسلمان اپنے ہاتھ سے اپنا مال آگ میں جلاتا ہے۔ ہر سال ہزاروں افراد کی جان و مال کو خطرہ میں ڈالتا ہے۔ اور دوسری طرف ہر سال لاکھوں روپیہ اسطرح جل جاتا ہے اور سینکڑوں ہلاک اور زخمی ہوتے ہیں، اس حرام کام میں مشغول ہونا بچوں کو اس سے نہ روکنا، ان کی مدد کرنا، بازار سے یہ چیزیں خرید کر دینا قطعاً ناروا اور ناجائز ہے۔ اس کے بجائے یہ روپیہ کسی نیک کام میں لگاؤ۔ خدا کے دین کی اعانت میں خرچ کرو تاکہ خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے اور خلاف شرع کاموں میں باز رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

دعا نصف شعبان المعظم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰهُمَّ يَا ذَا الْمَنِّ وَلَا يُمَنُّ عَلَيْهِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا ذَا الطَّوْلِ وَالْإِنْعَامِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ظَهْرُ اللَّاجِينَ وَجَارُ الْمُسْتَجِيرِينَ وَأَمَانُ الْخَائِفِينَ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي عِنْدَكَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ شَقِيًّا أَوْ مَحْرُومًا أَوْ مَطْرُودًا أَوْ مُقَتَّرًا عَلَيَّ فِي الرِّزْقِ فَامْحُ اللّٰهُمَّ بِفَضْلِكَ شَقَاوَتِي وَحِرْمَانِي وَطَرْدِي وَإِقْتَارَ رِزْقِي وَأَثْبِتْنِي عِنْدَكَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ سَعِيدًا مَرْزُوقًا مُوَفَّقًا لِلْخَيْرَاتِ فَإِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ فِي كِتَابِكَ الْمُنْزَلِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكَ الْمُرْسَلِ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ۝ إِلٰهِي بِالتَّجَلِّي الْأَعْظَمِ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَهْرِ شَعْبَانَ الْمُكَرَّمِ الَّتِي يُفْرَقُ فِيهَا كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ وَيُبْرَمُ أَنْ تَكْشِفَ عَنَّا مِنَ الْبَلَاءِ وَالْبَلْوَاءِ مَا نَعْلَمُ وَمَا لَا نَعْلَمُ وَأَنْتَ بِهِ أَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

Marfat.com

دعائے نصف شعبان المعظم کا ترجمہ

اے میرے اللہ تو ہی سب پر احسان کرنے والا ہے اور تجھ پر کوئی احسان نہیں کرسکتا اے بزرگی اور مہربانی رکھنے والے اور بخشش کا انعام کرنے والے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی گرتوں کا تھامنے والا بے پناہوں کو پناہ دینے والا اور پریشاں حالوں کا سہارا ہے۔ اے اللہ تو نے مجھے اپنے پاس اُم الکتاب میں بھٹکا ہوا یا محروم یا کم نصیب لکھ دیا ہے تو اے اللہ اپنے فضل وکرم سے میری خواری، بدبختی، راندگی اور روزی کی کمی کو مٹادئے اور اپنے پاس ام الکتاب میں مجھے خوش نصیب وسیع الرزق اور نیک کردے بیشک تیرا یہ کہنا تیری کتاب میں جو تیرے نبی مرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں پہنچی ہے۔ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے بنا دیتا ہے۔ اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے۔ اے خدا تجلی اعظم کا صدقہ اس شعبان المعظم کی رات میں جس میں تمام چیزوں کی تقسیم دنفاذ ہوتا ہے۔ میری بلاؤں کو دور کر جنکو میں نہیں جانتا اور جن سے تو واقف ہے بیشک تو ہی سب سے برتر اور بڑھ کر احسان کرنیوالا ہے اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل واولاد واصحاب پر۔ آمین۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا اے علی رات کو روزانہ پانچ کام کر کے سویا کرو۔

۱۔ چار ہزار دینار صدقہ دیکر سویا کرو۔

۲۔ ایک قرآن پڑھ کر سویا کرو۔

۳۔ جنت کی قیمت ادا کر کے سویا کرو۔

۴۔ دولڑنے والوں کے درمیان صلح کرا کے سویا کرو۔

۵۔ ایک حج کر کے سویا کرو۔

حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ امر محال ہے مجھ سے کب بن سکیں گے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ا۔ چار مرتبہ سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف پڑھ کر سویا کرو اس کا ثواب ۴ ہزار دینار صدقہ دینے کے برابر ہے۔

۲۔ تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر سویا کرو۔ ایک قرآن پڑھنے کا ثواب ہوگا۔

۳۔ تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر سویا کرو۔ جنت کی قیمت ادا ہوگی۔

۴۔ دس مرتبہ استغفار پڑھ کر سویا کرو۔ دولڑنے والوں میں صلح کرانے کے برابر ثواب ہوگا۔

۵۔ چار مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھا کرو۔ ایک حج کا ثواب ملے گا۔

اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب تو میں یہی عملیات کر کے سویا کروں گا۔

Marfat.com

مقدس راتِ دن

رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک رات ایسی بھی رکھی ہے جو ہزار راتوں سے افضل و بہتر ہے۔ اس کے بارے میں قرآن کریم نے فرمایا کہ "اس رات میں جبریل امین اور بہت سے فرشتے اللہ کی جانب سے پیغام سلامتی لیکرزمین پر اُترتے ہیں اور سلام وکلام کا یہ سلسلہ صبح صادق تک جاری رہتا ہے"۔ (سورۃ القدر)

مجموعی طور پر قرآن عزیز نے متفرق مقام پر اس رات کی تعریف میں اس طرح وضاحت کی ہے۔

☆ یہ ایک مبارک رات ہے۔

☆ اس رات کو حکمت والے احکام نازل ہوئے اور آسمان دنیا پر وہ کتاب مبین اُتاری گئی جو ہمیشہ کیلئے انسانوں کو ہدایت اور رہنمائی کا کام دے گی۔

☆ اسی رات میں نورِ خداوندی کی پہلی جھلک سے دنیا کی نگاہیں آشنا ہوئیں۔ اس لئے یہ ہزار راتوں سے بھی افضل ہے۔

☆ اس رات ملائکہ رحمت اور جبریل علیہ السلام ہر امر کے متعلق جو آئندہ سال میں ہونا مقدر ہوتا ہے، اللہ کا حکم لیکرنازل ہوتے ہیں۔

☆ یہ خیر وسلامتی کی ایک رات ہے اور طلوع فجر تک رہتی ہے۔

تھوڑی عبادت زیادہ ثواب

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے بنی اسرائیل کے

Marfat.com

حالات بیان فرمارہے تھے کہ شمعون نامی ایک زاہد کے متعلق فرمایا کہ یہ شخص اپنی کثرتِ عبادت کی وجہ سے ضرب المثل بن گیا تھا۔

اس نے ہزار مہینے عبادت کی، ہر دن روزہ رکھتا، کافروں سے جہاد کرتا، اور رات رات بھر عبادت کرتا، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم کس طرح ایسے شخص کے ثواب کو پہنچ سکتے ہیں، کیونکہ ہماری عُمر کی انتہا زیادہ سے زیادہ ساٹھ ستر برس ہے، جس میں سے تیسرا حصہ تو سونے میں گذر جاتا ہے، کچھ وقت تساہل اور بیماریوں میں ضائع ہوتا ہے، کچھ معاش کی تلاش اور ایسی ہی دوسری احتیاجات میں صرف ہو جاتا ہے، اب عبادت کیلئے کیا بچا؟

یہ سنکر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کچھ افسردہ ہوئے۔ اس پر سورۃ القدر نازل ہوئی۔ مطلب یہ کہ آپ کی اُمت کی عمریں اگرچہ کم ہیں لیکن ہم نے انہیں ایک رات ایسی عنایت فرمائی ہے کہ اس رات کی عبادت ہزار راتوں کی عبادت سے بہتر ہے۔

ابوبکر وراق فرماتے ہیں کہ اس رات کو لیلۃ القدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس رات میں مرتبے والی کتاب مرتبے والے فرشتے کے ذریعہ مرتبے والی امت پر نازل ہوئی، (قدر کے معنی مرتبہ کے ہوتے ہیں)۔

نزول ملائکہ

اس رات نزول ملائکہ اس لئے ہوتا ہے کہ

- فرشتے اس امت کے عبادت گزاروں کو دیکھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بن دیکھے، کس قدر محبت کرتے ہیں۔
- ارواح طیبہ اور افراد قدسیہ کے درمیان انس ومحبت پیدا ہو۔

Marfat.com

- فرشتے ان عبادت گذاروں پر سلام بھیجیں جو رمضان کی ان راتوں میں اپنے معبود حقیقی اللہ رب العزت جل جلالہ کی لگن میں محو عبادت نظر آئیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس رات اپنے قرب کی بشارت سنا کر عبادت کے ذریعہ انہیں قریب تر لاتا ہے۔ان برکات اور عبادات کے حصول کیلئے کون ہے جو دامن نہ پھیلائے اور بے تابانہ آگے نہ بڑھے اور اپنی زندگی کی سب سے زیادہ گرانمایہ متاع، لیلۃ القدر سے اپنی دنیا اور آخرت کی جھولیاں نہ بھرے۔

رحمت ہی رحمت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب شب قدر آتی ہے تو خداوند تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرماتا ہے کہ زمین کی طرف جاؤ اور اپنے ساتھ ساکنانِ سدرۃ المنتہیٰ کو لے جاؤ، چنانچہ سات ہزار فرشتے نور کے نیزے لے کر حضرت جبرئیل امین کی سربراہی میں زمین پر تشریف لاتے ہیں، حضرت جبرئیل زمین پر اپنا نیزہ گاڑ دیتے ہیں اور فرشتے بھی ان چار مقامات پر اپنے اپنے نیزے گاڑ دیتے ہیں ان میں سے ایک مقام کعبہ کے نزدیک ہے۔

دوسرا مقام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ سے متصل ہے۔تیسرا مقام بیت المقدس کے نزدیک ہے اور چوتھا مسجد طور سینا کے نزدیک ہے۔پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام سب فرشتوں سے فرماتے ہیں تم سب پھیل جاؤ، چنانچہ کوئی گھر کوئی مکان اور کشتی (سواری) جہاں مومن مرد عورت ایسی نہیں ہوتی کہ جہاں وہ فرشتے نہ پہنچتے ہوں، سوائے اس گھر کے کہ جہاں کتا، یا سؤر یا

Marfat.com

شراب یا حرامکار، یا تصویر ہو کہ فرشتوں سے ایسے گھر خالی رہتے ہیں۔ پھر یہ تمام فرشتے اللہ کی تسبیح وتہلیل میں لگ جاتے ہیں اور امت محمدیہ کی بخشش کی دعائیں مانگتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے تو وہ سب اوپر جاتے ہیں اور آسمانوں کے فرشتے ہر آسمان پر ان کا استقبال کرتے ہیں، اوران سے پوچھتے ہیں کہ تم کہاں سے آتے ہو اور خداوند کریم اپنے بندوں کی حاجتوں کے بارے میں کیا حکم فرماتا ہے۔ جبرئیل امین فرماتے ہیں، اس ارحم الراحمین نے نیکوں کی شفاعت سے بدکاروں کو بخشنے کا وعدہ فرمایا ہے، تو فرشتے یہ سن کر خوشی سے اللہ کی حمد وثناء میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہیں پھر یہی سوال جواب سدرۃ المنتہیٰ کے رہنے والے فرشتے کرتے ہیں، ان کی خوشی کی آوازیں جنت الماویٰ، جنت عدن، اور فردوس بریں تک پہنچتی ہیں اور عرش الٰہی بھی ان آوازوں کو سنتا ہے تو وہ بھی خوشی میں اللہ کی تسبیح بلند آواز سے کرتا ہے، اللہ رب العزت عرش سے پوچھتا ہے کہ تو نے اپنی آواز کیوں بلند کی ہے۔ عرش عرض کرتا ہے کہ اے رب میں نے امت محمدیہ کی بخشش وشفاعت کے بارے میں سنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے میرے پاس اس قدر خلعت وعطیئے ہیں کہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے اور نہ کسی کان نے سنے اور ان کا خیال کسی آدمی کے دل میں نہ گزرا۔

مصافحہ جبرئیل اوراس کی علامت

کہا گیا ہے کہ شب قدر جبرئیل امین جب آسمان سے اترتے ہیں تو کوئی مسلمان ایسا باقی نہیں رہتا ہے جس کو وہ سلام نہ کہتے ہوں اور اس سے مصافحہ نہ کرتے ہوں۔ مصافحہ جبرئیل کی علامت یہ ہے کہ انسان کے بدن کے

بال کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دل نرم ہوتا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

نزول قرآن

رمضان کی اسی مقدس شب قدر میں لوحِ محفوظ سے قرآن کریم یکبارگی اتارا گیا اور آسمانِ دنیا کے بیت العزت میں رکھا گیا اور جبرئیل علیہ السلام رمضان کے مہینہ میں پورا قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سناتے تھے۔ (غنیۃ الطالبین)

ایک روایت میں آیا کہ شب قدر جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ساتھ جن کے ہاتھ میں سبز جھنڈا ہوتا ہے زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ اس کو پشت کعبہ پر نصب فرماتے ہیں حضرت جبرئیل کے چھ سو بازو ہیں جنہیں وہ شب قدر میں میں پھیلاتے ہیں اور وہ بازو مشرق و مغرب کو گھیر لیتے ہیں اور پھر فرشتے ہر نمازی کے پاس آ کر سلام و مصافحہ کرتے اور اسکی دعا پر آمین کہتے ہیں۔

شب قدر

لیلۃ القدر کا ورود رمضان کے آخری دس روزوں میں ہوتا ہے اور اس کے واقع ہونے کا قوی تر بیان ستائیسویں شب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری طاق راتوں میں تلاش کرو۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے لیلۃ القدر معلوم ہو گئی ہے مگر دو آدمیوں نے غل مچایا تو میں بھلا دیا گیا، تم اسے پچیسویں، ستائیسویں

Marfat.com

اور انتیسویں شب میں تلاش کرو۔ علماء نے فرمایا کہ آخری عشرے کی ہر طاق رات یعنی اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں شب میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہیۓ۔ بالخصوص ۲۷ ویں میں اسے تلاش کرو۔

نوافل واعمال

جو شخص ماہ رمضان کی کسی ایک رات میں نفلوں میں سورہ انا فتحنا (پارہ ۲۶) پڑھے، سب بلاؤں سے اس سال محفوظ رہیگا۔ (غنیۃ)

☆ رمضان میں بعد عشاء تین مرتبہ کلمہ طیب پڑھے ایک مرتبہ پڑھنے سے گناہوں کی مغفرت ہوگی، دوسری دفعہ میں دوزخ سے آزادی اور تیسری دفعہ میں جنت کا مستحق ہوگا۔

شب قدر کے نوافل واعمال

بارہ رکعت ۳ سلام سے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر ایک مرتبہ، سورۂ اخلاص پندرہ مرتبہ پڑھے، سلام کے بعد ستر مرتبہ استغفار پڑھے۔

☆ دو رکعت نماز ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ قدر تین مرتبہ سورۂ اخلاص ۵ مرتبہ، بعد سلام سورۂ اخلاص ۲۷ مرتبہ پڑھ کر گناہوں کی مغفرت طلب کرے تمام پچھلے گناہ معاف ہوں گے۔

☆ چار رکعت نفل، ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ تکاثر ایک بار سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھے۔ موت کی سختی آسان ہوگی اور عذاب قبر معاف ہوگا۔

☆ ۲ رکعت نفل، ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین مرتبہ۔ بعد

سلام کے ۷۰ ستر مرتبہ یہ تسبیح پڑھے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا هُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ. وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ ٥ یہ نماز پڑھنے والا اپنے مصلے سے نہ اٹھے گا کہ اللہ اس کے اور اس کے والدین کے گناہ معاف فرمائیگا اور جب تک یہ جنت کی نعمتیں اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لیگا موت نہ آئے گی۔

☆ ۲ رکعت نفل ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ الم نشرح ایک بار، سورۂ اخلاص تین بار، بعد سلام ۲۷ مرتبہ سورۂ قدر پڑھے۔

☆ چار رکعت ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ قدر تین مرتبہ، سورۂ اخلاص پچاس مرتبہ، بعد سلام سجدہ میں سر رکھ کر ایک مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اسکے بعد جو حاجت دنیاوی یا دینی طلب کریگا وہ انشاءاللہ پوری ہوگی۔

☆ ساتوں حٰمٓ پڑھے، عذاب قبر سے نجات اور مغفرت کیلئے اکسیر ہیں۔

☆ سورۂ ملک ۷ مرتبہ پڑھنا مغفرت کیلئے فضیلت والی ہے۔

☆ رات بھر استغفار، درود شریف اور قرآن مجید کی تلاوت میں کثرت کرے، غسل کرنا، خوشبو لگانا اور نئے کپڑے پہننا مستحب ہے۔ یہ دعا کثرت سے پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ.

جمعۃ الوداع

علما نے لکھا ہے کہ جس شب میں قرآن کریم نازل ہوا اس شب کے علاوہ تمام راتوں سے شب جمعہ افضل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

"اللہ کے نزدیک، سورج۔ کسی بھی دن جمعہ کے دن کی طرح بزرگی کیساتھ طلوع نہیں ہوتا" نیز اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر دن کو اپنی معمولی حالت پر ظاہر فرمائیگا اور جمعہ کو روشن و چمکنے والا ظاہر فرمائیگا اور جمعہ والے جمعہ کو قیامت میں اسطرح گھیرے ہوں گے، جیسے دولھن کو شوہر کے پاس گھیر کر لاتے ہیں وہ انہیں روشنی دیگا جس میں وہ چلیں گے، ان کے رنگ برف کی طرح چمکدار ہونگے، ان کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی گویا کافور کے پہاڑوں میں غوطے لگا رہے ہیں۔ اہل محشر انہیں تعجب سے دیکھیں گے اور نگاہ نہ ہٹا سکیں گے، حتیٰ کہ یہ جمعہ کے عابدین جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (غنیۃ الطالبین)۔ یہ تو عام جمعہ کی فضیلت ہے اور رمضان کا آخری جمعہ جسے جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے اس سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے، جو شخص اس جمعہ کو چار رکعت نفل بعد جمعہ درج ذیل طریقہ پر پڑھے بے انتہا ثواب پائے گا۔

- دو رکعت، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ زلزال ایک مرتبہ، سورۂ اخلاص دس مرتبہ، دوسری میں فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون تین مرتبہ، بعد سلام دس مرتبہ درود شریف۔
- دو رکعت، پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی تین مرتبہ، سورۂ اخلاص پچیس مرتبہ، دوسری میں فاتحہ کے بعد سورۂ تکاثر ایک مرتبہ سورۂ اخلاص دس مرتبہ، بعد سلام درود دس مرتبہ۔

شب عید الفطر

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی رات سے لیا جاتا ہے، جب

Marfat.com

عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ فرشتوں کو تمام شہروں آبادیوں میں بھیجتا ہے وہ اعلان کرتے ہیں جس کو انسانوں اور جنوں کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے کہ "اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس رب کریم کی طرف چل جو بہت زیادہ عطا فرمانیوالا ہے" جب لوگ عیدگاہ کی طرف چلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ "اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جو اپنا کام پورا کر چکا ہے" فرشتے عرض کرتے ہیں "اس کو پوری پوری مزدوری دی جائے" رب العزت فرماتا ہے کہ "اے فرشتو تم گواہ رہو کہ میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی۔ (الترغیب)

عید الفطر کی شب میں اس طرح نفل پڑھیے۔

- چار رکعت دو سلام کے ساتھ۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص ۲۱ مرتبہ۔
- چار رکعت دو سلام سے۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین مرتبہ، سورۂ فلق تین مرتبہ سورہ ناس تین مرتبہ۔ بعد سلام ستر مرتبہ کلمۂ تمجید پڑھ کر گناہوں سے توبہ کرے۔

صدقہ فطر

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بندہ کا روزہ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتا ہے جب تک صدقہ فطر ادا نہ کرے (دیلمی وخطیب وابن عساکر راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ)۔ حضور نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کے گلی کوچوں میں اعلان کر دے کہ صدقۂ فطر واجب ہے (ترمذی)۔ عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے، ہر وہ شخص جو مسلمان آزاد اور

Marfat.com

مالک نصاب ہے اور جس کا نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہے، اس پر صدقہ فطر واجب ہے، اس میں عاقل، بالغ، سال نامی اور سال گذرنے کی شرط نہیں (درمختار) لہذا جو بچہ صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا، اور مجنون، ان پر بھی صدقہ فطر واجب ہوتا ہے اگر یہ اس وقت صاحب نصاب ہوں۔

صدقۂ فطر کی مقدار یہ ہے: گیہوں یا اس کا آٹا دو کلو اور ایک سو گرام یا اس کی قیمت، جن کو زکوۃ دے سکتے ہیں انہیں صدقہ فطر بھی دے سکتے ہیں۔ مسجد کیلئے زکوۃ و فطرہ دینا جائز نہیں، ہاں دینی مدارس کے طلبہ کو یا ان کیلئے دینا جائز ہے۔ فطرہ کی قیمت میں اس آٹے کی رقم دیں جو آپ استعمال کرتے ہیں۔

نماز عید الفطر

نماز عید الفطر مع زائد چھ تکبیروں کے دو رکعت واجب ہے۔ طریقہ نماز یہ ہے۔ نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر واجب مع زائد چھ تکبیروں کے، پیچھے اس امام کے، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف، خاص اللہ تعالیٰ کیلئے، کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے، پھر ثناء پڑھے، پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اب اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ باندھ لے اور مقتدی ہو تو خاموش کھڑا رہے پہلی رکعت کے بعد دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد دوسری سورۃ پڑھی جائے گی مقتدی خاموش رہے، پھر امام قرأت سے فارغ ہونے کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے تین بار اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیگا مقتدی بھی ایسا کرے۔ چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور نماز پوری کرے۔ خطبۂ عید سننا واجب ہے۔ بعد خطبہ و دعا مصافحہ کریں گلے

ملیں اور خوشی کا اظہار کریں۔

عید کی نماز کو جانے سے قبل کچھ شیرینی یا کھجور کھالے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین یا پانچ یا سات کھجوریں تناول فرمائیں، کھجوریں کھانا مستحب ہے اس لئے کہ اس میں شیرینی ہے اور شیرینی اس بینائی کو قوت دیتی ہے جو روزہ سے ضعیف ہو جائے نیز شیرینی دل کو نرم کرتی ہے اور ایمانی مزاج کے موافق ہے۔(ماثبت بالسنۃ)

مستحبات عید الفطر

حجامت بنوانا، ناخن ترشوانا، مسواک کرنا، غسل کرنا، اچھے صاف کپڑے ہو سکے تو نئے پہننا، عید گاہ پیدل جانا، راستے بھر تکبیر کہنا، دوسرے راستے سے واپس آنا یہ سب امور مستحب ہیں۔

لیکچر

۲۲ تا ۲۹ر رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ
4:30 شام، اسلام آباد سے نشر ہوا

جشن نزول قرآن

عنوان ''قرآناً عجباً''

مقرر: مفتی احمد میاں برکاتی

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

انا سمعنا قرآناً عجباً يهدي الى الرشد فآمنابه

تلاوت کردہ حصہ قرآن کریم، سورۃ الجن پارہ نمبر ۲۹ کی آیت نمبر ۱ اور ۲ کا ہے۔ دونوں آیات کا مکمل ترجمہ یہ ہے:

''تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے، میرا پڑھنا، کان لگا کر سنا تو بولے، ہم نے ایک عجیب قرآن سنا، کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے'' (کنزالایمان)

ان مقدس آیات پر گفتگو سے قبل، مناسب ہے کہ جنات کی حقیقت پر روشنی ڈالی جائے، جن ناری مخلوق ہیں، یہ دوسری مخلوق کی طرح جسم رکھتے ہیں اور جان بھی، اسی طرح وہ ذوی العقول بھی ہیں، یعنی عقل وسمجھ دیئے گئے ہیں، قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر، جنات کے مخلوق ہونے کا اور ان کے مکلّف بالعمل ہونے کا ذکر کیا گیا ہے، یعنی، انسانوں کی طرح جنات بھی، نماز روزہ ودیگر احکام کے پابند کئے گئے ہیں۔

سورۃ الذاریات میں ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ وہ میری بندگی کریں، اس کے علاوہ سورۃ رحمٰن

Marfat.com

سورۃ حجر اور سورۃ احقاف میں بھی جنات کا تذکرہ ہے، ان میں بھی توالد وتناسل، یعنی پیدائش، اولاد، نسل بڑھنے کا سلسلہ ہے، کھاتے پیتے، جیتے مرتے ہیں۔ ان کے اشرار یعنی بُروں کو شیاطین کہتے ہیں، یعنی شیطان جنات کی ایک قسم ہیں، جنات کے وجود کا انکار، خلاف اسلام اور کفر ہے، ان میں سے بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ وہ جو شکل چاہیں بن جائیں۔

رسول الثقلین، نبی الحرمین ﷺ، جن وانس سب کے نبی ہیں، جنات نے کئی مرتبہ بارگاہ اقدس ﷺ میں حاضری دی ہے، علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، علامہ سید آلوسی، علامہ قرطبی اور دیگر مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ جنات نے حضور نبی کریم ﷺ سے چھ (٦) مرتبہ ملاقات کی ہے اور مختلف احادیث میں مختلف ملاقاتوں کا ذکر ہے، ان احادیث میں نہ تعارض ہے، نہ تضاد اور نہ پریشان ہونے کی کوئی وجہ۔ ان میں سے پہلی حاضری وہی ہے، جس کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے جو تلاوت کی گئیں، اس بات پر سب علماء متفق ہیں کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی، لیکن مکی زندگی کے کس دور میں ہوئی، اس کا تعین مشکل ہے، البتہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے، یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ اس کا نزول مکی زندگی کے ابتدائی دور میں ہوا۔ اس روایت کا خلاصہ یہ ہے:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں، حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ، تبلیغ کی غرض سے، اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف روانہ ہوئے، یہ وہ وقت تھا، جب جنات کا آسمان کی طرف پرواز کرنا بند ہو گیا تھا، وہ آسمان کی طرف جانے کی کوشش کرتے، تو شہابِ ثاقب (آسمانی انگارے) ان کا تعاقب کرتے، جنات نے اس کا ذکر ابلیس سے آکر کیا، وہ بولا ضرور کوئی ایسا واقعہ رونما ہوا ہے، جس کی وجہ سے آسمان کی طرف تمہارا چڑھنا روک دیا گیا ہے، اس لئے زمین کے مشرق و مغرب میں پھیل جاؤ، زمین کا گوشہ گوشہ چھان ڈالو اور اس واقعہ کا سراغ لگاؤ، جنات کا وہ گروہ جو تہامہ

کے علاقہ میں چکر لگانے آیا تھا، انھوں نے نخلہ کے مقام پر، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو، صبح کی نماز ادا کرتے پایا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت قرآنِ کریم کی تلاوت فرما رہے تھے، جنات نے جب کلام الٰہی سنا تو کہنے لگے، بخدا یہ وہی چیز ہے، جس کی وجہ سے ہمیں روک دیا گیا ہے، پھر وہ اپنی قوم کی طرف آئے اور جو سنا تھا انھیں جا کر بتا دیا اور اپنے ایمان لانے کا اعلان کر دیا، اللہ تعالیٰ نے سورت نازل فرمائی اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنات کی آمد اور ان کے دیگر احوال کے بارے میں آگاہ فرما دیا۔

حضرت ابن عباس سے دوسری روایت بھی ہے، جس میں طائف سے واپسی کے وقت، نخلہ میں قیام اور جنات کی حاضری کا بیان ہے، طائف کا سفر ۱۰ھ نبوی میں پیش آیا، اس سفر میں حضور کے ہمراہ صرف حضرت زید بن حارثہ تھے، یہ دو الگ الگ واقعات ہیں، آیات قرآنی سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے، کیونکہ اس سورت میں جن، جنات کا ذکر ہے وہ مشرک اور بے دین تھے اور جن کا ذکر سورۃ احقاف میں ہے وہ، انبیاء اور آسمانی کتابوں پر ایمان رکھنے والے تھے۔

کتب احادیث میں جنات کی حاضری کے بارے میں متعدد روایات ہیں، محدثین کی تحقیق یہ ہے کہ جنات چھ مرتبہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے ہیں، ان میں سے ایک کا تذکرہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کیا ہے: فرماتے ہیں،

ایک روز نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز ادا کی، مسجد سے باہر تشریف لائے، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور چل پڑے یہاں تک کہ ہم ایک مقام پر پہنچے، تو حضور نے مجھے ایک جگہ بٹھا دیا اور میرے اردگرد ایک خط کھینچ دیا اور فرمایا اس سے ہرگز باہر نہ نکلنا، چنانچہ میں وہاں بیٹھ گیا، کئی لوگ میرے پاس سے گزرتے رہے، حضور سحری کے وقت تک تشریف نہ لائے، پھر مجھے طرح طرح کی آوازیں سنائی دینے لگیں، یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ پہنچ گئے، میں نے عرض کی" میرے آقا رات بھر آپ کہاں تشریف فرما رہے ہیں؟" فرمایا" مجھے آج جنات کو اسلام کی

Marfat.com

دعوت دینے کے لئے بھیجا گیا تھا" میں نے دریافت کیا، یہ آوازیں کیسی تھیں؟ فرمایا" یہ ان جنوں کی آوازیں تھیں، وہ مجھے الوداع کہہ رہے تھے اور سلام عرض کر رہے تھے۔

تلاوت کردہ آیات میں، جن آیات کے سننے کا تذکرہ جنات کی زبانی ارشاد فرمایا گیا ہے، وہ سورۃ اقراء یا سورۃ طٰہٰ کی آیات ہیں جب جنات کا ایک گروہ، ادھر سے گزرا اور سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی آواز جب انھوں نے سنی تو وہاں رک گئے، بڑی خاموشی اور توجہ سے اس کو سنتے رہے، اس کلام مقدس کے سننے سے ان کے دل کی دنیا بدل گئی، غفلت کے پردے چاک ہو گئے اور نور ایمان سے ان کے سینے روشن ہو گئے، دولت ایمان سے مالا مال ہو کر، جب وہ اپنے قبیلے میں پہنچے تو انھوں نے قبیلے والوں کو بتایا کہ ہمارے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے اور ہم نے کفر و شرک سے توبہ کر لی ہے، تمھارے لئے بھی یہی بہتر ہے کہ تم جن گمراہیوں میں مبتلا ہو ان سے برائت کا اظہار کرو اور اس رسول مکرم ﷺ کی دعوت کو قبول کر لو۔ اللہ تعالیٰ نے ان جنات کی آمد، قرآن کریم کو غور سے سننے اور پھر اپنے قبیلے میں جا کر تمام ماجرا بیان کرنے کے سارے حالات، بذریعہ وحی اپنے نبی اکرم نور مجسم ﷺ کو بتا دیئے اور حکم دیا کہ آپ سب لوگوں میں اس کا اعلان کریں،

آیت میں کلمہ اِستَمَعَ استعمال ہوا ہے، عربی زبان میں صرف آواز سننے کو سَمِعَ کہتے ہیں اور استمع کے معنی غور اور توجہ سے سننا ہے اور اسی غور و تدبیر سے سننے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کو ہدایت نصیب ہو گئی، اس کلام پاک کا یہی اعجاز ہے کہ جو اسے توجہ سے پڑھتا ہے یا سنتا ہے، اس کی تاثیر اس کے دل میں اثر کر جاتی ہے اور وہ ہدایت پا جاتا ہے، جنات نے، قرآن کریم سنکر، اسے قرآناً عجبا کہا، اور قبیلہ میں جا کر بتایا کہ ہم نے ایک عجیب و غریب قرآن سنا ہے، جو ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ہم تو اس سے اتنے متاثر ہوئے ہیں کہ سنتے ہی اس پر ایمان لے آئے ہیں اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم عمر بھر کبھی اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھرائیں گے۔

Marfat.com

عجباً مصدر ہے، بمعنی عجیب، اس میں مبالغہ ہے، یعنی یہ کلام اتنا عجیب ہے کہ ہم نے آج تک ایسی فصاحت و بلاغت نہ دیکھی ہے، نہ تبلیغ حق کا کہیں ایسا انوکھا انداز نظر آیا۔ الفاظ ہیں تو ایسے جیسے سچے موتیوں کی لڑیاں ہوں اور معانی ہیں تو ایسے ارفع ایسے بلند کہ فکر وہاں تک پہنچ نہ سکے اور اثر ایسا ہے کہ دل خود بخود کھنچتا چلا آئے، قرآن اپنے معانی، مفہوم، وضاحت اور خوش کلام میں یگانہ اور بے مثل ہے اور مخلوق کے کلام کو اس سے کوئی نسبت نہیں۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنات پہلے مشرک تھے، قرآن کریم سننے سے جب نور ایمان ان کے دلوں میں چمکا تو انھوں نے تمام خرافات کو دور پھینک دیا۔ سورۃ الاحقاف میں، جن جنات کا ذکر ہے وہ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے پیروکار تھے اور اہلِ کتاب تھے، اس لئے وہ واقعہ اس واقعہ سے الگ ہے، ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنات میں بعض مومن ہوتے ہیں، بعض کافر۔ اور انسانوں کی طرح یہ بھی پابند ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور اپنے زمانہ کے نبی کی اطاعت کریں اور نبی جو دین لائے اس کی اطاعت کریں۔ ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنات میں سے نبی مبعوث نہیں کئے جاتے تھے بلکہ وہ انسانوں کے نبیوں کے ہی پیروکار ہوتے ہیں

بعض تفسیروں میں ہے کہ ان آیات میں جن جنات کا تذکرہ ہو رہا ہے، وہ نصیبین کے رہنے والے تھے جو ''میسوپوٹامیا'' کا ایک شہر ہے، امام شعبی کا قول ہے کہ یہ جنات موصل (جزیرۃ) کے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ نصیبین یمن کی ایک بستی ہے، (الحسنات بحوالہ تفسیر کبیر)۔ وادیٔ نخلہ کہ جہاں یہ سننا پایا گیا، مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ہے۔ آیت میں نَفَرٌ مِنَ الجِنِّ آیا ہے، یعنی کچھ جنوں نے سنا، نفر کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ تین اور دس کے درمیان کے عدد پر بولا جاتا ہے، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ سات جن یا نو جن تھے۔ شعبی سے بھی یہی منقول ہے نفر کا لفظ دس سے کم پر بولا جاتا ہے۔ المجمل میں ہے کہ رھط اور نفر کے الفاظ چالیس تک عدد کے لئے استعمال ہوتے ہیں اور ان میں فرق

یہ ہے کہ رھط کا تعلق ایک باپ کی اولاد سے ہوتا ہے اور نفر کا اطلاق کسی قوم پر ہوتا ہے۔

خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ قرآن جن وانس دونوں کے لئے بھلائی کی راہ بتاتا ہے، یعنی قرآن سے حق اور صواب سیدھا راستہ ملتا ہے وہ احکام الٰہی جو دلیل وعقل سے ثابت وروشن ہیں، قرآن کریم سے ملتے ہیں، دوسرا قول یہ ہے کہ قرآن کریم توحید باری تعالیٰ اور ایمان کی طرف راہ نمائی فرماتا ہے، تو ایسے مؤثر کلام کے نزول کا جشن منانا، مکلفین کا فریضہ ہے۔

محمد عاطف

سوال: میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جن کو جن کیوں کہتے ہیں؟

جواب: دراصل جِنّ خود جمع ہے، اس کا واحد جِنّیؔ ہے، جس طرح روم کا واحد رومی ہے، علامہ راغب اصفہانی اس لفظ کی تشریح میں لکھتے ہیں اصل الجن سَتر الشئ عن الحاسّة کسی چیز کے حواس سے پوشیدہ ہونے کو جن کہتے ہیں، جیسے کہ ماں کے شکم میں حمل کو جنین کہتے ہیں، دل کو جنان کہتے ہیں، جو سینے میں پوشیدہ ہوتا ہے، مجنة ڈھال کو کہتے ہیں، جو انسان کو دشمن کے وار ، سے چھپالیتی ہے۔ چونکہ جن انسان کی آنکھ سے پوشیدہ ہوتے ہیں اسی لئے ان کو جن کہتے ہیں۔

جواد رضا

سوال: آپ کی تقریر سے یہ تاثر ملتا ہے کہ بعض ایسے لوگ بھی ہیں، جو جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں، وہ کون لوگ ہیں اور ان کے انکار کی وجہ کیا ہے؟

جواب: ہاں یہ حقیقت ہے کہ زمانہ قدیم میں بھی یونانی فلاسفروں کا خیال یہ تھا کہ جنات کا کوئی وجود نہیں ہے، اور آج بھی متجددین جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ جنات کے بارے میں جو قصے اور واقعات عوام میں مشہور ہیں، یہ سب توہمات کی گلکاری ہے۔ قرآن کریم میں جن کا جو لفظ مذکور ہے، ان کے نزدیک اس سے مراد کوئی الگ

Marfat.com

مخلوق نہیں بلکہ انسانوں کے ان گروہوں کو جن کہا گیا ہے جو جنگلوں، صحراؤں اور پہاڑوں میں آباد ہیں، کیونکہ عام آبادیوں میں دکھائی نہیں دیتے اور نگاہوں سے اوجھل رہتے ہیں اس لئے انہیں جن کہا گیا اور یہی جن کا لغوی مفہوم ہے یا جنات سے وہ انسان مراد ہیں جو کھل کر قرآن کریم سننے کی جرات نہیں کرتے ہیں بلکہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر قرآن کریم سنتے تھے لیکن یہ اقوال باطل ہیں، اس لئے کہ قرآن کریم کی متعدد آیات ان کے الگ مخلوق ہونے کی شہادت دے رہی ہیں، جس کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے۔ سورۃ رحمٰن میں ہے

خلق الانسان من صلصال کالفخارہ و خلق الجان من مارج من نار۔

انسان کو ٹھیکری کی طرح بجتی مٹی سے پیدا کیا گیا اور جن کو آگ کے شعلوں سے پیدا کیا گیا۔ نیز جنات کی تخلیق انسان سے بہت پہلے ہوئی تھی، شیطان جنوں کا ہی ایک فرد تھا جو تخلیق آدم کے وقت موجود تھا۔

عاشق حسین

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ جنات کو غیب کا علم ہوتا ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟

جواب: اسی سورۃ جن کے آخر میں اس حقیقت کو بیان فرمایا گیا کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے مخصوص ہے، جب تک وہ کسی کو علم غیب نہ دے اسے کوئی نہیں جان سکتا، اور یہ علم غیب جنوں، ساحروں اور کاہنوں کو نہیں تعلیم کیا جاتا، یہ نعمت فقط اُن رسولوں کو مرحمت فرمائی جاتی ہے، جن کو اللہ تعالیٰ اس شرف کے لئے چن لیتا ہے۔

نعمان رضا

سوال: جنات نے اپنے قول میں جو عجبا کہا اس کے ایک معنی تو آپ نے بیان فرما دیئے ہیں کہ عجیب قرآن سنا، قرآن کریم میں ایسی کونسی سے چیزیں ہیں جو عجیب ہیں؟ ذرا تفصیل سے ارشاد فرمائیں۔

Marfat.com

جواب: قرآن کریم میں ایسی بے شمار چیزیں ہیں، جن کو عجائب القرآن کہا جاتا ہے اور مفسرین نے ان میں سے بہت سے عجائب کو الگ جمع فرمایا ہے، ایک طائرانہ نگاہ ڈالیں تو آپ دیکھیں گے، کہ عصائے موسیٰ علیہ السلام...... جنتی لاٹھی...... عصا کا اژدھا بن جانا...... عصا مارنے سے چشمے جاری ہو جانا...... عصا کی مار سے دریا پھٹ جانا...... دوڑنے والا چوکور پتھر...... ید بیضاء یعنی روشن ہاتھ...... من وسلوی...... بارہ ہزار یہودیوں کا بندر ہو جانا...... دنیا کی سب سے قیمتی گائے، جس کی قیمت چمڑا بھر سونا تھی...... ستر ہزار مردوں کا زندہ ہو جانا...... سو سال تک مردہ رہکر زندہ ہو جانا...... تابوت سکینہ...... ذبح ہو کر زندہ ہو جانے والے پرندوں کا تذکرہ...... طالوت کی بادشاہی...... محرابِ حضرت مریم سلام اللہ علیہا...... مقام ابراھیم وغیرہ۔ یہ سب عجیب چیزیں ہیں۔ جن کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے تو اس لحاظ سے بھی قرآناً عجباً ہوا۔

Marfat.com

ثواب کے متفرق راستے

نماز کے بارے میں مختلف علماء کرام کتابیں اور رسالے لکھ چکے ہیں، نماز کے جملہ مسائل سیکھنا سب پر فرض ہے کہ نماز دین کا ستون ہے اور مومنوں پر فرض عین ہے۔ زیر نظر مضمون میں چند ایسے ضروری مسائل کا تذکرہ ہے، جن پر عام طور پر لوگ توجہ نہیں دیتے یا ان کو علم نہیں ہوتا۔

وتر

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک نماز سے تمہاری مدد فرمائی کہ وہ سرخ اونٹوں سے بہتر ہے وہ وتر ہے۔ (ابو داؤد۔ترمذی)

اللہ تعالیٰ وتر ہے، وتر کو محبوب رکھتا ہے، لہٰذا اے قرآن والو وتر پڑھو۔ (ابوداؤد و ترمذی)۔ وتر کی تین رکعتیں واجب ہیں۔ فرض یا سنت نہیں۔ وتر عشاء کے فرض اور دو سنت، دو نفل پڑھ کر پڑھے جاتے ہیں۔ اگر قصداً یا سہواً نہ پڑھے تو قضا لازم ہے ان تینوں رکعتوں میں مطلقاً قرأت فرض ہے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ ملانا اور تیسری رکعت میں قرآت کے بعد رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھانا اور تکبیر کہنا اور پھر ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے۔ وتر کی نماز قضا ہو گئی تو قضا پڑھنی واجب ہے، قضا میں بھی دعائے قنوت پڑھے۔ دعائے قنوت سے مراد وہ خاص دعا نہیں جو دعائے قنوت کے نام سے مشہور ہے بلکہ کوئی دعا جو جس کو قنوت کہہ سکیں پڑھ لے۔

وتر کی نیت

نیت دل کے پکے ارادے کو کہتے ہیں۔ زبان سے کہنا مستحب ہے۔ اس میں عربی کی تخصیص نہیں، فارسی اردو میں بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن بہر حال نیت میں ماضی کا صیغہ ہونا چاہئے، مثلاً نویت یا نیت کی میں نے۔ (درمختار) وتر کی نیت اس طرح ہوگی "نیت کی میں نے تین رکعت نماز وتر واجب، واسطے اللہ تعالیٰ کے (چونکہ اس کا وقت مقرر ہوتا ہے لہذا یہاں وقت کا ذکر ضروری نہیں) منہ کعبہ شریف کی طرف اور (رمضان میں اگر با جماعت ہے تو امام یہ لفظ اور زائد کرے "میں امام جماعت کا" اور مقتدی یہ بڑھائے "میں پیچھے اس امام کے" اللہ اکبر.

دعائے قنوت

مشہور دعائے قنوت یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ؕ

الٰہی ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور مغفرت چاہتے ہیں اور تجھ پر توکل کرتے ہیں اور بھلائی کیساتھ تیری ثناء کرتے ہیں اور ہم تیرا شکر کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے اور ہم جدا کرتے اور اس شخص کو چھوڑتے ہیں

Marfat.com

جو تیری نافرمانی کرے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے اور تیری طرف دوڑتے ہیں ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو اسے یاد کرنا چاہئے کہ اس کا پڑھنا خاص سنت ہے اور جب تک یاد نہ ہو رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھ لیا کرے۔ یہ بھی یاد نہ ہو تو اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ تین بار کہہ لیا کرے یہ بھی نہ آئے تو صرف يَا رَبِّ تین بار کہہ لے واجب ادا ہو جائیگا۔ قُلْ هُوَ اللهُ شریف پڑھنے سے بھی یہ واجب ادا ہو جائے گا۔ (جیسے کہ بعض عوام پڑھتے ہیں)۔ رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔ اس کے علاوہ اور دنوں میں وتر جماعت سے نہ پڑھے (درمختار۔ عالمگیری) حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ، دوسری میں قل یاایھا الکفرون اور تیسری میں قل ھواللہ احد پڑھتے تھے۔ (راوی حضرت عائشہ، ابوداؤد ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب وتر میں سلام پھیرتے تو تین بار سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کہتے اور تیسری بار بلند آواز سے کہتے۔ (راوی۔ ابی بن کعب۔ ابوداؤد۔ نسائی)

تراویح

تراویح وہ نماز ہے جو رمضان میں، نماز عشاء کے بعد، وتر سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اس کو تراویح اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی ہر چار رکعت کے بعد

Marfat.com

صحابہ و تابعین جنہوں نے پہلے اس نماز پر اجماع کیا، آرام کیا کرتے تھے۔ تراویح، ترویحہ کی جمع ہے معنی ایک دفعہ آرام کرنا۔

بیس رکعت

تراویح کی بیس رکعت مسنون ہونے میں صحابہ، تابعین اور ائمہ مجتہدین کا اتفاق چلا آتا ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام زمانہ تابعین میں بھی مشہور تھا۔ چنانچہ ابوالخصیب تابعی فرماتے ہیں کہ سوید بن غفلہ رمضان میں ہمیں ۵ ترویحہ (بیس رکعت) نماز پڑھایا کرتے تھے۔ (آثار السنن بحوالہ بیہقی) تراویح مرد و عورت سب کیلئے بالا جماع سنت موکدہ ہے، اس کا ترک جائز نہیں (درمختار وغیرہ) اس کا وقت طلوع فجر تک ہے۔ مستحب یہ ہے کہ تہائی رات تک تاخیر کریں اور آدھی رات کے بعد پڑھیں تو بھی کراہت نہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار)

تراویح کا ثواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایمان اور طلب ثواب کے ساتھ، رمضان کا قیام کرے اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں (بخاری۔ مسلم۔ نسائی۔ احمد) امام نووی نے شرح مسلم میں اور دیگر محدثین نے قیام رمضان سے تراویح مراد لی ہے، (اگرچہ اس میں اور بھی اذکار آجاتے ہیں) حضور علیہ السلام نے بھی تین دن تراویح با جماعت پڑھائی ہے۔ پھر چوتھے روز آپ نہ نکلے اور صبح کو فرمایا کہ میں ڈر گیا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے (بخاری) اس سے معلوم ہوا کہ نماز تراویح فرض نہیں سنت ہے۔ حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی صحابہ کرام یہ نماز باجماعت پڑھتے تھے۔تراویح کے متعلق حضور نے فرمایاسنت لکم قیامہ میں نے اس کا قیام تم پر سنت کیا(ابن ماجہ)۔ یزید بن رومان فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر کے زمانہ میں ۲۳ رکعت (تراویح) پڑھتے تھے۔(۲۰ رکعت تراویح اور ۳ وتر) یہ حدیث امام مالک نے مؤطا میں نقل کی ہے اور بیہقی نے سُنن کبریٰ میں اسے روایت کیا۔ بے شمار احادیث سے بیس رکعت تراویح کا ثبوت موجود ہے۔

تراویح کا طریقہ

تراویح کی بیس رکعتیں دس سلام سے دو دو کر کے پڑھے۔تراویح کی نیت اس طرح کرے ''نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت تراویح، واسطے اللہ تعالیٰ کے، منہ کعبہ شریف کی طرف''، (مقتدی یا امام وہ الفاظ زیادہ کہیں جو وتر کی نیت میں گذرے) اللہ اکبر، اگر جماعت میں ہیں تو قرأت سنیں، تنہا ہیں تو جیسے اور نمازیں پڑھی جاتی ہیں اسی ترتیب سے پڑھیں، اس صورت میں اگر ختم قرآن ممکن نہ ہو تو سورتوں سے تراویح پڑھیں، اور اس کیلئے بعضوں نے یہ طریقہ لکھا ہے کہ الم ترکیف سے قل اعوذ برب الناس تک (دس سورتیں) ان کو دوبارہ پڑھنے میں بیس رکعتیں ہو جائیں گی (عالمگیری) احتیاط یہ ہے کہ تراویح میں، تراویح، یا سنت وقت یا قیام اللیل کی نیت کرے باقی سنتوں میں سنت یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی نیت کرے۔ اگرچہ اصح یہ ہے کہ نفل و سنت و تراویح میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے۔(ہماری نماز بحوالہ منیۃ المصلی)

دعائے تراویح

ہر چار رکعت پر اتنی دیر تک بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھیں، اگر لوگوں پر گراں ہو تو اس سے کم بھی بیٹھ سکتے ہیں۔ اس بیٹھنے میں اختیار یہ ہے کہ چپ رہے یا کلمہ پڑھے یا تلاوت کرے یا درود شریف پڑھے یا یہ تسبیح پڑھے۔ سُبحانَ ذِی الْمُلکِ وَالمَلَکُوت، سُبحان ذی العِزَّۃِ وَالعَظمۃِ وَالھَیْبَۃِ وَالقُدْرَۃِ وَالکِبرِیاءِ وَالجَبَرُوْت ، سُبحانَ الْمَلِکِ الحَیِّ الذِی لَایَنَامُ ولا یموتُ سُبُّوحٌ قُدوسٌ رَبُّنَا وَ ربُّ الْملائکۃِ والرُّوحِ ، اَللھُمَّ اَجِرنَا من النَّارِ یا مُجِیْرُ یا مجیرُ یا مجیرُ.

سنت غیر موکدہ

سنت غیر موکدہ وہ ہے کہ شریعت کی نظر میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے چھوڑنے کو ناپسندیدہ رکھے، مگر اس حد تک نہیں کہ اس پر تاکید کی ہو یا اس کے چھوڑنے پر وعید فرمائی ہو۔ عام ازیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی یا نہیں، اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادتاً ہو عتاب کا موجب نہیں۔

سنت غیر موکدہ یہ ہیں۔ ۴ رکعت قبل عصر، ۴ رکعت قبل عشاء،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے (احمد، ابوداؤد، ترمذی) دوسری جگہ فرمایا جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے اسے آگ نہ چھوئے گی۔ اللہ تعالیٰ اسکے بدن

Marfat.com

کو آگ پر حرام فرمادیگا۔ (طبرانی) عشاء سے پہلے اور عشاء کے بعد چار چار رکعتیں پڑھنا مستحب ہے (تنویر الابصار) اسمیں بعد والی سے مراد دو سنت موکدہ اور دو نفل ہیں۔

سنت غیر موکدہ کا طریقہ

نیت کا طریقہ پیچھے گذرا۔ جو سنت موکدہ چار رکعتی ہیں اس کے قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے، اگر بھول کر درود شریف بھی پڑھ لیا تو سجدہ سہو بھی کرے اور اُن سنتوں میں جب تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو تو سبحانک اور اعوذ بھی نہ پڑھے۔

اور ان کے علاوہ اور چار رکعت والے نوافل (جن میں عصر اور عشاء کی سنت غیر مؤکدہ بھی شامل ہیں) کے قعدۂ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں سبحانک اور اعوذ بھی پڑھے (گویا صرف سلام نہیں پھیرنا باقی پوری نماز پڑھنی ہے)۔

مرد وعورت کی نماز کا فرق

عورتیں بھی اس طرح نماز پڑھیں جیسے نماز کا طریقہ بیان کیا جاچکا ہے لیکن چند چیزیں مرد وعورت کی نماز میں مختلف ہیں۔ عورتیں ان کا خیال رکھیں جو نیچے لکھی جاتی ہیں۔

ا۔ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو ہاتھ کانوں تک اٹھانا چاہئے اور عورتوں کو ہاتھ کندھوں تک اٹھانا چاہئے۔

۲۔ بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہئے اور عورتوں کو سینے پر۔

Marfat.com

۳۔ مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہیے اور داہنے ہاتھ کی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہیے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہیے، حلقہ بنانا اور پکڑنا نہ چاہیے۔

۴۔ مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھکنا چاہیے کہ سر اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہیے بلکہ صرف اس قدر جس سے ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

۵۔ مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کیے یعنی ملا کر۔

۶۔ مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہیے اور عورتوں کو ملی ہوئی۔

۷۔ مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں اور بازو بغلوں سے جُدا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو ملا ہوا۔

۸۔ مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنا چاہیے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔

۹۔ مردوں کو سجدے میں دونوں پیر کی انگلیوں کے پیٹ زمین پر رکھنا چاہیے اور عورتیں دونوں پاؤں داہنی طرف نکال لیں۔

۱۰۔ مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پاؤں پر بیٹھنا چاہیے اور داہنے پاؤں کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بائیں سرین (کولہوں) کے بل بیٹھنا چاہیے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینا چاہیے۔

Marfat.com

مسئلہ: ۔ عورتوں پر اذان اور اقامت نہیں ہے۔ خواہ وہ نماز تنہا پڑھیں خواہ جماعت سے۔

روزہ

روزہ ۲ھ شعبان میں فرض ہوا۔ رمضان کا چاند ہونے کے بعد ہر مسلمان عاقل، بالغ، مقیم، صحتمند پر روزہ فرض ہے۔ روزہ، سحری، افطار کے متعلق بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں، جو مختلف کتابوں میں دیکھے جاسکتے ہیں، ذیل میں ہم صرف ان چیزوں کا بیان کرتے ہیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مفسدات روزہ

ہر وہ چیز جو کھائی یا پی جاتی ہے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، لہذا پان کھایا یا تمبا کو کھایا،، اگر چہ پیک تھوک دی ہو، ایسی چیز منہ میں رکھی جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں منہ میں رکھی اور تھوک نگل گیا۔ دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے برابر تھی اسے کھا گیا یا کم ہی تھی مگر منہ سے نکال کر پھر کھا گیا۔ دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے گیا اور مزہ حلق میں محسوس ہوا۔ روزہ میں دانت اکھڑوایا اور خون حلق سے نیچے اتر گیا۔ کان میں تیل ڈالا، یا اتفاقیہ چلا گیا۔ حقنہ لیا یا نتھنوں سے دوا چڑھائی۔ کلی کرتے وقت بلا قصد پانی حلق سے اتر گیا، یا ناک میں چڑھایا اور دماغ میں چڑھ گیا۔ سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھا لیا۔ یا منہ کھولا تھا کہ پانی کا قطرہ یا اولا حلق میں چلا گیا۔ منہ میں رنگین ڈورا یا کاغذ رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر اس تھوک کو نگل لیا۔ روزہ دار نے مبالغہ کے ساتھ استنجا کیا۔ عورت نے شرم گاہ میں پانی یا تیل ڈالا یا ٹپکایا۔ عورت نے پیشاب کے

Marfat.com

مقام پر روئی یا کپڑا رکھا اور بالکل باہر نہ رہا۔ گھاس، روئی، کاغذ، کنکر، پتھر، مٹی وغیرہ کھالی۔ عورت کا بوسہ لیا، یا اسے بھینچا، یا گلے لگایا اور انزال ہو گیا۔ قصداً قے کی جو منہ بھر ہے اور روزہ دار ہونا یاد ہے، بلا اختیار قے ہو گئی اور منہ بھر ہے اور اس نے لوٹائی اگرچہ اس میں سے صرف چنے برابر حلق سے اتری۔ ان تمام صورتوں میں روزہ جاتا رہا۔ کفارہ لازم نہ آیا (درمختار)

روزہ میں انجکشن کا حکم

انجکشن سے براہ راست معدہ یا دماغ میں کوئی چیز نہیں پہنچتی اسلئے یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اس سے روزہ جاتا رہیگا۔ البتہ تقویت بدن یا غذائیت کا انجکشن لیا تو روزہ کا مقصد ہی ختم ہو گیا تو اب روزہ جاتا رہیگا اور قضا لازم آئے گی۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں اس سے پرہیز کیا جائے۔ البتہ کوئی مجبوری ہو تو رخصت ہے۔ (ہمارا اسلام حصہ ۸ از مفتی اعظم سندھ)

زکوۃ

زکوۃ دین کا فرض اعظم اور ارکان اسلام میں سے تیسرا اہم رکن ہے۔ یہ فرض مسلمانوں پر ہجرت کے بعد لازم کیا گیا۔ قرآن عظیم میں جگہ جگہ نماز کیساتھ اس کا ذکر کیا گیا ہے، زکوۃ دینے والے اللہ کے محبوب بندے شمار ہوتے ہیں اور جی چُرانے والوں کا حشر خراب، مال برباد، ادا نہ کرنے والا سخت ناشکرا، گنہگار اور آخرت میں ملعون ہے، زکوۃ فرض ہونے کی چند شرطیں ہیں۔ مسلمان، عاقل، آزاد، بالغ ہو، مال بقدر نصاب ملک میں ہو، مال پر قبضہ بھی ہو، قرض سے فارغ ہو، حاجت اصلیہ سے فارغ ہو، مال بڑھنے والا ہو، نصاب پر

ایک سال کامل گزر گیا ہو۔ سونے چاندی میں مطلقاً زکوۃ واجب ہے جب کہ بقدر نصاب ہو۔ ان کے علاوہ باقی چیزوں پر اس وقت واجب ہے کہ ان میں تجارت کی نیت ہو، نقد روپیہ پیسہ سونے چاندی کے حکم میں ہے۔ سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے بارہ مہینہ جب بھی پورے ہو جائیں وہی مہینہ تاریخ گھنٹہ منٹ اس کیلئے زکوۃ کا سال ہے۔ شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے تو درمیان میں کم ہونے کا اثر نہیں پڑیگا زکوۃ واجب ہے۔ زکوۃ میں نیت اور اخلاص شرط ہے۔ زکوۃ میں کسی کو مالک کر دینا ضروری ہے۔ زکوۃ کا روپیہ مردہ کے کفن دفن، مسجد کی تعمیر، میت کا قرض ادا کرنے، پل، مسافر خانہ، سبیل، سڑک، ہسپتال اور کنواں کھدوانے میں صرف نہیں ہو سکتا۔

زکوۃ کا نصاب

سونے کا نصاب بیس مثقال، ساڑھے سات تولہ، ۸۷٫۴۷۹ گرام ہے۔ چاندی کا، دوسو درہم، ساڑھے باون تولہ، ۶۱۲٫۳۵۰ گرام ہے۔ سونے چاندی کی زکوۃ میں وزن کا اعتبار ہے، قیمت کا نہیں۔ ہاں جب وزن میں نصاب بن جائے تو وہ قیمت لگائیں جو اس وقت بازار میں چل رہی ہے اور پھر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ دیں، یعنی ہر سو پر ڈھائی روپیہ اور ایک ہزار پر پچیس روپیہ، پانچ ہزار پر سوا سو روپیہ، دس ہزار پر ڈھائی سو روپیہ۔ اسی طرح مال تجارت کی قیمت جب سونے چاندی کے نصاب کی قیمت تک پہنچے تو ڈھائی فیصد زکوۃ ہے۔ مال تجارت میں سال گذرنے پر جو قیمت ہے اس کا اعتبار ہے مگر شرط یہ ہے کہ شروع سال میں اس کی قیمت ۲۰۰ درہم کی قیمت سے کم نہ ہو۔ اسی طرح اونٹ، گائے، بکری، بھینس پر بھی زکوۃ ہے۔ کھیتی اور پھلوں اور عشری

Marfat.com

زمین پر بھی زکوۃ ہے، جس کو عشر کہتے ہیں، جن کا ذکر کتابوں میں موجود ہے۔ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ ان لوگوں کو زکوۃ دے سکتے ہیں۔ فقیر، مسکین۔ بادشاہ اسلام کی طرف سے زکوۃ وعشر وصول کرنے والا عامل، مقروض، فی سبیل اللہ (مجاہد، حج پر جانے والا، مگر یہ سوال نہ کرے، دین کا طالب علم) ابن السبیل مسافر۔ ان لوگوں کو زکوۃ نہیں دی جاسکتی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی، بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسہ نواسی، وغیرھم کو۔ اپنے شوہر کو، اپنی بیوی کو، مالک نصاب کو، مالدار کے نابالغ بچے کو، بنو ہاشم کو (اس سے مراد حضرت علی، جعفر وعقیل اور حضرت عباس، وحارث بن عبدالمطلب کی اولاد ہیں) اور یوں ہی بد مذہب کو یعنی جو لوگ خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتحقیر کرتے اور شان رسالت گھٹاتے ہیں، زکوۃ دینا جائز نہیں، اگر دی تو ادا نہ ہوگی۔

(وما علینا الا البلاغ)

Marfat.com

نماز پڑھیئے

شریعت کی اصطلاح میں خاص پابندی اور پوری شرائط کیساتھ خدا کو یاد کرنے کا نام نماز ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے تمام اعمال سے زیادہ نماز کی تاکید فرمائی ہے۔ قرآن کی سات سو آیتوں میں نماز کا ذکر ہے۔ قرآن میں نماز کو ایمان بتایا گیا ہے۔ نماز چھوڑنے پر سخت سزا کا اعلان ہے۔ نماز قائم کرنے پر خدا کی مدد کا وعدہ ہے۔ ترک نماز کو قوموں کی بربادی بتایا ہے۔ نماز ایمان اور کفر کی حد ہے۔ جس طرح ایک کھیتی پانی ملنے سے تر و تازہ رہتی ہے، اسی طرح انسانی زندگی کو بھی نماز کے ذریعہ ایمانی طہارت اور روحانی ٹھنڈک ملتی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ رب العالمین نے فرمایا۔

☆ اور قائم کرو تم لوگ نماز کو اور زکوۃ دو اور جھکنے والوں کیساتھ جھک جاؤ (البقرہ ۴۳)۔

☆ اور اے مسلمانوں نماز کی پابندی رکھو اور زکوۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت کیا کرو تاکہ تم پر (کامل) رحم کیا جائے۔ (النور ۵۶)

☆ محافظت کرو سب نمازوں کی (عموماً) اور درمیانی والی نماز کی خصوصاً۔ (البقرۃ ۲۳۸)

☆ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ۔ (طہٰ ۱۳۲)

☆ بے شک نماز مومنوں پر وقت مقررہ کیساتھ فرض ہے۔ (النساء ۱۰۳)

☆ نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ (الروم ۳۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

☆ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

☆ بندۂ مسلم اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے۔(مشکوۃ ص ۵۸ مسلم)

☆ جو شخص نماز پر محافظت کریگا تو نماز اس کیلئے قیامت میں روشنی اور ذریعۂ نجات ہوگی اور جو محافظت نہیں کریگا اس کیلئے نہ روشنی ہوگی نہ نجات اور قیامت کے روز، وہ قارون، فرعون، ھامان اور ابی بن خلف کیساتھ ہوگا۔(مشکوۃ ص ۵۸، احمد، دارمی)

لہذا ساتھیو دوستو اور بزرگو، جیسے ہی نماز کا وقت قریب آئے اپنے گھر کی عورتوں کو نماز کا حکم دیکر خود بچوں بھائیوں اور نوکر ہوں تو ان کو ساتھ لیکر مسجد میں پہنچ جایا کریں۔

Marfat.com

درس حدیث

پروگرام حیّ علی الفلاح
۱۲ / ستمبر ۲۰۰۴ء

از مفتی احمد میاں برکاتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اوقاتِ نماز

محترم سامعین ذی وقار! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ،

آج کا درس حدیث، اوقاتِ نماز سے متعلق بات چیت پر مشتمل ہے، بخاری ومسلم میں حدیث یوں ہے۔

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص انہ قال سئل رسول اللہ ﷺ عن وقت الصلوٰۃ فقال وقت صلوٰۃ الفجر مالم یطلع قرن الشمس الاول و وقت صلوٰۃ الظهر اذا زالت الشمس عن بطن السماء مالم تحضر العصر و وقت صلوٰۃ العصر مالم تصفر الشمس ویسقط قرنها

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے نماز کے اوقات کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ فجر کی نماز کا وقت، سورج کا ابتدائی کنارہ نمودار ہونے سے ایک لمحہ پہلے تک ہے اور ظہر کا وقت اس وقت شروع ہوگا جب سورج بیچ آسمان سے مغرب کی طرف ڈھل جائے اور عصر کا وقت شروع ہونے تک ہے اور عصر کا وقت

الاول و وقت صلوٰۃ المغرب اذا غابت الشمس مالم یسقط الشفق ووقت صلوٰۃ العشاء الی نصف اللیل ۰
(بخاری، مسلم)

اس وقت تک ہے جب تک سورج زرد نہ پڑ جائے اور سورج کا پہلا کنارہ ڈوبنے لگے اور مغرب کی نماز کا وقت اس وقت ہے کہ جب سورج ڈوب کر بالکل غائب ہو جائے اور شفق غائب ہونے تک ہے اور عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک ہے

اس حدیث میں مُخبرِ صادق ﷺ نے، اکثر نمازوں کا آخری اور انتہائی وقت بیان فرمادیا ہے، غالباً سائل کو ابتدائی وقت کو معلوم ہوگا، حدیث شریف میں مغرب کا آخری وقت شفق کا غائب ہونا فرمایا، شفق کے مفہوم میں، دو معنی ہیں، اکثر ائمہ، مغرب کی جانب کی سرخی کو شفق کہتے ہیں اور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ اس سرخی اور اس کے بعد والی سفیدی دونوں کو شفق کہتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں عشاء کا وقت آدھی رات تک بتایا گیا ہے، لیکن بعض دوسری احادیث میں صبح صادق تک عشاء کا وقت بتایا گیا، جس سے یہ مفہوم اخذ کیا گیا کہ آدھی رات تک جائز اور اس کے بعد صبح صادق تک مکروہ ہے۔ اوقات نماز کی حد بندی کا بنیادی اصول قرآنِ کریم کی یہ آیت ہے "ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا" "بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے (جس کا) وقت باندھا ہوا ہے (سورۃ النساء)۔ قرآن کریم کی وہ آیات کریم جن میں اوقات کی تعیین کا بیان یا ان کی محافظت کی ترغیب یا ان کی مخالفت سے ترہیب ہے، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر نماز کے لئے شریعت مطہرہ نے جدا وقت مقرر فرمایا ہے کہ اس وقت سے پہلے ہو سکے اور نہ اسے کھو کر، دوسرے وقت کے لئے اٹھا رکھی جائے بلکہ ہر نماز اپنے ہی وقت پر ہونی چاہئے۔ اللہ رب العزت نے ان اوقات اور

Marfat.com

محافظت کا حکم سات سورتوں میں نازل فرمایا۔ بقرہ۔ نساء۔ انعام۔ مریم۔ مومنون۔ معارج۔ ماعون۔ کتاباً موقوتاً سے یہ بات مؤکد ہو رہی ہے کہ ہر نماز وقت پر ہی پڑھنا چاہئے، وقت سے پہلے نماز نہیں ہو سکتی اور وقت کے بعد قضاً ہوگئی۔ (تفسیر نعیمی) یوں ہی چند نمازیں بیک وقت پڑھنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔ بلکہ صراحۃً نماز خوف میں حکم دیا گیا کہ چلتے پھرتے پڑھ لینا۔ مگر مؤخر کر کے سب ایک ساتھ یا مقدم کر کے سب ایک ساتھ نہ پڑھنا۔ (تفسیر نعیمی ۵) علامہ جیون تفسیر احمدی میں فرماتے ہیں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ ذکر، تسبیح تہلیل، تکبیر، ثنا، دعا میں وقت مقرر نہیں ہے البتہ نمازِ مفروضہ یعنی فرض نماز مؤقت ہے لہذا اس کے اوقات کی رعایت لازم ہے۔ (تفسیر الحسنات) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعت مطہرہ نے اوقات نماز میں وسعت رکھی ہے اور اوقات کے حدود مقرر فرمادئے ہیں کہ اگر ایک ہی ساعت میں تمام لوگوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیا جاتا کہ نہ اس سے پہلے پڑھنے کی اجازت ہو، نہ اس کے بعد جائز ہو تو بندوں پر بڑا حرج ہوتا، اس لئے اوقات کو وسیع کر دیا اور حد بندی سے چار طرح کے اوقات حاصل ہوئے،

۱۔ اختیاری، کہ اس وقت میں بلا کراہت ادا ہو جاتی ہے۔

۲۔ استحبابی، کہ اس وقت میں ادا کرنا اولی و بہتر ہے، مگر تاخیر میں گناہ نہیں ہوتا،

۳۔ وقت کراہت، کہ اس میں ادا کرنا شرع کو پسند نہیں، مگر پڑھ لی تو فرض پورا ہوگیا،

۴۔ وقت قضا، وہ وقت کہ، بھول، نیند، غفلت، کے باعث، اپنے وقت پر نماز ادا نہ کر سکا، یہاں تک کہ وقت اوّل تا آخر بالکل گزر گیا، اور دوسرا وقت آ گیا۔...... وقت پر نمازوں کا ادا کرنا، انسان کو ڈسپلن، باقاعدگی، اور خود احتسابی سکھاتا ہے اور یہ چیزیں کامیابی کی کلیاں ہیں۔ نمازوں میں بندے اللہ سے عہد کرتے ہیں۔ فجر میں دن شروع ہونے سے پہلے یہ عہد کیا۔ پھر ظہر میں اس کی تجدید کی۔ دیکھیں کہ ہم کہاں تک اس عہد پر قائم رہے اور کہاں کہاں کوتاہی ہوئی۔ عصر کے وقت پھر جائزہ لیں۔ مغرب میں پھر دیکھیں اور عشاء میں

Marfat.com

اپنی دن بھر کی سرگرمیاں لپیٹتے وقت، پھر نمازوں کی کارگزاری پر نظر ڈالیں، تو پھر ہم میں سے ہر ایک کا آنے والا دن پہلے سے بہتر ہوتا جائے گا۔ آخر نیند بھی تو موت کی طرح ہے اسے موت کی بہن کہا جاتا ہے، اگر سونے سے پہلے اپنا محاسبہ خود کرلیں تو حشر کے روز ندامت نہ ہوگی۔ پھر دوسرے دن فجر، ادا کرتے ہوئے خیال کریں کہ اس عارضی موت یعنی نیند کے بعد ایک دن اور مل گیا ہے۔ اسے غنیمت جان کر اچھی طرح گزاریں، اوقات کی یہ حد بندی مومنوں کو وقت کی پابندی کا درس بھی دیتی ہے، جس کو آج کے معاشرہ نے یکسر فراموش کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اوقات مقررہ پر نمازوں کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

Marfat.com

درس حدیث

از: مفتی احمد میاں برکاتی

نماز حاجت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد ونصلی علی رسولہ الکریم

عن حذیفة قال کان النبی ﷺ اذا حزبهٗ امرٌ صلی (ابوداؤد)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا مستقل معمول اور طریقہ تھا، کہ جب آپ کو کوئی اہم امر درپیش ہوتا تو آپ نماز میں مشغول ہو جاتے۔

قرآن مجید میں بھی فرمایا گیا، ''استعینوا بالصبر و الصلوٰۃ ،مشکلات اور مہمات میں، صبر یعنی ہمت و برداشت اور نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرو'' اس خداوندی فرمان اور ارشاد کے مطابق حضور اقدس ﷺ کا معمول یہی تھا کہ ہر مشکل اور مہم میں، مدد حاصل کرنے کے لئے آپ نماز میں مشغول ہو جاتے۔ اس کا تفصیلی طریقہ ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کے لئے دو رکعت یا چار رکعت پڑھے، پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور قل ھو اللہ، اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھے تو ایسی ہیں جیسے شب قدر میں چار رکعت پڑھیں۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترمذی اور ابن ماجہ میں نقل کیا، کہ حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں جس کی کوئی حاجت اللہ کی طرف ہو یا کسی بنی آدم کی طرف، تو اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھکر اللہ عزوجل کی ثناء کرے اور نبی ﷺ پر درود بھیجے پھر لا الٰہ الا اللہ الحکیم

Marfat.com

الکریم والی پوری دعا پڑھے۔ دُعا یہ ہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَكِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّسَلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَّاتَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ یہ دعا عموماً کتب فقہ میں بھی موجود ہے، وہاں سے یاد کرکے یا دیکھ کر پڑھی جائے۔ امام ترمذی اس کی تحسین میں اور ابن ماجہ وطبرانی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صاحب نابینا خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے عافیت دیدے، ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو دعا کردوں اور چاہے تو صبر کر اور یہ تیرے لئے بہتر ہے، انہوں نے عرض کی حضور دعا کریں، انہیں حکم فرمایا کہ وضو کرو اور اچھا وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ، اَتَوَسَّلُ وَاَتَوَجَّهُ، اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيَ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ ۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے۔ باتیں ہی کررہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آئے، گویا کبھی نابینا تھے ہی نہیں۔ قضائے حاجت کے لئے ایک مجرب نماز جو علماء ہمیشہ پڑھتے آئے ہیں یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار ¹ پر جاکر دو رکعت نماز پڑھے، امام کے وسیلے سے اللہ عزوجل سے دعا کرے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایسا کرتا ہوں تو بہت جلد میری حاجت پوری ہوجاتی ہے (الخیرات الحسان) اگر امام اعظم کے ہاں جانا میسر نہ ہو تو کسی بھی ولی کامل کے مزار پر جاکر دو رکعت پڑھے، انشاء اللہ حاجت پوری ہوگی۔ اس کے لئے ایک مجرب نماز صلوٰۃ الاسرار کے نام سے بھی منقول ہے، جو امام ابوالحسن نوری نے بہجۃ الاسرار میں اور علامہ علی قاری اور شیخ محقق، محدث دہلوی نے حضور غوث

---

¹ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مزار اقدس بغداد شریف کے محلہ اعظمیہ میں ہے۔

Marfat.com

اعظم سے نقل فرمائیں۔ حضرت محمد بن سیرین ؒ کا قول ہے کہ اگر مجھے جنت اور دو رکعت میں سے کسی ایک کو پسند کرنے کا کہا جائے تو جنت پر دو رکعت نماز کو ترجیح دوں گا، کیونکہ دو رکعت میں رضائے الٰہی اور جنت میں میری رضا ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ بندے کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی انعام نہیں ہے کہ اسے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر مکمل یکسوئی سے دو رکعت نماز ادا کی وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو گیا جس دن کہ اس کی ماں نے اس کو جنا۔

Marfat.com

ریڈیو سے قومی پروگرام میں نشر ہوا

نماز میں سلام اور درود شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

عن ابی سعیدن	حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے
الخدری قال قلنا	کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہم نے
یارسول اللہ ھذا	عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ پر سلام عرض
السلام علیک فقد	کرنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہوگیا (کہ
علمنا فکیف	تشہد کے ضمن میں، ہم السلام علیک
نصلی علیک قال	ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
قولوا، اللھم صل	کہتے ہیں) اب یہ بھی فرمادیں کہ آپ پر
علیٰ محمد	"صلوٰۃ" کسطرح بھیجا کریں؟ آپ نے
عبدک و رسولک	ارشاد فرمایا! اس طرح عرض کیا کرو" اے
کما صلیت علیٰ	اللہ! اپنے خاص بندے اور خاص رسول پر وہ
ابراھیم وبارک	خاص عنایت و محبت و نوازش و رحمت
علیٰ محمد	فرمادے، جیسی تو نے خاص رحمت و محبت
وآل محمد	(اپنے خلیل) حضرت ابراھیم علیہ السلام پر

Marfat.com

کما بارکت علیٰ	فرمائی۔ اور ایسی خاص برکتیں حضرت
ابراھیم و آل ابراھیم	محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر فرما جیسی تو نے
(رواہ البخاری	خاص برکتیں حضرت ابرہیم علیہ السلام اور آل
صفحہ ۷۰۸ جلد ثانی)	ابراہیم علیہ السلام پر فرمائیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ نبی ﷺ پر درود بھیجو اور خوب خوب سلام بھیجو، تو سلام تو ہم جانتے ہیں کہ کیسے کیا جاتا ہے؟ مگر درود نہیں جانتے، ہمیں بتایئے، ہم حضور پر درود کیسے بھیجیں؟ تا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہو جائے۔ (نزھۃ القاری صفحہ ۵۴۶ جلد ۷)

امام بخاری علیہ الرحمتہ نے یہ حدیث کتاب التفسیر میں، آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی کے تحت بیان فرمائی ہے، پوری آیت کا ترجمہ یوں ہے ''بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو'' امام بخاری آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابوالعالیہ نے کہا، اللہ تعالیٰ کے درود کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتوں کے سامنے حضور ﷺ کی تعریف کرتا ہے، اور فرشتوں کی صلوٰۃ دعا کرنا ہے، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے فرمایا! یصلون کے معنٰی یہ ہیں کہ وہ دعائے برکت کرتے ہیں (نزھۃ القاری ص ۵۴۷ ج ۷)، دوسری احادیث میں، یہ درود پاک اور بھی کئی کلمات کی تبدیلی کے ساتھ آیا ہے۔ اس طرح یہ صَلِّ اور بَارِکْ کے کلمات کے ساتھ دو درود ہیں، ان کو درودِ ابراھیمی سے یاد کیا اور پہچانا جاتا ہے، اس حدیث سے اتنا تو خوب واضح ہو گیا، کہ اس میں سلام کے الفاظ نہیں ہیں، اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ نماز میں پڑھنے کے لئے مخصوص ہے۔ اور نماز میں، جب تشھد میں السلام علیک ایھا النبی پڑھ لیا۔ تو سلموا پر عمل ہو گیا، اور درود ابراھیمی سے، صلوا پر عمل ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سوال کر کے، امت مسلمہ پر احسان عظیم کیا، کہ اگر یہ اس موقعہ پر سوال نہ کرتے تو

Marfat.com

حضور ﷺ اتنا واضح حکم ارشاد نہ فرماتے اور قیامت تک کے مسلمان، درود وسلام کا طریقہ خوب نہ سمجھ پاتے مگر اب یہ بھی اسی حدیث سے حکماً معلوم ہوگیا، کہ جب نماز میں صلوٰۃ وسلام اس طرح پڑھنے کا حکم ہے، تو نماز کے علاوہ بھی وہی کلمات ہوں، جو ان الفاظ سے ملتے ہوں اور جو، اِن ہی کے ہم معنیٰ ہوں، یعنی جس طرح نماز میں ایھا النبی، میں حرف خطاب سے سلام پڑھا جارہا ہے، تو غیر نماز میں بھی، نماز میں کہنے کے مطابق ہوجائے گا۔ پھر چونکہ، آیت صلوٰۃ وسلام میں کسی وقت، جگہ، اور کیفیت کی قید نہیں، تو جب بھی، جہاں بھی، اور جس طرح بھی صلوٰۃ اور سلام عرض کرتے ہوئے، آیت کے حکم پر عمل کیا جائے گا، تو مرضی الٰہی کے مطابق ہوگا، یعنی حالت قیام کی ہو یا قعود کی، اٹھتے بیٹھتے، کھڑے ہوکر، چل کر، بیٹھ کر، تنہائی میں، یا اجتماع میں، جس طرح صلوۃ وسلام، پڑھے اللہ تعالیٰ، اس سے راضی ہوگا او وہ شخص دس رحمتوں کا فوری مستحق ہوگا۔ ہاں جو مقامات صاف ستھرے نہ ہوں، وہاں نہ پڑھا جائے۔ ظلم اور جھوٹ کے وقت نہ پڑھا جائے، محدثین نے چند اور مقامات بھی گنوائے ہیں۔ مختلف اولیائے کاملین، نے بہت سے درود تحریر فرمائے ہیں، جن میں درود وسلام کے محبت والے الفاظ موجود ہیں، اور بعض ائمہ نے درودِ ابراھیمی میں اسم محمد اور ابراھیم سے پہلے سیدنا کا لفظ بڑھا کر اللھم صل علیٰ سیدنا محمد پڑھنا بہتر جانا ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۱۸ ربیع الاوّل شریف ۱۴۲۷ھ

۱۷ اپریل ۲۰۰۶ء

Marfat.com

یہ تقریر ۲۷ فروری ۱۹۹۳ء کو نشر کی گئی

روزہ اور تزکیۂ نفس

رمضان المبارک کے پورے مہینے کے رات و دن کا ایک ایک گھنٹہ، ایک ایک ساعت، اسلام کے مجاہدوں کی روحانی پریڈ کا زمانہ ہے۔ جسمیں ایک لمحہ کی بھی غفلت، روحانی صحت میں رکاوٹ پیدا کردیتی ہے۔ اسلام مسلمانوں کی جسمانی صحت کے ساتھ ان کی روحانی تربیت اور تزکیۂ نفس کا بھی خیال رکھتا ہے۔ طب جدید اور طب قدیم دونوں کا اسپر اتفاق ہے کہ روزہ جسمانی امراض کے دور کرنے کا بہترین علاج اور انسانی جسم کی اصلاحی تدبیر کا ایک بہترین نسخہ ہے۔ روزہ آہستہ آہستہ بھوک پیاس کی آنچ سے بدن کے تمام اندرونی اور بیرونی فضلات کو جلا کر ختم کردیتا ہے جس کے نتیجے میں انسانی دل و دماغ رفتہ رفتہ روشن پاکیزہ اور صاف ہوجاتا ہے اور اس پر تجلیہ و تصفیہ کی قلعی چڑھ جاتی ہے اور پھر اسے تزکیۂ نفس جیسی عظیم دولت حاصل ہوجاتی ہے۔

روزہ میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے جس سے روحانی قوت زیادہ ہوتی ہے تفسیر روح البیان میں ہے کہ بھوک سے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی سعادت حاصل ہوتی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوا "تَجَوَّعْ تَرَانِی" "بھوکے رہو تو مجھے دیکھو گے" کھانا بڑی عجیب چیز ہے اسکے اخذ میں بھی غذا اور اسکے ترک میں بھی غذا۔ کھاؤ تو جسم کی غذا، نہ کھاؤ تو روح کی غذا۔ حضور اکرم ﷺ صوم وصال رکھ کر کئی کئی دن تک مسلسل غذا ترک فرمادیتے تھے، جس سے آپ تزکیہ نفس کے بلند ترین مقامات پر فائز ہوتے چلے جاتے۔ روزہ دار جب کھانا پینا ترک کر کے اور غیبت، جھوٹ، بدکلامی، جیسے

Marfat.com

برے افعال سے باز رہتے ہوئے اپنی روح کو لطیف بناتا ہے تو اسکے نتیجے میں اسکی بری خواہشات کمزور ہو جاتی ہیں اور اسکے اخلاق پاکیزہ، اور اسکا کردار عمدہ و اعلیٰ ہو جاتا ہے ۔ وہ تزکیۂ نفس کے بہت سے ثمرات اور ایمانی فائدے حاصل کرتا ہے۔ جن میں صبر، شکر، تسلیم، تقویٰ، اخلاص، زہد احسان اور توجہ الی اللہ شامل ہیں ۔ صبر وہ چیز ہے کہ جس کے ذریعے دنیا کی ہر چیز کامل ہو جاتی ہے۔ شاخوں پر پھل صبر نہ کرتے تو کامل اور شیریں نہ ہوتے ۔ شکر کرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کے بڑھانے کا وعدہ فرمایا ہے، روزہ شکر کی حقیقی لذت سے آشنا کرتا ہے، تزکیۂ نفس یعنی اپنی جان و دل کو صاف و ستھرا کرنے کے یہ وہ مراحل ہیں کہ بندۂ مومن جب ان سے گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں وہ مقام حاصل کر لیتا ہے کہ اسکے منہ کی بو بھی اللہ تعالیٰ کو پسند آتی ہے۔

چنانچہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا: لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰہِ مِنْ رِیحِ الْمِسْکِ روزہ دار کی منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روزہ کا اجر مخفی رکھا اور فرمایا: روزہ دار اپنا کھانا پینا، اور خواہشات میری رضا کیلئے ترک کرتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اسکا بدلہ دونگا، اور ہر نیکی کا بدلہ اسکے دس گنا سے سات سو گنا تک ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تزکیۂ نفس کرنے والوں کا کامیاب قرار دیا ہے غرضیکہ روزہ داروں کو دنیا اور آخرت میں بے شمار نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے روزے قبول فرمائے (آمین)

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن

Marfat.com

نشری تقریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزہ اور تلاوت کلام پاک

روزہ اور قرآن کریم آپس میں بہت گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ قرآن پاک کا نزول حقیقی روزوں کے مہینے میں ہی ہوا۔ قرآن کریم نے فرمایا "شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن" رمضان کے مبارک ماہ میں قرآن نازل ہوا۔ گویا ایام روزہ، نزول قرآن وتلاوت کا موسم بہار ہے۔ اس ماہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کان اجود ما یکون فی رمضان حین یلقاہ جبریل حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں زیادہ سخاوت فرماتے، جب آپ سے حضرت جبریل ملاقات کرتے، اور حضرت جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ سے شرف ملاقات حاصل کرتے اور قرآن پاک کا دور فرماتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماہ رمضان میں تلاوت کلام پاک سنت جبریل بھی ہے، اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ میں تلاوت قرآن کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ نزول قرآن کے ماہ رمضان میں ہونے سے رمضان المبارک کی شان وشرافت میں مزید اضافہ ہوا۔ قرآن کریم سارا کا سارا رمضان کی، شب قدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا اور بیت العزت میں رہا۔ یہ اسی آسمان پر ایک مقام ہے جہاں سے وقتاً فوقتاً حسب اقتضائے حکمت جبریل امین زمین پر لاتے

Marfat.com

رہے۔ تلاوت کلام پاک کرنے والا گویا اپنے پروردگار سے کلام کرتا ہے۔ رمضان المبارک میں جب اللہ کے بندے اجتماعی اور انفرادی طور پر قرآن کریم سنتے اور پڑھتے ہیں تو گویا وہ سب کے سب اپنے خالق حقیقی سے مصروف گفتگو ہوتے ہیں۔ اس گفتگو کے بھی بہت سے آداب ہیں جن کا خیال رکھنا ہر قاری قرآن پر لازم ہے۔ قرآن کریم وہ کتاب ہے جس کا دیکھنا ثواب، چھونا ثواب، پڑھنا ثواب اور سمجھنا موجب نجات ہے۔ تلاوت کلام پاک کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دلوں میں بھی زنگ لگ جاتی ہے جس طرح لوہے میں پانی لگنے سے زنگ لگتی ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! اس کی جلا یعنی صفائی کس چیز سے ہوگی؟ فرمایا کثرت سے موت کو یاد کرنے اور تلاوت قرآن سے۔ آپ نے فرمایا: جس کے پیٹ میں کچھ قرآن نہیں ہے وہ ویرانے مکان کی مثل ہے (ترمذی)۔ قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اور دیکھنا بھی اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی اور یہ سب عبادت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اقرؤا القرآن فانه یاتی یوم القیامة شفیعا لاصحابه** قرآن پاک پڑھو بے شک یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کریگا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کتاب کے سبب بعض لوگوں کو رفعت عطا فرماتا ہے اور بعض کو پست کر دیتا ہے (مسلم) روزہ بذات خود بلند مقامات تک پہنچنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے جب روزہ دار اپنے روزہ کو تلاوت قرآن سے مزین و آراستہ کرتا ہے تو اس کیلئے رحمتوں اور برکتوں کے مزید در کھل جاتے ہیں اور اس کا روزہ اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ کلموں کیساتھ اس کے دربار میں بلند ہوتا ہے، قرآن کریم ذکر الٰہی ہے اور ذکر الٰہی کے

وقت اللہ کی رحمت ذاکر کو ڈھانپ لیتی ہے، جب بندہ تلاوت کلام پاک کرتا ہے تو ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب وہ تلاوت سے فارغ ہوتا ہے تو دعا کے مقبول ہونے کے قریب ہوتا ہے۔ رمضان کے مہینہ میں مسلمان تراویح میں قرآن سنیں یا بغیر تراویح کے، روزوں کے رات و دن کی ہر ساعت عبادت میں شمار کی جاتی ہے اور بندہ مومن تلاوت کے ذریعہ اپنے اس روز و شب کو منور بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تلاوت کا زیادہ شوق عطا فرمائے (آمین) وماعلینا الا البلاغ۔

نشری تقریر

روزہ اور تقویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

قرآنِ کریم کا ارشاد ہے کہ "اے ایمان والو! تم پر روزے اس لئے فرض کئے گئے ہیں کہ تمہیں پرہیز گاری ملے" اور تم گناہوں سے بچو۔ روزہ اپنے نفس کو توڑنے کا ذریعہ ہے اور تقویٰ والوں کا شعار ہے۔ اسلامی روزے انسان کے اندر خدا ترسی کی طاقت مستحکم کر دیتے ہیں۔ یہ طاقت جتنی زیادہ مستحکم ہوگی اتنا ہی تقویٰ بڑھے گا۔ روزہ اور تقویٰ لازم وملزوم ہیں۔ گرمی کے سخت موسم میں، روزہ دار کو سخت پیاس لگی ہے، مکان تنہا ہے، کوئی ٹوکنے والا، ہاتھ روکنے والا نہیں، کوری صراحی میں، فرج کی بوتلوں میں، پانی کے کولروں میں، صاف ستھرا نکھرا ہوا ٹھنڈا پانی اس کے سامنے موجود ہے۔ مگر وہ پی نہیں سکتا۔ یوں ہی روزہ دار کو سخت بھوک لگی ہوئی ہے۔ بھوک کی وجہ سے جسم میں ضعف بھی محسوس کرتا ہے نفیس خوش ذائقہ، مرغن غذا میسر ہے کوئی شخص اسے دیکھ بھی نہیں سکتا۔ کسی کو کان وکان خبر نہ ہوگی مگر وہ کھانا نہیں کھاتا۔ اور ان چیزوں سے پہلو تہی اختیار کرتا ہے وجہ وہی ہے کہ اللہ کے حکم کی عزت وعظمت اس کے دل میں اس قدر جاگزیں ہے کہ کوئی جذبہ بھی اس پر غالب نہیں آ سکتا اور روزہ ہی اس عظمت و جلال الٰہی کے، دل میں قائم ہونے کا باعث ہوا ہے اور ظاہر بات ہے کہ جب ایک صاحب ایمان اللہ کے حکم کی وجہ سے جائز وحلال وپاکیزہ خواہشوں کو چھوڑنے کی عادت پیدا کر لیتا ہے

Marfat.com

تو وہ بالضرور اپنے خالق و مالک حقیقی کی حکم کے وجہ سے، حرام، ناجائز اور بری عادتوں اور خواہشوں کو چھوڑ دے گا اور ان کے ارتکاب کی بھی جرأت نہ کرے گا۔ یہی وہ اخلاقی برتری ہے جس کا روزہ دار کے اندر پیدا کرنا اور اسی کو مستحکم کرنا شریعت کا مقصود ہے۔ اسی لئے غیبت، غیر مہذب گفتگو، بری باتوں اور تمام گناہوں سے روزہ میں بچے رہنے کی سخت تاکیدیں احادیث میں آئی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے: من لم یدع قول الزور و العمل به فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه و شرابه جو روزہ دار جھوٹ کہنا، لغو بکنا، اور فضول کاموں کو کرنا نہیں چھوڑتا تو خدا کو کچھ پرواہ نہیں اگر وہ کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں روزہ کا حکم دے کر مومن بندوں سے اس تقویٰ کو اختیار کرنے کا پابند بناتا ہے۔ گناہ و معصیت کسی قسم اور کسی درجہ کی بھی ہو مسلمان کے لئے ہر زمانے میں اور ہر موسم میں حرام ہے لیکن رمضان کے مبارک مہینے میں یہی ممانعت اور زیادہ مؤکد و اشد ہو جاتی ہے۔ روزہ دار کا دن تو اتنی بڑی عبادت میں گزرتا ہے، اس کی رات بھی گویا عبادت ہوتی ہے حضور ﷺ نے رمضان میں رات کی نفل عبادت کو فرض کے برابر ثواب کا ذریعہ ارشاد فرمایا: آپ نے فرمایا جعل الله صیامه فریضة و قیام لیله تطوعا من تقرب فیه بخصلة من الخیر کان کمن ادی فریضة، اللہ نے اس کے روزے فرض کئے اور اس کی رات میں قیام کرنا تطوع یعنی نفل قرار دیا ہے جو اس میں نیکی کا کوئی کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور مہینے میں فرض ادا کیا۔ غرضیکہ روزہ ایمان والوں کو تقویٰ اور خدا ترسی کے بہت سے طریقے نہ صرف سکھاتا ہے بلکہ اس پر عمل بھی سکھاتا ہے

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

Marfat.com

یہ تقریر ۱۸ فروری ۱۹۹۳ء کو نشر ہوئی

روزہ اور افطار و سحر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ کی دو نعمتیں ایسی ہیں جو صرف روزہ دار کو ہی حاصل ہوتی ہیں، بغیر روزہ کے ان نعمتوں کا حصول ناممکن ہے۔ بندۂ مومن جب رضائے الٰہی کی نیت سے کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اور خواہشات پر قابو رکھتا ہے تو اسی عمل کو ''صوم'' کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا آغاز بھی نعمت ہے اور اختتام بھی نعمت پر ہوتا ہے ان نعمتوں کو سحری اور افطار کہا جاتا ہے۔ سحر و افطار میں اللہ کریم نے بیشمار برکتیں رکھی ہیں اور ان برکتوں سے وہی فیضیاب ہوسکتا ہے جو روزہ جیسی عظیم عبادت سے اپنے آپ کو آراستہ کرے۔ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا: شھر یزاد فیہ رزق المومن، رمضان کے مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، یہ صبر کا مہینہ ہے جس کا ثواب جنت ہے'' روزہ عملی طور پر صبر سکھاتا ہے۔ روزہ دار کے لئے سحری کھانے سے ہی برکت شروع ہو جاتی ہے۔ نبی کریمﷺ نے فرمایا تسحروا فان فی السحور برکۃ، ''سحری کھاؤ کہ سحری کھانے میں برکت ہے'' (بخاری مسلم) حضرت سلمان فارسی سے روایت کہ حضور اکرمﷺ نے فرمایا ''تین چیزوں میں برکت ہے، جماعت اور ثرید اور سحری میں (طبرانی کبیر) ابن عمر فرماتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا ''اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا تین شخصوں پر

Marfat.com

کھانے میں انشاء اللہ تعالیٰ حساب نہیں جب کہ حلال کھایا روزہ دار اور سحری کھانے والا اور سرحد پر گھوڑا باندھنے والا (طبرانی)۔ ایک حدیث پاک میں حضور پرُنور شافع یوم النشور نے فرمایا سحری کُل کی کُل برکت ہے اسے نہ چھوڑنا اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے (امام احمد) افطار وہ نعمت ہے جس سے بندہ اس عبادت کا اختتام کرتا ہے۔ بیہقی شریف میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من فطّر فیہ صائما کان لہ مغفرۃ لذنوبہ جوروزہ دار کوافطار کرائے اس کیلئے گناہوں سے مغفرت ہے اوراس کی گردن دوزخ سے آزاد کردی جائے گی اور اس میں افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملیگا بغیراس کے کہ اسکے ثواب میں کچھ کمی ہو، صحابہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دیگا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلایا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے سیراب کریگا کبھی پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہوجائیگا۔ نیز آپ نے ارشاد فرمایا جس نے حلال کھانے یا پانی سے روزہ افطار کرایا فرشتے ماہ رمضان کے اوقات میں اس کیلئے استغفار کرتے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام شب قدر میں اس کیلئے استغفار کرتے ہیں (طبرانی)۔ جب افطار کرانے والے کو یہ اجروثواب ہے تو خود روزہ دار کے ثواب کا کیا حال ہوگا، اسی لئے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا“۔ حضور نے فرمایا جب تم میں کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا

Marfat.com

چھوہارے سے افطار کرے کہ وہ برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے، محدثین فرماتے ہیں کہ کھجوریں شیرینی ہے اور شیرینی اس بینائی کو قوت دیتی ہے جو روزہ سے کمزور ہو جائے، نیز شیرینی دل کو نرم کرتی ہے اور ایمانی مزاج کے موافق ہے۔ افطار سے قبل روزہ کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو افطار و سحر کی عظیم نعمتوں سے مالا مال کرے (آمین)۔ افطار سے پہلے بسم اللہ اور دعائے طعام پڑھیں اور دعائیں کریں اور مشہور دعائے افطار، افطار کے بعد پڑھا کریں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ العالمین۔

روزہ، شکر نعمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ کی عبادت مسلمان کی روح کیلئے ایسی غذا ہے جیسے جسم کیلئے کھانا پینا، جسم جب بھوک و پیاس سے بے چین ہوتا ہے تو اسے کچھ کھانا کھانے اور عمدہ مشروب پینے سے چین نصیب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس مٹی سے انسان پیدا کیا گیا ہے اس مٹی سے اس کی غذا پیدا کی گئی، جو اس کیلئے سکون کا ذریعہ بنتی ہے۔ لیکن روح کو مٹی سے پیدا ہونے والی ان چیزوں سے سکون ہر گز نصیب نہیں ہو سکتا۔ بلکہ الروح من امر ربی ، روح میرے رب کا حکم ہے جس کے سکون کا ذریعہ عبادت، رب کی یاد کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتا۔ روح کا مرکز دل ہے۔ لہذا دل کا اطمینان حقیقت میں روح کا ہی مطمئن ہونا ہے اور جس طرح مقوی غذائیں جسم میں قوت پیدا کرتی ہیں، اسی طرح مقوی عبادت، روح کی قوت کا ذریعہ ہوتی ہے۔ مقوی کھانا وہ ہے جس میں کوئی ملاوٹ والی چیز شامل نہ ہو اور مقوی عبادت وہ ہے جس میں خلوص ہو، ریا اور دکھاوے کی ملاوٹ نہ ہو۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے انما الاعمال بالنیات ۔ اعمال کی قبولیت کا ذریعہ نیتیں ہیں۔ اور تمام عبادتوں میں سب سے خالص اور پُر خلوص عبادت روزہ ہے کہ اس میں کوئی ریا اور دکھاوا شامل نہیں ہو سکتا۔ روزہ ایسی عبادت ہے جس کا تعلق صرف بندے اور اللہ کے درمیان ہے۔ اس کو کوئی دوسرا نہ دیکھ سکتا ہے نہ جان سکتا ہے، ہر عبادت اللہ کے حضور، نعمتوں کے شکرانے کے طور پر ہے۔ اس لحاظ سے روزہ، شکر نعمت کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔ وہ نعمتیں جو اللہ کریم

Marfat.com

نے ہمیں، ہستی دیکر، صحت، وتندرستی دے کر، بصارت وسماعت دیکر، اعضاء کی سلامتی دے کر، رسول دیکر، قرآن دیکراور سب سے بڑی نعمت ایمان دیکر ہمیں شکر گزاروں میں بنایا ہے۔ان تمام نعمتوں کے شکر کے طور پر اگر بندہ بھوکا پیاسا رہ کر، اللہ کی رضا چاہے تو یہ شکر نعمت کا نہایت عمدہ طریقہ ہے اور پھر اس شکر نعمت کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے روزے دار بندوں کو تقوی جیسی دولت سے سرفراز فرماتا ہے اور **لعلکم تتقون** کا تاج پہناتا ہے اور متقی بن جانا بہت بڑی کامیابی ہے۔ جو متقی ہو گیا اسے دولت، عزت، عظمت اور شہرت سب ہی کچھ مل گیا۔ تقوی کے ذریعہ انسان ذلت اور خواری سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ شکر نعمت کے اس طریقہ، روزہ، کا قوی اثر جب ہی ظاہر ہوگا جب اس کے تمام اجزاء خالص ہوں، اس میں جھوٹ، مکر، فریب، رشوت اور سود کی ملاوٹ نہ ہو، روزے کی حالت میں کسی پر ظلم نہ ہو، کسی کی حق تلفی نہ ہو، مسلمان بھائی سے لڑائی جھگڑا نہ ہو، زبان سے سخت بات نہ نکلے۔ جس رزق سے ہم سحری کھا رہے اور افطار کر رہے ہیں وہ حرام کا نہ ہو۔ دل میں کسی سے بغض، کدورت، حسد، نفرت نہ ہو۔ رمضان کے مہینے کو قید و بند کا مہینہ نہ سمجھا جائے۔ اس سے چھٹکارے کیلئے جلد عید آنے کا انتظار نہ ہو، غرضیکہ جب ایسا خالص روزہ رکھا جائے گا تب شکر نعمت کی اعلیٰ منزل حاصل ہوگی جب انسان بیمار ہوتا ہے تو ڈاکٹر طاقتور غذاؤں کے استعمال کا مشورہ دیتا، گلی سڑی چیزوں سے پرہیز بتاتا ہے، پھر دوا دیتا ہے جو اثر کرتی ہے۔

ہم سب بیمار ہیں ایسے بیمار کہ اس سے پہلے کبھی ایسی بیماری کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ ہماری خالص غذا نیکیاں ہیں، شریعت کی پابندی ہے۔ برائیوں خرابیوں سے پرہیز ضروری ہے، پھر دوا روزہ ہے۔ استعمال کیجئے ضرور اثر ہوگا۔

ضرور بیماری سے نجات ملے گی۔ضرور قوت و طاقت اور عزت وعظمت بحال ہوگی۔اس طرح روزہ نہ صرف خود ایک عظیم نعمت ہے بلکہ بہت سی نعمتوں کے شکر کا طریقہ ہے، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے (آمین) وصلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

Marfat.com

نشری تقریر ۱۸ مارچ ۱۹۹۱ء

روزہ اور بخشش

رمضان المبارک کے شب وروز، ایمان والوں کیلیے، ان کے پروردگار کی طرف سے رحمت و مغفرت کے پروانے لاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ کسی بندے کی طرف نظر فرمائے تو اسے کبھی عذاب نہ دیگا اور اللہ تعالیٰ رمضان کے مہینے میں ہر روز دس لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انتیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے ان کے مجموعہ کے برابر اس ایک رات میں آزاد کرتا ہے (اصبہانی)۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کیلیے رمضان کا روزہ رکھے گا اس کے گذشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے، اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کیلیے رمضان کی راتوں میں قیام کریگا اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کیلیے شب قدر کا قیام کریگا اسکے گذشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اس حدیث مبارک میں بخشش و مغفرت کے تین اسباب بیان کیے گئے ہیں۔ (۱) رمضان کا روزہ، (۲) رمضان میں قیام (۳) اور شب قدر میں قیام۔ روزہ کا معنی و مفہوم تو بالکل واضح ہے کہ کھانے پینے اور خواہش سے باز رہنے کیساتھ ساتھ، بصارت، سماعت اور ہاتھ پیروں کو بھی گناہ کی طرف بڑھنے سے روکنا، اور تراویح قیام اللیل کی واضح صورت ہے اور شب قدر کے قیام کو ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔

Marfat.com

رمضان میں روزہ دار کو افطار کرانا بھی سبب مغفرت ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا **من فطر فیه صائما کان له مغفرة لذنوبه و عتق رقبته من النار.** جس نے ماہ رمضان میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور وہ جہنم سے آزاد ہوگا۔ رمضان میں ذکر الٰہی بھی سبب مغفرت ہے، فرمایا **ذاکر اللہ فی رمضان مغفور** جو ماہ رمضان میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرے وہ بخشا گیا۔ ملائکہ کا استغفار بھی سبب مغفرت ہے، فرشتے افطار تک روزہ دار کیلئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ روزہ دار کو چاہئے کہ وہ خود بھی اس ماہ میں استغفار کرے، حدیث شریف میں ہے، اللہ تعالیٰ رمضان میں بخشش فرماتا ہے سوائے اس کے جس نے بخشش طلب کرنے سے انکار کیا۔ رمضان کے عشرۂ اوسط کے بارے میں خاص طور پر ارشاد فرمایا **او سطه مغفرة** رمضان کے درمیانی عشرہ میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت نازل ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے **اَللّٰهُمَّ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اِغْفِرْلِیْ** اے اللہ اے وسیع مغفرت والے میری بخشش فرما۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رَحْمَتَکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرْلِیْ.** اے اللہ میں تیری وسیع رحمت کے ذریعہ تجھ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔ روزہ نہ صرف یہ کہ مغفرت اور بخشش کا موثر ذریعہ ہے بلکہ یہ ایک ایسی عبادت ہے جس کے بارے میں اللہ رب عزوجل فرماتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا۔ روزہ وہ عبادت ہے جو کل قیامت کے دن کسی کو کفارہ میں نہیں دیا جائیگا بلکہ قائم رہ کر روزہ دار کی بخشش کرائے گا اور روزہ دار کو جنت میں لے جائیگا۔ تمام اعمال میں اللہ تعالیٰ نے روزہ کو اپنی ذات کی طرف

Marfat.com

نسبت فرما کر اس کی بزرگی کو ظاہر کیا اور اس کو فضیلت بخشی ہے۔ اللہ رب کریم روزوں سے ہر مسلمان کی بھی بخشش فرمائے (آمین) وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

یہ تقریر ۲۶ فروری ۱۹۹۴ء کو نشر ہوئی۔

اعتکاف

بسم اللہ الرحمن الرحیم . نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محترم سامعین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اعتکاف۔ کے معنی ہیں "ٹھہرنا"۔ دنیا کے جھمیلوں اور برائیوں سے بچ کر خدائے ذوالجلال کی طرف خاص توجہ کرنے کی غرض سے کسی مسجد میں ٹھہرنا اعتکاف کہلاتا ہے۔

رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں نو یا دس دن اعتکاف سنت موکدہ کفایہ ہے۔ یہ بھی اللہ کی عبادت کا ایک طریقہ ہے قرآن کریم میں مختلف قسم کی عبادت کرنے والوں کے ساتھ اعتکاف کرنے والوں کا بھی ذکر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وعھدنا الی ابراھیم و اسماعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود . اور ہم نے تاکید کی ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) کو کہ خوب صاف ستھرا رکھنا میرا گھر، طواف کرنے والوں، اعتکاف والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کیلئے۔

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت بصورت اعتکاف بھی پسندیدہ اور پُرانا طریقہ ہے۔ نبی کریم علیہ السلام بھی اس کو پسند فرماتے اور پابندی سے کرتے۔ چنانچہ بخاری ومسلم کی روایت ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ ثم اعتکف ازواجہ من بعدہ. حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا

Marfat.com

کرتے تھے۔ یہاں تک کہ (اسی طریقہ پر) وصال فرمایا، پھر آپ کی پاک بیویوں نے آپ کے بعد اعتکاف کیا، حضرت انس سے ایک اور روایت میں یوں منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور ایک سال اعتکاف نہیں فرمایا تو دوسرے سال بیس دن اعتکاف فرمایا۔ (ترمذی۔ ابو داؤد)۔ رمضان المبارک میں اعتکاف کی صورت یہ ہے کہ بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو اور تیسویں روزے کو غروب آفتاب کے بعد یا ۲۹ کو چاند ہونے کے بعد مسجد سے نکلے، یہ اعتکاف سنت کفایہ ہے یعنی اگر سب لوگ ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور شہر محلہ بستی میں سے ایک نے کرلیا تو سب بری الذمہ ہوگئے۔ اس اعتکاف میں روزہ شرط ہے۔

سب سے افضل اعتکاف مسجد حرام شریف میں ہے پھر مسجد نبوی میں، پھر مسجد اقصیٰ میں، پھر اس مسجد میں جہاں بڑی جماعت ہوتی ہو۔ جامع مسجد کے علاوہ ہر اس مسجد میں اعتکاف ہوسکتا ہے جس میں امام و موذن مقرر ہوں اور آسانی یہ کہ ہر مسجد میں بھی اعتکاف صحیح ہے۔ عورتیں بھی اعتکاف کرسکتی ہیں۔ لیکن اپنے گھروں میں ایک خاص جگہ مقرر کرکے، مسجد میں نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اسی طرح اعتکاف کیا کرتی تھیں۔ ہر سال رمضان المبارک میں دس دن کیلئے اعتکاف کرنے والا نہ صرف ان چند دنوں کیلئے برائیوں سے محفوظ رہتا ہے۔ بلکہ پورے سال اس پر اس عبادت کا اثر رہتا ہے۔ وہ نہ صرف حرام کاموں سے بلکہ معمولی بُری اور غیر ضروری باتوں سے بھی نفرت کرنے لگتا ہے۔ دنیا کے عیش و عشرت اور لذتوں کی طرف وہ بالکل مائل نہیں

ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام نے اعتکاف کرنے والے کے متعلق ارشاد فرمایا۔

ھو یعتکف الذنوب ویجزی لہ من الحسنات کعامل الحسنات کلھا: اعتکاف گناہوں سے روکتا ہے اور معتکف کو دوسروں کی طرح تمام نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ بیہقی، امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کرلیا تو ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کیے۔ اعتکاف کیلئے بالغ ہونا شرط نہیں ہے بلکہ نابالغ جو تمیز رکھتا ہو یہ اعتکاف کرسکتا ہے۔ اعتکاف کرنے والا مسجد سے سوائے ضرورت طبعیہ یا شرعیہ کے باہر نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا اعتکاف کرنے والا دُنیوی بات نہ کرے۔ دینوی رسائل، اخبارات، ڈائجسٹ وغیرہ نہ پڑھے۔ بلکہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ حدیث شریف پڑھے۔ درود شریف کی کثرت کرے۔ علم دین پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیھم السلام اور اولیائے عظام کی سیرت کی کتابیں پڑھے۔

اعتکاف کی یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ اگر شہر میں سے ایک مسلمان بھی اعتکاف کرلے تو سب مسلمانوں کو اس عبادت کا ثواب اور برکتیں نصیب ہوتی ہیں لیکن مسلمانوں کو اس سے دلچسپی کا مظاہرہ کرنا اور معتکف کی عزت وخدمت کرنا چاہئے اور اسکا شکر گذار ہونا چاہئے کہ اس نے سب کی طرف سے یہ نیک کام انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعتکاف کی برکتوں سے بہرہ مند فرمائے۔ (آمین) وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

نشری تقریر ۲۵ جنوری ۱۹۹۷ء

لیلۃ القدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم . نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

معزز سامعین وسامعات! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اسلام کے فرزندوں کو، اللہ تعالیٰ نے متعدد مقدس اور بابرکت راتیں عطا فرمائی ہیں۔ شب میلاد، شب معراج، شب برات اور شب قدر۔ یہ سب ہی قدر ومنزلت کی راتیں ہیں، ان راتوں کو اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کے انعام و اکرام سے نوازا ہے۔ یوں تو کوئی لمحہ اس کی عطا سے خالی نہیں ہے۔ اگر اسکی عطا نہ ہو تو عالم ویران ہو جائے۔ مگر اس کی نوازشوں کا جو انداز لیلۃ القدر میں ہوتا ہے وہ کسی اور رات میں نظر نہیں آتا۔ اس رات میں اس نے اپنا کلام اُتارا اور اس نعمت سے کتنی ہی نعمتوں کے دروازے کھلے۔

اس رات کے مجاہدوں پر، غروب آفتاب سے، سفیدیٔ سحر تک، نور برستا رہتا ہے۔ رحمتیں ہزار گنا بڑھ جاتی ہیں۔ اس رات کا منظر دیکھنے کیلئے فرشتے آسمان سے قطار در قطار اُترتے ہیں اور جب انسانوں کی عبادت کی عظمت اور ریاضتوں کے جلال پر ان کی نگاہ پڑتی ہے تو برسوں کے مان ٹوٹ جاتے ہیں اور لاکھوں سال کی عبادت پر ناز کرنے والے قدوسیوں کو ایک رات کے عابدوں پر سلام بھیجنا پڑتا ہے۔ سلام ھی حتی مطلع الفجر ۝

اس رات کو رب کریم عزوجل نے ہزاروں راتوں سے افضل و بہتر قرار دیتے ہوئے فرمایا لیلۃ القدر خیر من الف شھر ۝ جبریل امین اور

Marfat.com

فرشتے زمین پر خالی نہیں آتے بلکہ اللہ کی جانب سے پیغام سلامتی لیکر اترتے ہیں اور سلام وکلام کا یہ سلسلہ صبح صادق تک جاری رہتا ہے۔قرآن کریم نے متفرق مقامات پر اس کی تعریف میں اس طرح وضاحت فرمائی ہے۔

☆ یہ ایک مبارک رات ہے۔اس رات کو حکمت والے احکام نازل ہوئے اور آسمان دنیا پر وہ کتاب مبین اتاری گئی جو ہمیشہ کیلئے انسانوں کو ہدایت اور رہنمائی کا کام دے گی۔

☆ اسی رات میں نور خداوندی کی پہلی جھلک سے دنیا کی نگاہیں آشنا ہوئیں۔ اس رات ملائکہ رحمت اور جبریل علیہ السلام ہر امر کے متعلق جو آئندہ سال میں ہونا مقدر ہوتا ہے اللہ کا حکم لیکر نازل ہوتے ہیں۔اس رات نزول ملائکہ اسلئے ہوتا ہے کہ فرشتے اس امت کے عبادت گزاروں کو دیکھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بن دیکھے کس قدر محبت کرتے ہیں اور ارواح طیبہ اور افراد قدسیہ کے درمیان انس ومحبت پیدا ہو۔فرشتے ان عابدین پر سلام بھیجیں جو رمضان کی ان راتوں میں معبود حقیقی، اللہ رب العزت کی لگن میں محو عبادت نظر آئیں۔شب قدر تھوڑی عبادت سے زیادہ ثواب حاصل کرنیکا ایک بہترین موقع ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے بنی اسرائیل کے حالات بیان فرما رہے تھے کہ شمعون نامی ایک زاہد کے متعلق فرمایا: یہ شخص اپنی کثرت عبادت کی وجہ سے ضرب المثل بن گیا تھا۔اسنے ہزار مہینے عبادت کی۔ ہر دن روزہ رکھتا۔ کافروں سے جہاد کرتا۔رات بھر عبادت میں گذارتا تھا۔صحابہ کرام نے عرض کی! یارسول اللہ ہم کس طرح اس شخص کے ثواب کو پہنچ سکتے ہیں؟ کیونکہ ہماری عمر تو زیادہ سے زیادہ ساٹھ ستر برس ہے۔اس میں تیسرا حصہ سونے میں گذر جاتا

Marfat.com

ہے۔ کچھ وقت تساہل اور بیماریوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ کچھ معاش کی تلاش اور ایسی ہی دوسری ضروریات میں صرف ہو جاتا ہے۔ اب عبادت کیلئے کیا بچا؟ یہ سنکر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افسردہ ہوئے۔ اس پر سورۃ قدر نازل ہوئی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کی امت کی عمریں اگر چہ کم ہیں لیکن ہم نے انہیں ایک رات ایسی عنایت فرمائی ہے کہ اس رات کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یعنی بندوں کی عمر نہیں بڑھ سکتی۔ اجر تو بڑھ سکتا ہے۔ ہزار ماہ کی طویل عمر نہ سہی۔ ہم تمہیں ایک ہی رات میں ہزار ماہ کا اجر دے دیتے ہیں۔

گویا اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس رات اپنے بندوں کیلئے قرب خاص کی بشارت ہے اور وہ اعلیٰ اور عظیم رب بندوں سے یہ چاہتا ہے کہ ان برکات اور فائدوں کے حصول کیلئے اپنے دامن پھیلاؤ۔ بے تابانہ آگے بڑھو اور زندگی کی سب سے زیادہ گراں مایہ لیلۃ القدر سے اپنی دنیا اور آخرت کی جھولیاں بھرلو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شب قدر میں اللہ کے حکم سے جبریل امین ساکنان سدرۃ المنتہی سے سات ہزار فرشتے لیکر زمین پر نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ہر ایک کے پاس نور کے نیزے ہوتے ہیں۔ حضرت جبریل اپنے نیزے زمین پر گاڑ دیتے ہیں۔ ایک کعبہ کے نزدیک، دوسرا مقام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے متصل۔ تیسرا مقام بیت المقدس کے پاس اور چوتھا مقام مسجد طور سینا کے نزدیک۔ پھر یہ فرشتے پھیل جاتے ہیں اور ہر مکان و سواری میں داخل ہوتے ہیں اور اللہ کی تہلیل و تسبیح میں لگ جاتے ہیں۔ امت محمدیہ کی بخشش کی دعائیں مانگتے ہیں۔ جب صبح صادق کے وقت یہ فرشتے واپس لوٹتے ہیں تو جبریل امین یہ مژدہ سناتے ہیں کہ اس ارحم

Marfat.com

الراحمین نے نیکوں کی شفاعت سے بُروں کو بخشنے کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ رب کریم جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے پاس امت محمدیہ کیلئے اس قدر خلعتیں اور عطیے ہیں کہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے اور نہ کسی کان نے سنے اور نہ ان کا خیال کسی آدمی کے دل میں گذرا۔ اسی مقدس شب قدر مین، لوح محفوظ سے قرآن یکبارگی اتارا گیا اور آسمان دنیا کے بیت العزت میں رکھا گیا۔ جبریل امین علیہ السلام رمضان کے مہینے میں پورا قرآن، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا کرتے تھے۔ (غنیۃ الطالبین)۔ قرآن کریم فیاض ہے، اسے نازل کرنے کیلئے رات بھی ایسی ہی ہونی چاہئے تھی کہ جو اپنی فیاض میں آخری سرحدوں کو پہنچی ہوئی ہو۔ اس لئے قرآن کریم کو شب قدر جیسی فیاض شب میں نازل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنی صفات کا امین بنانا چاہتا تھا تو اس کیلئے وقت بھی ایسا درکار تھا جس میں بندوں کو اپنے رب سے کچھ مناسبت ہوتی۔ رمضان میں بندے اپنے مولا کا قرب حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ تنزیہہ وتقدیس کی ایک جھلک کے حصول کی خاطر، کھانے پینے اور دوسرے طبعی تقاضوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر جب مادیت کے حجاب اٹھتے ہیں تو سینۂ بشریت، اسرار وحی کے لائق ہو جاتا ہے۔ شب قدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کسی بھی ایک رات میں ہوتی ہے۔ مفسرین میں سے اکثر کا مختار یہی ہے کہ شب قدر رمضان کی ۲۷ ویں شب ہے۔ شب قدر میں فرشتوں کا سلام سلامتی کا ضامن ہوتا ہے۔ سات فرشتوں نے آ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا تو ان پر نار نمود برداً و سلاماً ہوگئی، لیلۃ القدر کے عابدوں پر جب لاتعداد فرشتے آ کر سلام کرتے ہیں تو کیونکر یہ امید نہ کی جائے کہ ان پر نار جہنم امن و سلامتی ہو

جائے گی۔اسی سلامتی اور نعمت کو پانے کیلئے اپنی نیند اور آرام کو چھوڑ کر مصیبت
سے خائف، قلت طاعت پر نادم۔فرزندان اسلام اس تاریخ کو ساری رات
کھڑے رہتے ہیں۔

Marfat.com

نشری تقریر یکم مارچ ۱۹۹۴ء

روزہ اور صدقۂ فطر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سامعین کرام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد مسلمان متقی ہو گئے ان کا دل گناہوں سے پاک ہو گیا۔ تراویح اور روزے اور دیگر نیکیوں کی وجہ سے ان کے گناہ بخش دیئے گئے۔ قلب وذہن سے سیاہی اسطرح صاف ہو گئی جس طرح سونا بھٹی میں تپنے کے بعد خالص اور صاف ہو جاتا ہے۔ اب عید الفطر منانے کا وقت ہے۔ عید کی تقریبات کا آغاز کرنے سے پہلے صحیح عید منانے کیلئے، عید کے شرعی پروگرام کا جاننا بھی ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم ہے۔ اس پروگرام کا پہلا عمل صدقہ فطر ادا کرنا ہے۔ یہ عید الفطر کی فجر طلوع ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے اور نماز عید سے پہلے ادا کیا جاتا ہے۔ جس سے اس خوشی کے دن غریبوں کی تنگدستی دور ہو جاتی ہے اور وہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ان کی خوشیوں میں شریک ہو جاتے ہیں۔ معاشرے سے غربت دور کرنے کیلئے بہت سی تدابیر اختیار کی جاتی ہیں۔ لیکن اگر مسلمان کامل امانت ودیانت کیساتھ صدقۂ فطر ادا کر دیں تو چند گھنٹوں میں بہت بڑے مسئلہ کا ایک حصہ ختم ہو جاتا ہے۔ روزہ کے ساتھ صدقہ فطر کا گہرا تعلق ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا نے کہا کہ فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ الفطر طهر الصيام من اللغو والرفث وطعمة للمساكين. رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے صدقہ

فطراس لئے مقرر فرمایا تا کہ لغو اور بے ہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور دوسری طرف مساکین کیلئے خوراک ہو جائے (ابوداؤد)

دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کا روزہ آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتا ہے جب تک صدقہ فطرہ ادا نہ کردے (دیلمی، خطیب، ابن عساکر) یعنی جب تک بندہ، روزوں کے اختتام پر شکرانہ کے طور پر یہ صدقہ ادا نہ کریگا۔ اس کا روزہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بلند نہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کی مزید فضیلت میں یوں ارشاد فرمایا **اما غنیکم فیزکیه الله واما فقیر کم فیرد علیه اکثر مما اعطاه**، خدائے تعالیٰ اسکی بدولت تمہارے غنی کو پاک کرتا ہے اور فقیر کو اس سے زیادہ دیتا ہے جتنا کہ اس نے دیا (ابوداؤد)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر اپنے اس فرمان ذیشان کی ذریعہ نافذ فرمایا جس کو حضرت عمرو بن شعیب روایت کرتے ہیں کہ حضور نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ شریف کی گلیوں میں اعلان کردے کہ صدقۂ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے (ترمذی) خواہ مرد ہو یا عورت بالغ ہو یا نابالغ (ترمذی) دوسری روایت میں اس کی مزید وضاحت یوں ہوتی ہے کہ صدقۂ فطر ہر صاحب نصاب پر اپنی اور اپنے بچوں کی طرف سے واجب ہے۔ صدقۂ فطر کے مسئلہ میں مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کا مالک ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامان تجارت اس کی ملکیت میں ہو یا سونا چاندی اس مقدار سے الگ الگ تو کم ہوں، مگر دونوں کی قیمت ملانے سے سونے یا چاندی کا نصاب قیمتاً ہو جائے۔ صدقۂ فطر واجب ہونے کیلئے روزہ

Marfat.com

رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر مثلاً سفر، مرض وغیرہ کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔ مستحب یہ ہے کہ عید کے دن طلوع فجر کے بعد عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر نکال لیا جائے اور ماہ رمضان اور رمضان سے پہلے بھی صدقۂ فطر ادا کرنا جائز ہے۔ صدقۂ فطر کی مقدار ہر ایک آدمی کیلئے نصف صاع گیہوں یا گیہوں کا آٹا ہے اور قیمت دینا چاہے تو نصف صاع آٹے کی قیمت دے۔ گندم کے علاوہ جَو کھجور مُنقّیٰ وغیرہ بھی دے سکتے ہیں جن کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔ حدیث شریف میں صدقہ فطر کی مقدار کو صاع سے بیان کیا گیا ہے صاع وہ پیمانہ ہے جس میں سات سو بیس مثقال جو آئیں، ایک مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے، خلاصہ یہ کہ نئے پیمانے سے آدھے صاع کا وزن دو کلو اور تقریباً ۱۰۰ گرام ہوگا۔ لہذا اگر قیمت دیں تو اتنے وزن آٹے کی قیمت لازم ہے۔

صدقہ فطر اگر ایک جانب روزوں کی قبولیت کا سبب ہے، غریبوں کی خورد و نوش کا انتظام احسن ہے تو دوسری جانب اسکے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صدقہ دیا کرو" کیونکہ وہ فقیر کو زندہ رکھتا اور گناہ کو یوں مٹاتا ہے جیسے پانی آگ کو۔ اور فرمایا کہ دوزخ سے بچو، اگرچہ آدھے ہی خرمے کی بدولت۔ اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو میٹھی بات ہی سہی۔ آپ نے فرمایا صدقہ شر کے دروازوں میں سے ستر دروازے بند کردیتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا جو تندرستی میں دیا جائے۔ خلاصہ یہ کہ صدقہ فطر ادا کرنے سے یہ تمام نعمتیں بھی حاصل ہو جاتی ہیں اور اس کے ادا کرنے سے روزہ میں جو خلل واقع

Marfat.com

ہواس کی تلافی بھی ہو جاتی ہے۔یارب کریم ہمارے روزوں اور صدقہ کو قبول فرما۔(آمین)۔وآخردعوانا ان الحمدللہ رب العالمین ٥

Marfat.com

احکامِ زکوٰۃ

الحمدُ لولیّہٖ والصّلوٰۃ والسّلامُ علیٰ نبیّہٖ سیّدنا محمّدٍ
وّآلہٖ وصحبہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الرّاحمین

زکوٰۃ

زکوٰۃ اعظم فروض دین واہم ارکان اسلام ہے ولہذا قرآن عظیم میں تیس جگہ نماز کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا اور طرح طرح سے بندوں کو اس فرض کی اہمیت کی طرف بلایا۔ صاف صاف فرمادیا کہ ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ زکوٰۃ دی تو مال میں سے اتنا کم ہوگیا بلکہ اس سے مال بڑھتا ہے یمحق اللہ الربٰوا ویربی الصدقات، بعض درختوں میں کچھ اجزائے فاسدہ اس قسم کے پیدا ہوتے ہیں کہ پیڑ کی اٹھان کو روک دیتے ہیں۔ احمق نادان انہیں نہ تراشے گا کہ میرے پیڑ سے اتنا کم ہوجائے گا پر عاقل ہوشمند تو جانتا ہے ان کے چھانٹے سے یہ نونہال لہلہا کر درخت بنے گا۔ ورنہ یوں ہی مرجھا کر رہ جائے گا۔ یہی حساب زکوتی مال کا ہے۔

حدیث میں ہے حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں ماخالطت الصدقۃُ اومالُ الزکوٰۃِ مالًا اِلّا افسدتہ زکوٰۃ کا مال جس مال میں ملا ہوگا اسے تباہ وبرباد کرے گا۔ (بزار، بیہقی، راوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

حدیث میں ہے حضور والا ﷺ فرماتے ہیں ماتلف مال فی بر و بحر الابحبس الزکوٰۃ۔ خشکی وتری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ دینے ہی سے تلف ہوتا ہے۔ (طبرانی اوسط، راوی حضرت ابوہریرہ از فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

Marfat.com

حدیث میں ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں من ادی زکوۃ ماله فقد اذهب الله عنه شره' جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی بے شک اللہ تعالیٰ نے اس مال کا شر اس سے دور فرما دیا۔ (حاکم، طبرانی اوسط، راوی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

حدیث میں ہے حضور اعلیٰ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں حَصِنُوا اموالکم بالزکوٰۃ وداووا مرضاکم بالصدقۃ اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو زکوٰۃ دے کر اور اپنے بیماروں کا علاج کرو خیرات سے (ابوداؤد، طبرانی، بیہقی)

مسائل متعلق احکام زکوٰۃ

۱۔ زکوٰۃ فرض ہے، اس کا منکر کافر، اور نہ دینے والا فاسق، اور قتل کا مستحق ہے اور ادا میں تاخیر کرنے والا گناہگار، و مردود الشہادۃ ہے کہ اس کی گواہی مقبول نہیں۔ (عالمگیری)

۲۔ مباح کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ مثلاً فقیر کو بہ نیتِ زکوٰۃ کھانا کھلایا زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کہ مالک کر دینا نہیں پایا گیا ہاں اگر کھانا دے دیا کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہو گئی۔ یونہی بہ نیت زکوٰۃ فقیر کو کپڑا دیا یا پہنایا ادا ہو گئی۔ (درمختار)

۳۔ نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں اور جنون اگر پورے سال کو گھیر لے تو زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر سال کے اوّل آخر میں افاقہ ہوتا ہے اور باقی زمانہ جنون میں گزرتا ہے تو واجب ہے (عالمگیری)

۴۔ نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دین (قرض) ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتا تو زکوٰۃ واجب نہیں خواہ وہ دین بندہ کا ہو جیسے قرض زرِ ثمن۔ کسی چیز کا تاوان یا اللہ عزوجل کا دین ہو جیسے زکوٰۃ، خراج، مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گزر گئے زکوٰۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکوٰۃ واجب ہے دوسرے سال کی نہیں

Marfat.com

کہ پہلے سال کی زکوٰۃ جو اس پر دین ہے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتا لہٰذا دوسرے سال کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ (ردالمحتار)

۵۔ دین (قرض) اس وقت مانع زکوٰۃ ہے جب زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے کا ہو اور اگر نصاب پر سال گزرنے کے بعد کا ہو تو اس زکوٰۃ پر اس دین کا کچھ اثر نہیں (ردالمحتار)۔

۶۔ جو دین میعادی ہو وہ مذہب صحیح میں وجوب زکوٰۃ کو مانع نہیں۔ (ردالمحتار)

۷۔ چونکہ عادتاً مہر کا مطالبہ نہیں ہوتا لہٰذا اگرچہ شوہر کے ذمہ کتنا ہی دینِ مہر ہو جب وہ مالک نصاب ہے زکوٰۃ واجب ہے۔ (عالمگیر)

۸۔ حاجتِ اصلیہ یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس میں زکوٰۃ واجب نہیں جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، پیشہ وروں کے اوزار، اہل علم کے لئے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لئے غلہ (عالمگیری وغیرہ)

۹۔ موتی اور جواہر پر زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ ہزاروں کے ہوں۔ ہاں اگر تجارت کی نیت سے لئے تو واجب ہوگئی۔ (درمختار)

۱۰۔ جو شخص مالک نصاب ہے، اگر درمیان سال میں کچھ اور مال اسی کی جنس سے اس کی ملک میں آیا تو اس نئے مال کا جدا سال نہیں بلکہ پہلے مال کا ختم سال، اس کے لئے بھی سال تمام ہے اگرچہ سال تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہے۔ خواہ وہ مال اس کے پہلے مال سے حاصل ہوا ہو یا میراث وہبہ یا اور کسی جائز ذریعہ سے اس کی ملک میں آیا ہو اور دوسری جنس کا ہے مثلاً پہلے اس کے پاس اونٹ تھے اب بکریاں ملیں تو اس کے لئے جدید سال

Marfat.com

شمار ہوگا۔(جوہرہ)

۱۱۔ سونا چاندی تو مطلقاً ایک ہی جنس ہیں خواہ ان کی کوئی چیز ہو (مثلاً زیور، برتن، اسباب وغیرہ) اور مال تجارت بھی انہیں کی جنس سے گنا جائے گا اگرچہ کسی قسم کا ہو کہ آخر اس کی زکوٰۃ بھی سونے چاندی سے قیمت لگا کر دی جاتی ہے تو یہ سب مال سونا چاندی ہی کی جنس سے ہیں۔ اور وسط سال میں حاصل ہوئے تو سونے چاندی کے ساتھ شامل کردیئے جائیں۔ بشرطیکہ اس میں ملانے سے کسی مال پر سال میں دوبار لازم نہ آئے۔ مثلاً اس کے پاس ایک نصاب بکریوں اور ایک نصاب دراہم کا تھا۔ اس نے دراہم کی زکوٰۃ ادا کردی اور ان کے عوض اور بکریاں لیں تو ان نئی بکریوں کے لئے آج سے سال شمار کیا جائے۔ اگلی بکریوں میں انہیں نہ ملائیں گے کہ آخر یہ اسی روپیہ کی ہیں۔ جس کی زکوٰۃ اس سال کی بابت ادا ہوچکی اب اگر انہیں بکریوں کے نصاب میں ملاتے ہیں تو ایک مال پر ایک سال میں دوبار زکوٰۃ لازم آئی جاتی ہے اور یہ جائز نہیں۔ (افادات رضویہ بحوالہ تنویر الابصار و درمختار)

۱۲۔ سونے کا نصاب بیس مثقال ہے یعنی ساڑھے سات تولے ۱/۲ ۷، (87.479 گرام) اور چاندی کا دو سو درم یعنی ساڑے باون تولے ۱/۲ ۵۲، (650.350 گرام)، خواہ وہ ویسے ہی ہوں یا ان کے سکے جیسے روپے، اشرفیاں (یا ان کی قیمت کے نوٹ یا روپے پیسے جب کہ ان کا رواج اور چلن ہو کہ یہ بھی ثمن اصطلاحی ہیں، یا سونے چاندی کی بنی ہوئی کوئی چیز خواہ اس کا استعمال جائز ہو جیسے عورت کے لئے زیور یا مرد کے لئے چاندی کی ایک نگ کی ایک انگوٹھی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی۔ یا استعمال ناجائز ہو۔ جیسے چاندی سونے کے برتن، گھڑی، سرمہ دانی، سلائی کہ ان کا استعمال مرد عورت سب کے لئے حرام ہے۔ غرض جو کچھ ہو زکوٰۃ سب کی فرض ہے۔ (درمختار)

Marfat.com

۱۳۔ شریعت مطہرہ نے سونے چاندی کے نصاب پر کہ حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو۔قمری سال یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے گذرنے کے بعد چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں مقرر فرمایا ہے۔ پھر نصاب کے بعد کچھ زیادتی ہے اگر نصاب مذکورہ کے پانچویں حصے تک نہ پہنچے تو معاف ہے۔اس پر کچھ واجب نہیں یونہیں پانچویں حصے کے بعد جو زیادتی ہے اگر وہ بھی پانچواں حصہ ہے تو اس کا چالیسواں حصہ فرض ہوگا ورنہ معاف وعلی ہذا القیاس مال تجارت کا بھی یہی حکم ہے (درمختار)

۱۴۔ زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کے لئے مال علیحدہ کرتے وقت، نیت زکوٰۃ شرط ہے۔نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ یہ مال زکوٰۃ ہے۔(عالمگیری)

۱۵۔ سال بھر تک خیرات کرتا رہا۔اب نیت کی کہ جو کچھ دیا وہ زکوٰۃ ہے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی۔(عالمگیری)

۱۶۔ مال کو بہ نیتِ زکوٰۃ علیحدہ کردینے سے بری الذمہ نہ ہوگا جب تک فقیروں کو نہ دیدے۔ یہاں تک کہ اگر وہ مال جاتا رہا تو زکوٰۃ ساقط نہ ہوئی اور مر گیا تو اس میں وراثت جاری ہوگی۔(مختار، ردالمحتار)

۱۷۔ زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز وتکفین (کفن دفن) میں یا مسجد کی تعمیر میں صرف نہیں کرسکتے کہ تملیک فقیر نہیں (مالک کردینا نہ پایا گیا) اوران امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کردیں اور وہ صرف کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا۔ بلکہ حدیث میں آیا کہ اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسے دینے والے کو اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔(ردالمحتار)

۱۸۔ زکوٰۃ اعلانیہ اور ظاہر طور پر دینا افضل ہے اور نفلی صدقہ چھپا کر دینا افضل

Marfat.com

(عالمگیری) زکوٰۃ میں اعلان اس وجہ سے کہ چھپا کر دینے میں لوگوں کو تہمت اور بدگمانی کا موقع ملے گا نیز اعلان اوروں کے لئے باعثِ ترغیب ہے کہ اسے دیکھ اور لوگ بھی دیں گے مگر یہ ضرور ہے کہ ریا نہ آنے پائے کہ ثواب جاتا رہے گا بلکہ گناہ واستحقاق عذاب ہے (بہارِ شریعت)

۱۹۔ زکوٰۃ دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکوٰۃ کہہ کر دے بلکہ صرف نیت زکوٰۃ (یعنی دل کا پکا ارادہ) کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیت زکوٰۃ ہو تو زکوٰۃ ادا ہوگی۔ (عالمگیری) یوں ہی نذر یا ہدیہ یا پان کھانے یا بچوں کو مٹھائی کھانے یا عیدی کے نام سے دی ادا ہوگئی بعض محتاج ضرورت مند زکوٰۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے انہیں زکوٰۃ کہہ کر دیا جائے گا تو نہیں لیں گے۔ لہٰذا زکوٰۃ کا نہ کہے۔ (بہارِ شریعت)

۲۰۔ مالکِ نصاب سال تمام سے پیشتر بھی زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے بشرطیکہ سال تمام پر بھی اس نصاب کا مالک رہے اور اگر ختم سال پر مالک نصاب نہ رہا تو جو کچھ دیا ہے نفل ہے۔ (عالمگیری)

۲۱۔ مالک نصاب پیشتر سے چند سال کی بھی زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ (عالمگیری) لہٰذا مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا زکوٰۃ میں دیتا رہے۔ ختم سال پر حساب کرے اگر زکوٰۃ پوری ہوگئی فبہا اور کچھ کمی ہو تو اب فوراً دے دے تاخیر جائز نہیں نہ اس کی اجازت کہ اب تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرے بلکہ جو کچھ باقی ہے کُل فوراً ادا کر دے اور زیادہ دیدیا ہے تو آئندہ سال میں مجرا کر دے۔ (بہارِ شریعت)

تنبیہ ضروری

Marfat.com

اس سال پر کیا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا فرض ہو چکا تو اب تفریق وتدریج یعنی تھوڑا تھوڑا کر کے دینا ممنوع ہو گا بلکہ فوراً کل ادا کرے۔ اب اس میں تاخیر کرنا باعث گناہ ہے۔ بلکہ ہمارے بہت سے ائمہ نے صاف وصریح الفاظ میں فرمایا کہ اس کی ادا میں دیر کرنے والا مردود الشہادۃ ہے پھر اس تاخیر میں سو آفتیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ وقتِ موت معلوم نہیں۔ ممکن ہے ادائے زکوٰۃ سے پہلے آ جائے۔ تو سب کے نزدیک گنہ گار ہو گا۔ اسی طرح تھوڑا تھوڑا کر کے دینے میں بھی دقتوں کا احتمال ہے۔

فرض کرو کہ آدمی جانی اور مالی حادثوں سے محفوظ بھی رہا تو نفس پر اعتماد کسے ہے۔ ممکن ہے کہ بہکا دے اور آج جو دینے کا ارادہ ہے کل یہ بھی نہ رہے۔

یہاں چند باتیں ہیں جو لوگوں کو تھوڑا تھوڑا کر کے دینے پر آمادہ کرتی ہیں۔ کبھی یہ خیال کہ جس وقت جس حاجت مند کو دینا زیادہ مناسب سمجھیں اسے دیں۔ کبھی سائل زیادہ آتے ہیں یہ چاہتا ہے کہ مال زکوٰۃ ان کے لئے رکھ چھوڑے کہ وقتاً فوقتاً دیا کرے۔ کبھی یکمشت دینا ذرا نفس پر گراں گزرتا ہے اور تھوڑا تھوڑا نکلتا جائے گا تو معلوم نہ ہو گا۔ جنہیں یہ خیال ہو ان کے لئے راہ یہی ہے کہ زکوٰۃ پیشگی دیا کریں۔ مثلاً ماہ مبارک رمضان میں ان پر سال تمام ہوتا ہے تو رمضان ۱۴۱۱ھ کے لئے شوال ۱۴۱۰ھ سے دینا شروع کریں اور ختم سال تک تھوڑا تھوڑا ادائے اور مصلحت کے مطابق دیتے رہیں اور سال ختم ہو تو حساب کر لیں اس میں ان کا مقصود بھی حاصل ہو گا اور شرعی گرفت سے بھی محفوظ رہیں گے۔ (افادات رضویہ ملتقطاً)

۲۲۔ سونا چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو جس کی قیمت سونے چاندی کے نصاب کو پہنچے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ یعنی قیمت کا چالیسواں حصہ اور اگر اسباب کی قیمت تو نصاب کو نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس مالِ تجارت کے علاوہ سونا چاندی بھی ہے تو اس کی

Marfat.com

قیمت سونا چاندی کے ساتھ ملا کر مجموعہ کریں اگر مجموعہ نصاب کو پہنچا زکوٰۃ واجب ہے۔ (درمختار)

۲۳۔ کسی کے پاس سونا ہے اور چاندی بھی مگر دونوں میں سے کوئی بقدر نصاب نہیں تو سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ملائیں اگر ملانے اور قیمت لگانے پر بھی نصاب نہیں ہوتا تو کچھ نہیں ورنہ زکوٰۃ ادا کریں اور سونے کی قیمت چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کرتے وقت واجب ہے کہ وہ کریں جس میں نصاب پورا ہو اور فقیروں کو زیادہ نفع (درمختار ردالمحتار وغیرہ)

۲۴۔ کرایہ پر اٹھانے کے لئے دیگیں (یا اور ایسی ہی چیزیں) ہوں انکی زکوٰۃ نہیں ہوتی یوں ہی کرائے کے مکان کی (عالمگیری)

۲۵۔ جو مال کسی پر دین (ادھار) ہو اس کی تین صورتیں ہیں پہلا دین قوی جیسے قرض جسے عرف میں دستگرداں کہتے ہیں اور مال تجارت کا ثمن یا مالِ تجارت کا کرایہ مثلاً کوئی مکان یا زمین بہ نیت تجارت خریدی اور اسے کرائے پر دے دیا یہ کرایہ اگر اس پر دین ہے تو دین قوی ہوگا اور دین قوی کی زکوٰۃ بحالتِ دین اسی وقت سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی مگر اس کا ادا کرنا اس وقت واجب ہے جب پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہو جائے مگر جتنا دین وصول ہوگا اتنی ہی زکوٰۃ واجب الادا ہے۔

دوسرے دین متوسط کہ کسی غیر تجارتی مال کا بدل ہو مثلاً گھر کا غلہ یا اور کوئی شے حاجت اصلیہ کی بیچ ڈالی اور دام خریدار پر باقی ہیں اس صورت میں زکوٰۃ دینا اس وقت لازم آئے گا کہ دو سو درم (یعنی مال بقدرِ نصاب) پر قبضہ ہو جائے۔

تیسرے دین ضعیف جو غیر مال کا بدل ہو جیسے مہر، بدلِ خلع۔ اس میں زکوٰۃ دینا اس

Marfat.com

وقت واجب ہے کہ نصاب پر قبضہ کرنے کے بعد سال گزر جائے یااس کے پاس کوئی نصاب اس جنس کا ہے اوراس کا سال تمام ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے۔(درمختاروغیرہ)

۲۶۔ روپے کے عوض کھانا، کپڑا، غلّہ وغیرہ فقیر کو دے کر مالک کردیا تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی مگراس چیز کی قیمت جو بازار کے بھاؤ ہے وہی ہوگی اور وہی زکوٰۃ میں سمجھی جائے گی بالائی مصارف مثلاً بازار سے لانے میں جو مزدور کو دیا ہے، یا گاؤں سے منگوایا تو کرایہ چنگی وضع نہ کریں گے یا پکوا کر دیا تو پکوائی یا لکڑیوں کی قیمت ان سے منہانہ کریں بلکہ اس پکی ہوئی چیز کی جو قیمت بازار میں ہواس کا اعتبار ہوگا۔(درمختار عالمگیری)

۲۷۔ عورت کے پاس زیور ہے اگر جہیز کا ہے یااس کے شوہر نے بنوا کر اسے مالک کردیا ہے تو زکوٰۃ عورت پر ہے شوہر سے کچھ تعلق نہیں اور اگر زیور شوہر کا ہے عورت کو پہننے کو دیا ہے تو زکوٰۃ شوہر پر ہے عورت سے تعلق نہیں۔(افادات رضویہ)

۲۸۔ عورت کے پاس زیورات کے سوانقدی کچھ نہیں شوہراس کو ہر سال کے ختم پر زکوٰۃ ادا کرنے کے واسطے روپیہ اس شرط پر دینا چاہتا ہے کہ وہ یہ روپیہ اپنے قرض واجب الادا یعنی مہر نکاح میں وضع کرتی رہے اس طرح لینا دینا دونوں جائز ہیں اور دونوں کے لئے اجر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

۲۹۔ شوہر پر لازم نہیں کہ عورت کی زکوٰۃ ادا کرے اگر نہ دے گا تو اس پر لازم نہیں۔عورت مالک زیور جس پر زکوٰۃ فرض ہے(اگرچہ شوہر والی نہ ہو۔) اسے لازم ہے کہ جہاں سے جانے زکوٰۃ دے اگرچہ زیور ہی فقیر کو دے کر یا بیچ کر اس کی قیمت سے۔ (افادات رضویہ)

۳۰۔ جس روپے میں سے زکوٰۃ پہلے سال سے دی جائے اور باقی روپیہ بدستور

رکھا رہا اگر چہ دس برس رکھا رہے زکوٰۃ واجب ہوگی جب تک نصاب سے کم نہ ہو جائے۔ یہ اس لئے کہ جب پہلے سال کی زکوٰۃ نہ دی دوسرے سال اس قدر کا مدیون (قرضدار) ہے تو اتنا کم کر کے باقی پر زکوٰۃ ہوگی۔

تیسرے سال اگلے دو برسوں کی زکوٰۃ اس پر دین ہے تو مجموع کم کر کے باقی پر ہوگی یوہیں اگلے سب برسوں کی زکوٰۃ منہا کر کے جو بچے اگر خود، یا اس کے اور مالِ زکوٰۃ سے مل کر نصاب ہے تو زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں (فتاویٰ رضویہ)

وہ لوگ جن پر مالِ زکوٰۃ صرف کیا جائے

(۳۱) ۱: **فقیر**۔ یہ وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی قدر ہو تو اس کی حاجتِ اصلیہ میں مستغرق ہو مثلاً رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، سواری کا جانور، ہتھیار، اہل علم کے لئے کتابیں جو اس کے کام میں ہوں کہ یہ سب حاجتِ اصلیہ سے ہیں۔ (ردالمحتار)

۳۲۔ اگر مدیون ہے اور دین نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے تو فقیر ہے اگر چہ اس کے پاس کئی نصابیں ہوں (ردالمحتار)

۳۳۔ فقیر اگر عالم ہو تو اسے دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے (عالمگیری) مگر عالم کو دے تو اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا اعزاز مدنظر ہو۔ ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو نذر دیتے ہیں اور معاذ اللہ عالم دین کی حقارت اگر قلب میں آئی تو یہ ہلاکت اور بہت سخت ہلاکت ہے۔ (بہارِ شریعت)

(۳۴) ۲: **مسکین**۔ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ

کھانے اور بدن چھپانے کے ئے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال حلال ہے۔ فقیر کو سوال کرنا ناجائز کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہے اسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال حرام ہے (عالمگیری)

(۳۵) **۳: فی سبیل اللہ۔** یعنی راہ خدا میں صرف کرنا اس کی چند صورتیں ہیں۔ مثلاً کوئی شخص حج کو جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس مال نہیں تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ مگر اس کو حج کے لئے سوال کرنا جائز نہیں یا طالب علم کہ علم دین پڑھتا یا پڑھنا چاہتا ہے اسے بھی دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہِ خدا میں دینا ہے۔

یوں ہیں ہر نیک بات میں زکوٰۃ صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے جب کہ بطور تملیک ہو کہ بغیر تملیک زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔ (درمختار)

۳۶۔ بہت سے لوگ مالِ زکوٰۃ اسلامی مدارس میں بھیجتے ہیں ان کو چاہئے کہ متولی یا مہتمم مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مالِ زکوٰۃ ہے تا کہ وہ اس مال کو جدا رکھے اور دوسرے مال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر صرف کرے کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (بہارِ شریعت)

تنبیہ ضروری

۳۷۔ وہ طلبہ جو فضولیات ولغویات فلسفہ وسائنس میں مشغول رہتے ہیں یا وہ طلبہ جو بظاہر علمِ دین پڑھتے اور حقیقۃً دین ڈھانا چاہتے ہیں مثلاً وہابیوں سے پڑھتے ہیں ان کے پاس اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ ایسوں سے عملاً یہی مشاہدہ ہو رہا ہے کہ بد باطنی و خباثت کی وجہ سے اللہ رسول کی جناب میں گستاخی کرنے میں بے باک ہوتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات اور بزرگانِ

Marfat.com

دین کا مذاق اڑانے اور محبوبانِ خدا کی پاک جنابوں میں گستاخانہ زبانیں کھولنے سے ذرا نہیں شرماتے ایسوں کو زکوٰۃ وفطرہ صدقات وخیرات دینا درکناران کو پاس بھی نہ آنے دینا چاہئے کہ اپنے دین ومذہب کو برباد کرنے والے تمہارے دین ومذہب کا کیا لحاظ رکھیں گے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

دور شو از اختلاط یا ربد　　یارِ بد، بدتر بود از ماربد

مارِ بد تنہا ہمیں برجاں زند　　یارِ بد، بر دین و بر ایماں زند

(ترجمہ: برے دوست کے ساتھ ملنے جلنے سے باز رہ، برادوست زہریلے سانپ سے بھی برا ہے، زہریلا سانپ تو جان لیتا ہے، مگر برادوست دین وایمان دونوں کو لے جاتا ہے)

(۳۸) ۴: **ابن السبیل**۔ یعنی مسافر جس کے پاس مال نہ رہا تو بقدر ضرورت مالِ زکوٰۃ لے سکتا ہے اس سے زیادہ اسے لینا روا نہیں۔ اگرچہ اس کے گھر مال موجود ہو (عالمگیری)

۳۹۔ مسافر یا اس مالک نصاب نے جس کا اپنا مال دوسرے پر دَین ہے بوقت ضرورت، مالِ زکوٰۃ بقدر ضرورت لیا پھر اپنا مال مل گیا۔ مثلاً مسافر گھر پہنچ گیا یا مالکِ نصاب کا دین وصول ہو گیا تو جو کچھ زکوٰۃ میں باقی ہے اب بھی اپنے صرف میں لاسکتا ہے (ردالمحتار)

۴۰۔ فقیر پر دین ہے اس کے کہنے سے مالِ زکوٰۃ سے وہ دین ادا کیا گیا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اگر اس کے حکم سے نہ ہو تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی۔ (درمختار)

وہ لوگ جنھیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے

۴۱۔ اپنی اصل یعنی ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ جن کی اولاد میں یہ ہے

اور اپنی اولاد۔ بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی غیرہ، کوز کوٰۃ نہیں دے سکتا، یو ہیں صدقہ ءفطر ونذر و کفارہ بھی نہیں دے سکتا۔ رہا صدقہ ءنفل وہ دے سکتا ہے بلکہ بہتر ہے۔ (عالمگیری)۔

۴۲۔ ماں باپ محتاج ہوں اور یہ حیلہ کر کے زکوٰۃ دینا چاہتا ہے کہ یہ فقیر کو دے دے پھر فقیر انہیں دے یہ مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت)

۴۳۔ عورت شوہر کو اور شوہر عورت کوز کوٰۃ نہیں دے سکتا اگر چہ طلاق بائن بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہو جب تک عدّت میں ہے اور جب عدت پوری ہوگئی تو اب دے سکتا ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

۴۴۔ جو شخص مالک نصاب ہو (جبکہ وہ چیز حاجتِ اصلیہ کے علاوہ ہو) اگر اس پر سال گزرا ہو اگر چہ وہ مال نامی نہ ہو ایسے کوز کوٰۃ دینا جائز نہیں اور نصاب سے مراد یہاں یہ کہ اس کی قیمت دوسو درہم ہو اگر وہ خود اتنی نہ ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو مثلاً چھ تولے سونا جب دوسو درہم قیمت کا ہو تو جس کے پاس ہے۔ اگر چہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں کہ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے ہے مگر اس کوز کوٰۃ نہیں دے سکتے یا اس کے پاس ضرورت کے سوا اسباب ہیں جو تجارت کے لئے بھی نہیں اور وہ دوسو درہم کے ہیں تو اسے زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ (ردالمحتار)

۴۵۔ غنی مرد کے نابالغ بچے کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے اور غنی کی بالغ اولاد کو دے سکتے ہیں۔ جبکہ وہ فقیر ہو۔ (عالمگیری)

۴۶۔ ماں ہاشمی بلکہ سیدانی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے لہٰذا ایسے شخص کوز کوٰۃ دے سکتے ہیں اگر کوئی دوسرا مانع نہ ہو (فتاویٰ رضویہ و بہارِ شریعت)

۴۷۔ بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے نہ غیر انہیں دے سکتے ہیں۔ نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو، نہ انہیں لینا جائز ہے نہ دینا جائز، نہ ان کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہو تو اس میں گناہ کے سوا کچھ حاصل نہیں اور اس کے جواز پر فتویٰ دینا محض غلط و باطل۔ (فتاویٰ رضویہ)

۴۸۔ زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضرور ہے کہ جسے دیں مالک بنا دیں اباحت کافی نہیں۔ لہٰذا مال زکوٰۃ مسجد میں صرف کرنا یا اس سے میت کو کفن دینا، یا میت کا دین ادا کرنا۔ یا پل، سڑک، سقایہ سڑک بنوا دینا، نہر یا کنواں کھدوا دینا۔ یا کتاب وغیرہ کوئی چیز وقف کر دینا کافی نہیں ہے۔ (عالمگیری)

۴۹۔ بہو اور داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اولاد یا شوہر کی اولاد کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے اور رشتہ داروں میں جس کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے اسے زکوٰۃ دے سکتا ہے جب کہ نفقہ میں مجرا نہ کرے۔ (ردالمحتار)

۵۰۔ صحیح تندرست کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگرچہ کمانے پہ قدرت رکھتا ہو مگر سوال کرنا اسے جائز نہیں۔ (عالمگیری)

۵۱۔ غنی کی بی بی کو دے سکتے ہیں جب کہ مالک نصاب نہ ہو۔ یوہیں غنی کے باپ کو دے سکتے ہیں جبکہ فقیر ہو۔ (عالمگیری)

۵۲۔ جس بچے کی ماں مالک نصاب ہے اگرچہ اس کا باپ زندہ نہ ہو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں (درمختار)

۵۳۔ جس نے تحری کی یعنی سوچا اور دل میں یہ بات جمی کہ اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور زکوٰۃ دے دی بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ زکوٰۃ کا مصرف ہے یا کچھ حال نہ کھلا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غنی تھا یا اپنے والدین یا اولاد میں سے کوئی تھا یا ہاشمی تھا۔

Marfat.com

جب بھی ادا ہوگئی اور یہ بھی تحرّی ہی کے حکم میں ہے کہ اس نے سوال کیا اس نے اسے غنی نہ جان کر دے دیا۔ یا وہ فقیروں کی جماعت میں انہیں کی وضع میں تھا اسے دے دیا۔ (عالمگیری۔ درِ درمختار)

۵۴۔ اگر بے سوچے سمجھے زکوٰۃ دے دی۔ یعنی یہ خیال بھی نہ آیا کہ اسے دے سکتے ہیں کہ نہیں اور بعد میں معلوم ہوا کہ اسے نہیں دے سکتے تھے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی ورنہ ہوگئی۔ اور اگر دیتے وقت شک تھا اور تحرّی نہ کی یا تحرّی کی مگر کسی طرف دل نہ جما۔ یا تحری کی اور غالب گمان یہ ہوا کہ یہ زکوٰۃ کا مصرف نہیں اور دے دیا تو ان سب صورتوں میں ادا نہ ہوئی مگر جب کہ دینے کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ واقعی وہ مصرف زکوٰۃ تھا تو ہوگئی (عالمگیری)

۵۵۔ زکوٰۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اوّلاً اپنے بھائیوں، بہنوں کو دے پھر ان کی اولاد کو۔ پھر چچا اور پھوپیوں کو پھر، ان کی اولاد کو، پھر ماموں اور خالہ کو پھر ان کی اولاد کو ذوی الارحام یعنی رشتہ والوں کو، پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو، پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔ (عالمگیری)

حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے امتِ محمد! قسم ہے اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے قسم ہے اس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف روز قیامت نظر نہ فرمائے گا۔ (ردالمحتار)

۵۶۔ دوسرے شہر کو زکوٰۃ بھیجنا مکروہ ہے مگر جب کہ وہاں اس کے رشتہ دار ہوں یا وہاں کے لوگوں کو زیادہ حاجت ہے یا زیادہ پرہیز گار ہیں یا مسلمانوں کے حق میں وہاں بھیجنا

زیادہ فائدہ مند ہے۔ یا طالب علم کے لئے بھیجے یا سال تمام سے پہلے ہی بھیجدے تو ان سب صورتوں میں دوسرے شہر کو بھیجنا بلا کراہت جائز ہے۔ (درمختار)

۵۷۔ اگر خود ایک شہر میں ہے اور مال دوسرے شہر میں تو جہاں مال ہو وہاں کے فقراٗ کو زکوٰۃ دی جائے اور صدقہ ءفطر اس شہر کے فقراٗ کو دے جہاں وہ خود ہے۔ اگرچہ بچے دوسرے شہر میں ہوں۔ (عالمگیری)

۵۸۔ مال زکوٰۃ اگر بقدر نصاب نہ ہو تو ایک کو دینا افضل ہے اور ایک شخص کو بقدر نصاب دیدینا مکروہ ہے مگر دے دیا تو ادا ہوگئی۔ ہاں جو کچھ دیا اس سے بقدر نصاب اس کی حاجت سے نہ بچے گا تو ہزاروں دے سکتا ہے۔ مثلاً اس پر دس ہزار روپے قرض ہیں تو اس دس ہزار دینے میں حرج نہیں کہ وہ اس قدر سے بھی مالک نصاب نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ) یوہیں اگر وہ فقیر بال بچوں والا ہے کہ اگرچہ نصاب یا زیادہ ہے مگر اہل وعیال پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

۵۹۔ ذمی کافر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اور جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا، ناجائز ہے انہیں اور بھی کوئی صدقہ ءواجبہ نذر و کفارہ وفطرہ دینا جائز نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

۶۰۔ بدمذہب کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ درمختار) اور جب بدمذہب کا یہ حکم ہے تو وہابیہ ءزمانہ کہ توہین خدا وتنقیص شان رسالت کرتے اور شائع کرتے ہیں۔ جن کو، اکابر علمائے حرمین طیبین نے بالاتفاق کافر و مرتد فرمایا۔ اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں، انہیں زکوٰۃ دینا حرام وسخت حرام ہے اور دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔ (بہارِ شریعت)

وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

حج کی ضرورت واہمیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم . نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حج اسلام کا پانچواں یا عبادت اسلامی کا چوتھا رکن یا نماز، روزہ اور زکوۃ کے بعد چوتھا فریضہ ہے جو امت کے ہر فرد پر خواہ وہ دنیا کے کسی علاقے کا باشندہ ہو عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے مگر صرف ان لوگوں پر جو وہاں جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اسلام جس طرح آخرت میں فلاح ونجات کا ضامن ہے اسی طرح دنیا میں بھی کامیابی و کامرانی کا پیغام ہے اور اسکی فلاح دارین کی یہ جامعیت اس کی ہر عبادت سے بالکل صاف ظاہر ہو رہی ہے۔

حج بھی ایک ایسی عبادت ہے جو روح کو جِلاتی ہے اور باطن کو پاکیزگی سے معمور کرتی ہے۔ حج سے دنیاوی اور جسمانی فائدے بھی حاصل ہوتے ہیں اور یہ عبادت معاشی فائدوں اور مصلحتوں سے بھی لبریز ہے۔ حج اتحاد کی علامت بھی ہے اس کی ضرورت و اہمیت کا اندازہ اسکے مخصوص طریقہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ امت کے مختلف طبقے دنیا کے مختلف گوشوں سے منزل در منزل خشکی و تری میں ہوا و فضا میں طویل سفر کر کے ایک عظیم الشان اجتماع کرتے ہیں، اگرچہ قرآن کریم یاد دلاتا ہے کہ یہ اجتماع دراصل ذکر و عبادت الٰہی کیلئے ہے لیکن ساتھ ہی یہ باور کرایا گیا ہے کہ یہ محض ایک خشک عبادت نہیں ہے بلکہ فرد و ملت دونوں کیلئے، یعنی انفرادی واجتماعی ہر قسم کے فائدے اس سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ ہر مزاج ہر قماش اور جداگانہ معاشرہ رکھنے والے اسلام کے یہ شیدائی ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ گویا حج دنیائے اسلام کا بین الاقوامی سالانہ اجتماع ہے جس

Marfat.com

سے ملت اسلامیہ کے دینی دنیاوی مفاد وابستہ ہیں۔اس کا مقصد اعظم اسلامی شوکت کا اظہار بھی ہے اور مختلف ملل واقوام کے اتحاد کا عظیم الشان مظاہرہ بھی ہے۔اسی سے عالم اسلام میں دینی رابطے مضبوط ہوتے ہیں اور مختلف قوموں، مختلف نسلوں، مختلف زبانوں، مختلف رنگتوں اور مختلف ملکوں کے اشخاص کو دین واحد کی وحدت میں پرودیا جاتا ہے۔

حج میں سب کیلئے وہ سادہ لباس، بغیر سلا لباس، جو نسل انسانی کے پدر اعظم آدم علیہ السلام کا تھا تجویز کیا گیا ہے تاکہ ایک ہی رسول، ایک ہی قرآن، ایک ہی کعبہ پر ایمان رکھنے والے، ایک ہی صورت، ایک ہی لباس میں، ایک ہی سطح پر نظر آئیں اور چشم ظاہر بین کو بھی، اتحاد معنوی رکھنے والوں کے اندر کوئی اختلاف ظاہری محسوس نہ ہو سکے۔حج نہ صرف دنیاوی لحاظ سے افلاس اور دینی لحاظ سے گناہوں کو دور کر دیتا ہے بلکہ رضائے الٰہی کے حصول کا اعلیٰ ترین ذریعہ بھی ہے جیسا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: **فانهما ينفيان الفقر والذنوب كما ينفي الكير خبث الحديد والذهب والفضة** حج اور عمرہ کو یکے بعد دیگرے کرو اسلئے کہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے چاندی اور سونے کے میل کو دور کر دیتی ہے اور حج مقبول کا بدلہ صرف جنت ہے جو رضائے الٰہی کا ثبوت ہے۔(ترمذی نسائی)

حج کے معنی ''زیارت وحاضری'' کے ہیں، اس لئے کہ اس کی ادائیگی کا تعلق چند مقدس و بابرکت اور تاریخی اہمیت کے حامل مقامات پر حاضری سے ہے۔ان مقدس مقامات کے علاوہ کسی دوسری جگہ اس عبادت کو ادا نہیں کیا جا سکتا۔جبکہ نماز روزہ اور زکوۃ کی ادائیگی ہر جگہ ہو سکتی ہے،تو جب بندہ احترام و

Marfat.com

محبت کے ساتھ ان عبادات کو ادا کرنے یہاں حاضر ہوتا ہے تو اس کو وہ برکتیں نصیب ہوتی ہیں جو کسی دوسرے مقام پر حاضری سے نصیب نہیں ہوتیں اور اللہ تعالیٰ اپنے مہمانوں کو اپنی خاص عنایات سے اس طرح نوازتا ہے کہ ہر عبادت کا ثواب ایک لاکھ گنا دیا جاتا ہے، ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر، ایک ختم قرآن ایک لاکھ قرآن ختم کرنے کے برابر۔ پھر یہاں بے چین دلوں کو ایسا ہی سکون ملتا ہے جیسے تڑپتے بچہ کو ماں کی گود میں ۔ یہاں گناہوں میں لتھڑے ہوئے انسان پاک وصاف ہو جاتے ہیں۔ زندگی سے مایوس لوگوں کے دلوں میں زندگی کی نئی اُمنگیں جنم لینے لگتی ہیں۔ حج کے موقع پر منیٰ کی حاضری میں حاجی پانچ روز تک صبر و تحمل کا پیکر بنے رہتے ہیں۔ عرفات میں خالی جھولیاں لیکر آنے والے سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے مالا مال ہو جاتے ہیں۔ مزدلفہ میں اللہ تعالیٰ کا مزید قرب اور اسکی رضا حاصل کرتے ہیں اور اس طرح جب حاجی شریعت کے مطابق ارکان حج کی ادائیگی سے فارغ اور دوران حج رفث، فسوق اور جدال سے محفوظ رہا۔ مبارک ہو اس کا حج مقبول ہے اور وہ حج سے ایسا واپس آیا جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے۔ گناہوں سے محفوظ و مامون۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن بندے کو حج نصیب فرمائے (آمین)۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

عید قربان

بسم اللہ الرحمن الرحیم . نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو روپیہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ (اللہ کو) پیارا نہیں۔ عید قربان پر جس شخص نے خوش دلی کیساتھ، طالب ثواب ہو کر قربانی کی وہ قربانی آتش جہنم سے روک ہو جائے گی۔ (طبرانی از حسن بن علی) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے، صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں، فرمایا تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے لئے اسمیں کیا ثواب ہے؟ فرمایا ہر بال کے بدلے نیکی ہے، عرض کی اون کا کیا حکم ہے، فرمایا اون کے ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔ قربانی کی نسبت سے ہی عید قربان کو عید الاضحیٰ اور بقر عید کہا جاتا ہے، کہ عربی میں اضحیٰ کے معنی قربانی کا جانور ہے اور بقر گائے کو کہتے ہیں۔ قرآن کی ایک سورۃ کا نام بھی البقرۃ ہے۔ قربانی کے ان ایام میں سب سے بہتر عمل قربانی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئیگا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل اللہ کے نزدیک مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے۔ جس نے ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیا اور اس کا ارادہ قربانی کرنیکا ہے تو جب تک قربانی نہ کرے

Marfat.com

بال اور ناخن نہ ترشوائے۔ قربانی واجب ہونے کیلئے مقیم ہونا اور مالک نصاب ہونا شرط ہے کہ اگر قربانی کے دنوں میں کسی کے پاس سونا چاندی یا الگ الگ نصاب یا دونوں ملکر چاندی کا نصاب یا چاندی کا نصاب 1/2 ,52 تولہ چاندی کی قیمت ہے تو قربانی واجب ہو جائے گی۔ گھر میں اگر مرد وعورت الگ الگ نصاب والے ہیں تو دونوں پر اپنی اپنی قربانی واجب ہے۔ اگر کوئی شخص صاحب نصاب نہیں اور قربانی کا ثواب چاہتا ہے تو فرمان نبوی پر عمل کرتے ہوئے ذی الحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد سے ناخن اور بال نہ ترشوائے بلکہ قربانی کے دن بال ناخن اور مونچھیں ترشوائے تو اس سے اس کو قربانی کا ثواب حاصل ہوگا۔ قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں اونٹ ۵ سال کا، گائے دو سال کی، بھینس گائے میں شامل ہے، بکری ایک سال کی بھیڑ اور دنبہ بکری میں شامل ہیں۔ نر مادہ، خصی اور غیر خصی سب کی قربانی ہو سکتی ہے۔ اگر جانور کی عمر اس سے کم ہو تو قربانی جائز نہیں، زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔ قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہئے۔ تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں لیکن اگر کسی کا حصہ ساتویں سے کم ہے تو کسی کی بھی نہ ہوگی، شرکت کی قربانی میں گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے محض اندازے سے کافی نہیں۔ قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے۔ مگر رات میں ذبح کرنا مکروہ ہے شہر میں قربانی عید کی نماز کے بعد کی جائے، پہلے نہیں ہو سکتی۔ دیہات میں عید کی نماز سے پہلے ہو سکتی ہے کہ وہاں عید کی نماز واجب نہیں۔ افضل ہے کہ قربانی اپنے ہاتھ سے تیز چھری کیساتھ کرے۔ ذبح کے وقت دعا بھی پڑھ لینی چاہئے۔ گوشت کے تین حصے

Marfat.com

برابر کرنا بہتر ہے۔ایک اپنا،ایک اعزاء واحباب کا،ایک فقرا کیلئے،اگر ضرورت ہوتو سب خود ہی رکھنا بھی جائز ہے۔قربانی کی کھال یا اس کی قیمت کا کوئی حصہ اجرت قصاب میں دینا سخت منع ہے۔ایسے کی قربانی بارگاہ قبول سے محروم ہے۔ اللہ تعالی ہم میں سے ہر مسلمان کو فرائض و واجبات پر عمل کی توفیق دے اور ہماری قربانیاں قبول فرمائے۔وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین ط

Marfat.com

درسِ حدیث

قومی پروگرام میں ریڈیو پاکستان اسلام آباد سے نشر ہوا

اچھی زندگی اچھی موت کی دُعا اور حسنِ آخرت کی تمنّا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم رسولہ الکریم

عن ابن عمر، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِيْشَةً نَقِيَّةً وَّ مِيْتَةً سَوِيَّةً وَّ مَرَدًّا غَيْرَ مُخْزِيٍ وَّلَا فَاضِحٍ

(حاکم صفحہ ۵۴۱ جلد ۱، بزار، طبرانی کبیر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے، نبی اکرم ﷺ سے یہ دعا روایت کی ہے: اے اللہ میں تجھ سے پاک صاف زندگی، اچھی موت اور آخرت کی طرف ایسا جانا مانگتا ہوں جسمیں رسوائی اور فضیحت نہ ہو،

ہر انسان کے لئے تین مرحلے ہوتے ہیں ایک دنیا کی زندگی کا مرحلہ۔ دوسرا موت کا مرحلہ اور تیسرا دار آخرت کا مرحلہ، اس جامع دعا میں تینوں مرحلوں کے لئے بڑے سادہ انداز میں، نہایت عمدہ دعا سکھائی گئی ہے۔ پاک وصاف زندگی کا حصول اطاعت الٰہی۔ محبت الٰہی اور محبت رسول ﷺ سے ہوتا ہے اور یہ تینوں اوصاف، احکام کی پیروی اور اتباع سنت سے حاصل ہوتے ہیں، کیونکہ اتباع سنت کے بغیر ہر عمل باطل ہے، حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ کوئی بھی شخص اللہ تک اس کی توفیق کے بغیر نہیں پہنچا اور اللہ تک پہنچنے کا راستہ پیارے مصطفٰے محمد ﷺ کی اقتدا اور اتباع ہے۔ (مکاشفۃ القلوب صفحہ ۹۳)

موت نام ہے۔ ایک عالم سے دوسرے عالم میں منتقل ہو جانے کا اور اسی اعتبار سے آدمی کے لئے تین موتیں ہیں اور چار زندگیاں۔ ان میں تین زندگیوں کے لئے اجل و موت ہے اور چوتھی زندگی دائمی اور ابدی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ جب روز

میثاق، اللہ تعالیٰ نے روحوں کو وجود کی خلعتیں بخشیں اور اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ فرما کر بَلٰی سنا تو یہ پہلی زندگی تھی جس کی مقدار رب تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ پھر وہاں سے منتقل کر کے، عالم دنیا میں پہنچایا، تو یہ منتقلی عالم ارواح سے آدمی کی موت تھی اور عالم شہادت میں یہ آمد زندگی ہوئی، تو عالم اجسام میں وہ پہلی موت اور یہ دوسری زندگی ہے اور اس زندگی کی مقدار وہی ہے، جس کو ہم عمر کا نام دیتے ہیں اور حدیث مذکورہ میں اس کے لئے دعا تعلیم فرمائی گئی۔ پھر آدمی جب یہاں سے انتقال کر کے عالم برزخ میں جائیں گے تو یہ دوسری موت ہوگی کہ دنیا سے رخصت ہوئے اور تیسری زندگی کہ برزخ میں مقام ملا، حدیث شریف میں اسی موت کی اچھائی کے لئے دعا سکھائی گئی۔ پھر جب عالم برزخ سے، عالم آخرت میں استقرار ہوگا تو یہ تیسری موت ہے اور چوتھی زندگی ہے اور اس زندگی کو موت نہیں بلکہ دوامی ہے۔ حدیث شریف میں اسی چوتھی زندگی کی طرف جانے کی اچھی دعا تعلیم فرمائی گئی ہے۔ اچھی زندگی، پاک صاف زندگی کا حاصل کرنا، ہر مومن پر لازم ہے، حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی نے بیان کیا کہ مندرجہ ذیل حدیث، حضور پرنور ﷺ کے فرامین کا خلاصہ ہے۔ تاجدارِ مدینہ سُرورِ سینہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پانچ باتوں کو دوسری پانچ باتوں سے پہلے غنیمت جانو

۱۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت جانو،

۲۔ عافیت وصحت کو بیماری سے پہلے غنیمت جانو،

۳۔ دولت مندی کو محتاجی سے پہلے غنیمت جانو،

۴۔ فراغت کو مشغولیت سے پہلے غنیمت جانو،

۵۔ زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو،

حدیث مبارکہ میں اس دعا کے اندر یہ لطیف اشارہ موجود ہے کہ، پاکیزہ زندگی گزارتے ہوئے آدمی، موت کو بھی یاد رکھے اور اسے فراموش نہ کرے، فرمان نبی ﷺ ہے:

اکثروا من ذکر ھادم اللذات ،لذتوں کو مٹانے والی (یعنی موت) کو بہت یاد کیا کرو

اس فرمان میں اشارہ ہے کہ انسان موت کو یاد کرکے، دنیاوی لذتوں سے کنارہ کش ہو جائے تا کہ اسے بارگاہ ربوبیت میں مقبولیت حاصل ہو۔ موت کی یاد دنیا کی محبت کو ختم کردیتی ہے اور دنیا سے دل اچاٹ کردیتی ہے اور آخرت کی تیاری پر اکساتی ہے۔ لیکن موت کو بھول جانا، انسان کو دنیاوی خواہشات میں منہمک کردیتا ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''الدعاءُ ھو العبادۃ'' دعا عبادت ہی ہے (ترمذی) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المومنین فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند فرماتے اور باقی دعاؤں کو چھوڑ دیتے (ابوداؤد) مذکورہ حدیث میں تعلیم دی گئی دعا بھی ایک جامع دعا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اکثر دعا یہ تھی:

اَللّٰھُمَّ آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَ	اے اللہ ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما
فِی الآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ	اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما۔ اور
النَّار ۝ (بخاری مسلم)	ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

آیئے ہم سب بھی یہ دعا مانگیں:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَ فِی الْآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

احمد میاں برکاتی

۱۷ رمحرم الحرام ۱۴۲۷ھ

۱۶ رفروری ۲۰۰۶ء

Marfat.com

فہرست ماخذ و مراجع

اس کتاب کی تیاری میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی۔

۱۔ القرآن الحکیم، تنزیل من اللہ العزیز الحکیم

۲۔ احمد رضا خاں، امام، محدث — کنزالایمان — مطبوعہ لاہور

۳۔ نعیم الدین، مولانا، مراد آبادی — خزائن العرفان — مطبوعہ لاہور

۴۔ سید محمد احمد، ابوالحسنات، علامہ — تفسیر الحسنات — مطبوعہ لاہور

۵۔ عبدالماجد، دریا آبادی — تفسیر ماجدی — مطبوعہ لاہور

۶۔ محمد کرم شاہ، پیر، علامہ — تفسیر ضیاء القرآن — مطبوعہ لاہور

۷۔ ابوعبداللہ احمد بن حنبل، امام، — مسند احمد بن حنبل — مطبوعہ بیروت

۸۔ ابوجعفر احمد بن محمد، امام، طحاوی، — شرح معانی الآثار — مطبوعہ اسلام آباد

۹۔ محمد بن اسماعیل بخاری، امام — الجامع الصحیح للبخاری — مطبوعہ کراچی

۱۰۔ مسلم بن حجاج ابن مسلم قشیری، امام — الجامع الصحیح لمسلم — مطبوعہ کراچی

۱۱۔ ابوعیسیٰ، ترمذی، امام — سنن الترمذی — مطبوعہ کراچی

۱۲۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث، امام — سنن ابوداؤد — مطبوعہ کراچی

۱۳۔ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب، امام — سنن النسائی — مطبوعہ کراچی

۱۴۔ ابوعبداللہ محمد بن الربعی بن ماجہ، امام — سنن ابن ماجہ — مطبوعہ کراچی

۱۵۔ ابوعبداللہ الحاکم، نیشاپوری، امام — مستدرک للحاکم — دارالکتاب۔ بیروت

۱۶۔ ولی الدین محمد بن اللہ، امام — مشکوٰۃ المصابیح — مطبوعہ کراچی

۱۷۔ ابوعیسیٰ ترمذی، امام — شمائل ترمذی — مطبوعہ کراچی

Marfat.com

۱۸۔	یحییٰ بن شرف نووی ابوزکریا	ریاض الصالحین	مطبوعہ لاہور
۱۹۔	عبدالحق شیخ، محدث دہلوی، محقق	اشعۃ اللمعات	مطبوعہ لاہور
۲۰۔	شریف الحق امجدی، مولانا، علامہ	نزہۃ القاری	مطبوعہ کراچی۔لاہور۔مبارکپور
۲۱۔	شہاب الدین عسقلانی، امام،	الاصابہ فی تمییز الصحابہ،	مطبوعہ کراچی
۲۲۔	محمد بن سعد، مؤرخ، علامہ	طبقات ابن سعد	مطبوعہ کراچی
۲۳۔	زرقانی، علامہ، امام	زرقانی علی مواہب اللدنیہ	
۲۴۔	عبدالرحمٰن بن جوزی، امام	الوفا باحوال المصطفٰے	مطبوعہ لاہور
۲۵۔	عبدالحق، شیخ محقق، محدث دہلوی	مدارج النبوۃ	مطبوعہ لاہور
۲۶۔	شاہ ولی اللہ، محدث دہلوی	ازالۃ الخفاء	مطبوعہ کراچی
۲۷۔	محمد بن غزالی، امام	کیمیائے سعادت	مطبوعہ کراچی
۲۸۔	محمد بن غزالی، امام	مکاشفۃ القلوب	مطبوعہ کراچی
۲۹۔	ابواللیث فقیہ، سمرقندی امام	تنبیہ الغافلین	مطبوعہ کراچی
۳۰۔	محمد بن جزری شافعی، علامہ	حصن حصین	مطبوعہ لاہور
۳۱۔	محمد امین ابن عابدین، شامی، علامہ	ردالمحتار، (شامی)	مطبع عثمانیہ حیدرآباد دکن
۳۲۔	احمد رضا خاں، امام،	فتاویٰ رضویہ، جلد پنجم،	مطبوعہ کراچی
۳۳۔	احمد رضا خاں، امام،	مشعلۃ الارشاد،	مطبوعہ لاہور
۳۴۔	احمد رضا خاں، امام	شمع شبستانِ رضا	مطبوعہ لاہور
۳۵	نور بخش توکلی، علامہ،	سیرت رسول عربی،	مطبوعہ لاہور
۳۶۔	محمد حسن اعظمی،	المعجم الاعظم،	مطبوعہ حیدرآباد دکن
۳۷۔	وحید الزماں،	لغات الحدیث،	مطبوعہ کراچی
۳۸۔	لوئیس معلوف،	المنجد عربی،	مطبوعہ بیروت

Marfat.com

۳۹۔ طالب ہاشمی، تذکار صحابیات، مطبوعہ لاہور

۴۰۔ امیر بخش عاربی، بنات مصطفٰے، مطبوعہ لاہور

۴۱۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، مطبوعہ لاہور

۴۲۔ طالب ہاشمی، سیرت فاطمۃ الزہرا، مطبوعہ لاہور

۴۳۔ محمد سلیمان منصور پوری، قاضی، رحمۃ للعالمین، مطبوعہ لاہور

۴۴۔ محمد بشیر، ابوالنور، علامہ، عورتوں کی حکایات، مطبوعہ لاہور

۴۵۔ محمد خلیل خاں، مفتی، برکاتی، حقوق الاولاد، مطبوعہ حیدرآباد

۴۶۔ محمد خلیل خاں، برکاتی، مفتی، علامہ، سنی بہشتی زیور، مطبوعہ لاہور

۴۷۔ عبدالملک بن عثمان نیشاپوری، امام، شرف النبی ترجمہ اقبال فاروقی، مطبوعہ لاہور

Marfat.com

نعت شریف صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عام ہوجائے اگر ان کے بدن کی خوشبو
منہ چھپاتی پھرے پھر باغِ عدن کی خوشبو

میرے آقا کے پسینے کی مہک ہے جس پر
اس پہ سوجاں سے فدا مشک ختن کی خوشبو

وجہ تزئین دو عالم ہے ہر اک غنچہ و گل
باعثِ راحتِ دل ان کے چمن کی خوشبو

خاک طیبہ تری عظمت کا ٹھکانہ کیا ہے
تیرے ذرّوں پہ ہے قربان عدن کی خوشبو

نام آقا کا مرے وردِ زباں ہے جس کے
رشک صد غنچہء و گل اس کے دہن کی خوشبو

مدح سرکارِ دو عالم کا صلہ ہے حافظؔ
بزمِ عالم میں جو ہے میرے سخن کی خوشبو

احمد میاں حافظؔ البرکاتی

یکم جنوری ۲۰۰۳ء

Marfat.com

کتابِ رشد وہدایت کی ہمہ گیر آفاقی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے

نور وسرور اور جذبہ حب رسول ﷺ پر مبنی آیات احکام کی مفصل وضاحت

اردو زبان میں پہلی مرتبہ

تفسیر احکام القرآن

مفسر قرآن، علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری

آیات احکام کا مفصل لغوی وتفسیری حل امہات کتب تفسیر کی روشنی میں

مفسرین کی تصریحات کے مطابق پیش کیا گیا۔

اس لئے یہ کتاب طلباء، علماء، وکلاء، ججز

اور عوام وخواص کے لئے قیمتی سرمایہ

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان

Marfat.com

خوشخبری

مشہور ومعروف محدث ومفسر حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

کا عظیم شاہکار

تفسیر ابن کثیر 4 جلد

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف نے اپنے نامور فضلاء

مولانا محمد اکرم الازہری، مولانا محمد سعید الازہری اور

مولانا محمد الطاف حسین الازہری سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان

فون:۔ 7220479 -042-7221953 فیکس:۔ 042-7238010

042-7247350-7225085

021-221201 1-2630411

Marfat.com

حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی

یادگار تصانیف

تفسیر ضیاء القرآن (۵ جلد)

فہم قرآن کا بہترین ذریعہ
اہل دل کے لیے ایک نایاب تحفہ

ترجمۃ القرآن جمال القرآن

قرآن پاک کا انتہائی خوبصورت ترجمہ جس کے ہر
لفظ سے اعجاز قرآن کا حسن نظر آتا ہے

سیرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب ضیاء النبی (۷ جلد)

درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے
معمور تصنیف

سنت خیر الانام

مقالات

قصیدہ اطیب النغم

خوبصورت نعتیہ قصیدہ کی پرسوز
اور دلآویز شرح

مجموعہ وظائف دلائل الخیرات شریف

مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ و دیگر سلاسل
کے معمولات اور اوراد و وظائف کا مجموعہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

فون:
گنج بخش روڈ لاہور 7221953-7220479
فیکس 7238010
۹۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 7225085-7247350
۱۴۔ انفال سنٹر اردو بازار کراچی 2630411-2212011
فیکس 2210212

1Z-94

Marfat.com